

ترتيب وترجمه: علامہ اقبال احمد فاروقی ایم اے

قَدَّمِي هَذِهِ عَلَى رَقَبَةِ كُلِّ وَبِيَّ اللَّهِ

نزہۃ الخاطرات القادر

فی مناقب

شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ

تالیف لطیف

رئیس المحیثین ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ

الناشر

سننی دارالاشاعت
ڈبکوت روڈ
فیصل آباد

فہرست از مہتممہ الخاطر الفارسی مناقب شیخ عبدالقادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ

صفحہ	مضامین	نمبر شمار
۵	مختصر حالات حضرت ملا علی قاری	۱
۱۸	مقدمہ (یعنی حضرت ملا علی قاری کا مقدمہ)	۲
۱۹	نسب پاک	۳
۲۱	تتھال	۴
۲۲	مشرب	۵
۲۳	اولاد و احفاد	۶
۲۵	اولاد کی تعلیم و تربیت	۷
۲۶	پوتوں اور نواسوں کی علمی تربیت	۸
۳۰	حلیہ مبارک	۹
۳۲	تصانیف	۱۰
۳۳	گیلان	۱۱
۳۴	سب سے پہلے ڈاکو آپ کے ہاتھ پر بیعت ہوئے	۱۲
۳۵	خرقہ خلافت کی سند	۱۳
۳۶	آپ کے قدمی ہندہ علیٰ رقبۃ کلِّ ذی اللہ سپاہ اولیائے گروہیں جھکا لیں	۱۴
۳۷	شیر کے سامنے آپ کا نام لینے سے وہ حملہ نہ کرے گا۔	۱۵
۳۸	سال ۱۰ ماہ ۱۰ ایام آپ کے پاس سلام کرنے آئے اور حال بتاتے ہیں	۱۶
۳۸	کلام موجز فی المرام	۱۷
۳۹	توبہ و تقویٰ میں بعض عارفین کے اقوال	۱۸

صفحہ	مضامین	نمبر شمار
۴۳	آداب روزہ اور اقوال غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ	۱۹
۴۶	حضرت امام حسن ایک لمبے واقعہ میں ایک وعامصیبت کیلئے بیان فرماتے ہیں	۲۰
۵۲	وجہ ملقب بہ محی الدین	۲۱
"	شیخ ابو مدین شعیب اور غوث اعظم رضی اللہ عنہما	۲۲
۵۳	آپ کلہ سلاج بریت اللہ	۲۳
۵۵	بیابان عراق میں حضرت نحمدت سے ملاقات	۲۴
۵۷	خلیفہ مستنجد باللہ کی حاضری	۲۵
۵۸	ابو غالب اور غوث الاعظم	۲۶
۵۹	رافضیوں کی آزمائش اور مرغی کا زندہ کرنا	۲۷
۶۰	ایک عجمی قافلے کی دستگیری	۲۸
۶۱	تہاوند کا شبانہ سفر	۲۹
۶۲	ایک لڑکی کی جنات سے رہائی	۳۰
۶۴	شیخ ابن ہبیتی اور ایک صاحب کمال کی سفارش رحمہما اللہ تعالیٰ	۳۱
"	جامع مسجد میں عوام الناس کی بے تابی	۳۲
۶۵	آپ کے پیغام سے بخار چلا گیا	۳۳
۶۶	پیشانی پر ہاتھ پھیرنے سے کمزور اور ٹھنڈی تیز چلنے لگی	۳۴
"	ارشاد فرمانے سے کبوتری انڈے دیئے اور قمری بولنے لگی	۳۵
"	نہ آپ کو ناک جھاڑتے دیکھا۔ نہ مکھی آپ پر بیٹھی	۳۶
۶۷	سانپ اور جناب غوث الاعظم	۳۷
۶۸	سید عبد الرزاق کو خوشخبری	۳۸

صفحہ	مضامین	نمبر شمار
۴۰	مجلس میں عراق کے اکابر مشائخ اور علماء کا اجتماع	۳۹
۴۳	صاحبزادہ سید سیف الدین عبدالوہاب کا آپکی مجلس میں وعظ	۴۰
"	مجلس میں آقاؑ و دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا مع صحابہ رضی اللہ عنہم کے روز	۴۱
۴۵	زائرین کے لئے خوشخبری	۴۲
"	لباس اور خلعت	۴۳
۴۶	حسین ابن منصور علاج اور جناب غوث الاعظم رضی اللہ عنہ	۴۴
۴۷	جناب غوث پاک رضی اللہ عنہ کے خادم کا حیرت انگیز واقعہ	۴۵
۴۸	مدرسہ بغداد کا دروازہ در رحمت ہے۔	۴۶
۴۹	غوث الاعظم سے دستگیری	۴۷
"	شیخ منصور واسطی وعظ رضی اللہ عنہ کی روایت	۴۸
۸۰	مجلس وعظ کی کینیت	۴۹
"	ابن سقا کی حکایت	۵۰
۸۳	نعمتائے خداوندی پر آپ کے خیالات	۵۱
۸۴	آپ کو مخدع کا مقام حاصل ہے۔	۵۲
۸۵	رجال الغیب کا تعظیم کرنا اور شیخ صدوق مجلس وعظ میں	۵۳
۸۷	معروف کیر خلی کی قبر کی زیارت	۵۴
۸۸	واقعات و کہالف متفرقہ اور اشعار و ابیات	۵۵
۹۰	تاج العارفین ابو الوفا سے ملاقات	۵۶
۹۴	قطب کون ہوتا ہے؟	۵۷
۱۰۰	کلام غوث الاعظم رضی اللہ عنہ	۵۸

وَكُلُّ شَيْءٍ وَابٍ لَّيًّا قَدَّمَ وَأَبَى

تَعَلَّى قَدَّمَ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِدَبْرِ الْكَمَالِ
ذِكْرُ الْكَرِيمِ
ذِكْرُ الْكَرِيمِ

احقر عباد الله الغفار
فقير فقير عبد الستار
احمد - السيفي الحنفی

مکتب رضائے مصطفیٰ

• چوک دارالسلام کوجراوالہ •

marfat.com

Marfat.com

صفحہ	مقائین	نمبر شمارہ
۱۰۶	منصور جلانح حضرت غوث الاعظم رضی اللہ عنہ کی نظریں	۵۹
۱۰۷	الہام، وسواس اور ہوا	۶۰
۱۱۱	وغائے وعظ	۶۱
۱۱۳	قصیدہ غوثیہ مع ترجمہ و تشریح	۶۲

نوٹ

علماء اہلسنت و جماعت کی تصانیف ہر قسم عربی، فارسی، اردو مطبوعہ عربیہ و ہندسہ و شام و بیروت حاصل کرنے کے لئے مندرجہ ذیل پتہ پر قشرفیٹ لاویں

سننی دارالاشاعت علویہ، رضویہ ڈبھوکہ

قیمت روپے

حضرت ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ

حالات — تصانیف

حضرت علی بن سلطان محمد القاری الہروی المکی الحنفی المعروف بہ ملا علی قاری گیارہویں صدی ہجری کے جید علماء کرام میں سے مانے جاتے ہیں آپ کے علمی کارنامے اور تحقیقی تشریحات احادیث نے علماء عصر اور ما بعد سے خراج کمال حاصل کیا۔ آپ وجید العصر، فرید العصر، محقق، مدقق، منصف مزاج، محدث، فقیہ، جامع علوم عقلیہ و نقلیہ، منقح سنت نبویہ۔

ہیرا، اعلام اور شاہیر اولی الحفظ والافہام میں سے تھے۔ آپ نے خاص طور پر تحقیق فقہ و حدیث اور دریافت علوم کلام و منقول پر بڑا کام کیا ان موضوعات پر آپ کی علمی کوششیں آج تک اہل علم کے لئے مشعل راہ کا کام دے رہی ہیں۔ آپ کی علمی مقبولیت کا اندازہ صرف اس بات سے ہی ہوتا ہے۔ کہ آپ کی تصانیف پر ۱۸۲ فقہاء و محدثین (مولفین و معنقین) نے خراج عقیدت پیش کیا۔ اور آپ کی تشریحات کو اپنی تصانیف کی بنیاد قرار دیا۔

آپ ہرات میں پیدا ہوئے۔ اور تحصیل علم دین کئی مکہ مکرمہ میں قیام پذیر ہوئے تحصیل علوم کے بعد ساری زندگی اسی مکرم شہر میں گزار دی۔ اور علمی دنیا میں نام پیدا کیا۔ آپ نے زمانہ طالب علمی میں جن حضرات سے علمی اور روحانی استفادہ کیا

۱۔ مدائق الحنفیہ از فقیر محمد جامی صفحہ ۴۱ مطبوعہ نوکشور لکھنؤ

۲۔ المنجد (لغات عربی) صفحہ ۳۰۲ مطبوعہ بیروت

۳۔ مرقات جلد اول صفحہ ۱ مطبوعہ بیروت

ان میں سے علامہ احمد بن محمد بن حجر التتیمی المکی، ابی شیخ ابی الحسن البکری، مولانا عبداللہ سندھی، مولانا قطب الدین مکی، شیخ علی برہانپوری، شیخ عظیمہ سلمی، تہمید شیخ الاسلام

۱۱۰۰ھ احمد بن محمد بن علی بن حجر التتیمی السعدی الانصاری رجب ۹۹۹ھ میں محدث ابن البیتیم قاہرہ مصر میں پیدا ہوئے۔ بچپن میں قرآن حفظ کیا۔ والد کا انتقال ہو گیا۔ والد نے سیرت نبوی کی۔ مدنی تصوف کے بعد وہ بھی واصل بحق ہوئے۔ شیخ شمس الدین محمد الشناصری نے سیرت نبوی کی۔ اور ابتدائی کتابیں پڑھائیں۔ ۱۰۲۷ھ میں جامع ازہرہ میں داخلہ لیا۔ جہاں شیخ الاسلام قاضی زکریا الانصاری۔ شیخ عبدالنور سنباطی۔ شمس الدین مدنی۔ شمس الدین لقانی، شمس الدین سمہوری۔ شہاب الدین رطلی۔ طبداوی۔ ابوالحسن بکری، شہاب الدین بن النجار النعلی اور شہاب الدین ابن الضیاح جیسے مشاہیر علماء کرام سے علوم مستقولہ و معقولہ کی تکمیل کی۔ آپ کی ذہانت و افتاد کے پیش نظر بہت سے علماء حدیث نے آپ کو افتاد و تدریس حدیث کی اجازت عطا فرمائی۔ ۱۰۳۳ھ میں آپ نے حج کیا۔ کچھ عرصہ حرم میں رہے۔ اور پھر مہربوت آئے۔ اور قابل قدر تصانیف سے علمی دنیا میں شہرت حاصل کی کہتے ہیں ۱۰۳۳ھ میں کسی عالم نے آپ کی کتاب روض مقری کی شرح چیرا کر اپنے نام سے لکھوا دی۔ تو آپ دل برداشتہ ہو کر مع اہل وعیال مکہ شریف چلے آئے۔ اور تاحیات وہاں ہی رہے۔

ابن حجر کو تفسیر، حدیث و فقہ اصول کلام اور تصوف میں ید طولی حاصل تھا۔ آپ کی قابلیت کا اعتراف شیخ نجم الدین غزنی۔ علامہ خفاجی (المتوفی ۱۰۴۹ھ) قاضی شوکانی (المتوفی ۱۲۵۰ھ) اور محدث اسمعیل یمانی (المتوفی ۱۱۸۲ھ) جیسے علمائے کرام نے بڑے اچھے انداز میں کیا ہے۔ ہدیۃ العارفین میں جلد ۱ صفحہ ۱۲۶ پر آپ کی تصانیف کی ایک مفصل فہرست دی گئی ہے۔ آپ کے نامور شاگردوں نے آگے چل کر فقہ و حدیث کی تدوین و تشریح میں بڑی خدمت کی۔ آپ رجب ۱۰۴۹ھ میں واصل بحق ہوئے اور خیمۃ المعلاۃ میں دفن ہوئے۔

۱۱۰۰ھ محمد بن عبد الرحمن بن احمد البکری الشافعی ۱۱ جمادی الاولیٰ ۱۱۹۹ھ میں قاہرہ میں پیدا ہوئے۔ اپنے زمانہ کے نامور محدثین اور فقہاء سے تعلیم حاصل کی۔ روایت حدیث کی اجازت لی۔ اور متعدد صوفیائے وقت سے خرقہ خلافت حاصل کیا۔ آپ کا معمول تھا کہ ایک سال مصر میں قیام فرماتے اور دوسرے سال حجاز مکرم میں تشریف لے جاتے حجاز و مصر کے اکثر علمائے کرام نے آپ سے استفادہ کیا۔ جوانی کے عالم میں ہی آپ کی شہرت عالم اسلام کے گوشے گوشے تک پہنچ گئی۔

(باقی اگلے صفحہ کے عاشیہ میں)

مولانا شیخ ابوالحسن البکری۔ مولینا سید زکریا تلمیذ العالم المر بانی مولانا۔
 شیخ اسمعیل الشروانی تلمیذ خواجہ عبد اللہ سمرقندی جو خلیفہ مجاز حضرت خواجہ
 بہاؤ الدین نقشبندی رحمہم اللہ علیہم تھے۔ ان کے اسمائے گرامی خاص طور پر
 قابل ذکر ہیں۔ یہ لوگ دنیا سے اسلام کی مایہ ناز شخصیتوں میں شمار ہوتے ہیں فی خطاطی

(حاشیہ بقیہ از صفحہ گذشتہ) شیخ عبدالقادر عیدروسی لکھتے ہیں۔

علامہ کے والد شیخ ابوالحسن بکری جید علما میں سے تھے۔ اور بعض کے نزدیک نویں صدی
 ہجری کے مجدد مانے جاتے تھے۔ آپ نے منصب قضا کے اہل ہونے کے باوجود قبول کرنے
 سے انکار کر دیا۔ آپ متفقہ علیہ حال و قال علم معرفت میں یکتائے روزگار مانے جاتے
 تھے مسجد حرام، مسجد نبوی، مسجد اقصیٰ اور ازبک کی جامع مسجد میں بیٹھ کر درس
 دیتے تو اہل علم کے ٹھٹھ لگ جاتے۔ آپ کے قلم سے چار سو سے زیادہ کتابیں تصنیف
 ہوئیں تفصیلی حالات کے لئے ملاحظہ ہو :- (۱) شدات الذہب جلد ۸ صفحہ ۲۹۲ (۲) بدیۃ
 العارفین جلد ۲ صفحہ ۲۳۹ (۳) النور السافر صفحہ ۷۱۴ (۴) ریحانہ الالباب صفحہ ۲۳۷
 (۵) اللؤلؤ السائرہ جلد دوم صفحہ ۱۹۳ (۶) بستان المحدثین (۷) عجائب نافعہ معہ فوائد جامعہ
 صفحہ ۳۵۲۔ آپ کا انتقال قاہرہ میں ۵۵۰ھ میں ہوا۔

۳۔ حضرت مولانا عبداللہ سندھی رحمۃ اللہ علیہ شیخ علی متقی کے کاتب علم سے متعلق
 تھے اگرچہ آپ نے شیخ ابن حجر کی المتوفی ۹۷۵ھ سے بھی بعض کتب کا مطالعہ کیا۔ مگر شیخ ابن حجر
 کی کوا عتراف ہے۔ کہ مولینا عبداللہ سندھی آپ کی علمی کاوشوں میں بڑے مدد رہے لسا اوقات
 مولینا سندھی آپ کے غیر عربی موضوعات کو فصیح عربی میں منتقل کرتے۔ تو ابن حجر کی داد
 دینے بغیر نہ رہ سکتے۔ آپ نے علوم دینیہ کی ترویج و اشاعت میں زندگی وقف کر دی تھی
 اور تدریس کے صلہ میں کچھ قبول نہ کرتے تھے۔ آپ بڑے اعلیٰ درجہ کے خطاط تھے۔
 جو کچھ لکھتے۔ گزرا اوقات اسی سے ہو جاتی۔ آپ کے ہاتھ کا لکھا ہوا ایک نسخہ مشکوٰۃ المصابیح
 صحت لفظی اور گرا قدر حواشی کی وجہ سے آپ کے معاصرین کے لئے بڑی بصیرت تھا۔

آپ کی مجلس میں ہزاروں علماء کرام کا مجمع رہتا۔ مشکوٰۃ شریف کے حواشی کو حنفی
 نقطہ نظر سے مزین فرمایا خود فرمایا کرتے تھے۔ کہ میں نے مشکوٰۃ کو حنفی بنا دیا ہے۔ اور میرا
 حاصل زندگی یہی ایک خدمت ہے۔ کہ میں نے مشکوٰۃ کے اصل مفہوم کو واضح کر کے علمائے
 اہلسنت میں اعتماد پیدا کر دیا ہے۔ میں اپنی اس علمی خدمت کو ذریعہ نجات سمجھتا ہوں۔
 آپ ۹۹۶ھ میں واصل بحق ہوئے۔ فقیر محمد جہلمی نے (باقی حاشیہ اگلے صفحہ پر)

میں آپ نے کمال حاصل کیا۔ اس فن میں آپ نے مشہور زمانہ خطاط شیخ محمد اللہ
اباسی (المتوفی ۹۳۶ھ) سے استفادہ کیا۔ اور اس فن کو ذریعہ معاش بنایا۔
شیخ محمد طاہر بن عبدالقادر خطاط کر دی ملی نے آپ کی خوشنویسی کا ان الفاظ

بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ سے آگے) حدائق حنفیہ میں آپ کی تاریخ وفات "چشمہ رحمت" سے لی ہے۔

۱۷۔ علی بن حسام الدین بن عبدالملک بن قاضی خاں متقی جو پوری (مولد بہ پانپور) ۸۵۷ھ میں پانپور (بھارت) میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی کتب شیخ حسام الدین ملتانی سے پڑھیں۔ ۹۵۳ھ میں مکہ شریف پہنچے۔ جہاں وقت کے جلیل القدر محدثین و فقہائے کے مکاتیب علم کی ضیاء میں بکھیر رہے تھے۔ شیخ ابوالحسن بکری اور شیخ ابن حجر مینی کے سامنے زانوئے ادب طے کیا۔ فقہ و حدیث اور دیگر علوم و فنون کی تکمیل کی۔ مکہ معظمہ میں ہی آپ مستقلاً علم دین کی تدریس اور روحانی تربیت میں مصروف ہو گئے۔ آپ کی قابلیت اور روحانیت کا یہ عالم تھا۔ کہ آپ کے استاد ابن حجر ملی بھی آپ سے علمی اور روحانی استفادہ کرتے اور خیفہ خلافت حاصل کرنے میں کامیاب ہوئے۔ آپ نے خوشنویسی تلامذہ کی ایک ایسی جماعت پیدا کی۔ جن سے نایاب کتابیں لکھوا کر اہل علم تک پہنچاتے آپ کی تصانیف فارسی اور عربی میں ایک سو سے بھی زیادہ ہے۔ مگر کنز الاعمال فی سنن الاقوال والافعال نے تو شہرت دوام حاصل کی، یہ کتاب مولانا جلال الدین سیوطی کی جامع صغیر اور جامع کبیر کو از سر نو ترتیب دے کر اس کی افادیت کو بڑھا دیا۔ اس کتاب کی نسبت ابوالحسن بکری فرماتے تھے۔

للسیوطی منة العالمین وللمتقی منة علیہ

آپ نے فقہ و حدیث پر جس عرق ریزی اور دیدہ ریزی سے کام کیا۔ وہ قابل تحسین ہے۔ آپ کی وفات ۲ جمادی الاولیٰ ۹۷۹ھ میں ہوئی، مولوی فقیر محمد جہلمی نے اپنی کتاب "حدائق الحنفیہ" میں سحر خیز "سے تاریخ ولادت اور" شیخ مکہ " سے تاریخ وفات لی ہے۔ شیخ عبدالوہاب متقی کی کتاب "اتحاف التقی فی فضل علی المتقی" اور شیخ عبدالحق محدث دہلوی کی کتاب "زاد المتقین" میں آپ کے تفصیلی حالات ملتے ہیں۔

میں تذکرہ کیا ہے۔

كان يكتب الخط الحسن والغالب انّه اخذ الخط عن الشيخ
حمد الله الاماسى وكان يكتب في كل سنته مصحفاً واحداً
ويبيعهم. ويصرون ثمنه على نفسه طول السنه
”آپ بڑے اعلیٰ خطاط تھے۔ انہوں نے اس فن کی مشق شیخ حمد اللہ
اماسی سے کی۔ سال میں ایک مصحف لکھتے۔ اسے مدیہ کہتے۔ جو مدیہ مانا
سال بھر اپنی مختصر سی ضروریات پر صرف کرتے۔“

ان کی تمام تالیفات علی پاشا کے کتب خانہ میں موجود ہیں
ملا علی قاری راسخ اعتقادوی اور حنفی مکتب فکر کی ترجمانی میں شہرہ آفاق
تھے۔ آپ کا طرز تحریر اتنادل نشین اور مؤثر تھا۔ کہ آپ کے ہم عصر ادباء
آپ کے طرز انشاء کو چومتے اور طرز اسلوب تحریر سے متاثر ہوئے بغیر
نہ رہتے۔

مولانا عبدالحی فرنگی محل نے اپنی کتاب التعلیقات السلیبہ علی
الفوائد العیہہ ”میں لکھا ہے۔
وكلها مفيدة بلغت الى مرتبة المجدديه على مراس
الالف“

آپ کی تالیفات اس قدر مفید تھیں۔ کہ ان کی بدولت آپ مجدد
الف ثانی کے مرتب پر فائز تھے۔

اگر اس رائے کو حسن اعتقاد پر محمول کر لیا جائے تاہم اس حقیقت

لے تاریخ الخط العربی و آدابہ مطبوعہ التجارۃ الحدیثیہ ۱۳۵۸ھ صفحہ ۲۹۲

سے ملاحظہ ہو فہرست مطبوعہ مخطوطات کتب خانہ علی پاشا

سے انکار نہیں کیا جاسکتا۔ کہ آپ کی تجدیدی اور اجتہادی تشریحات نے اہل علم کو بڑا متاثر کیا۔ آپ کے انداز فکر نے اپنے معاصرین اور بعد میں آنے والے علماء کے ایک طبقہ کو تشریح حدیث اور تفہیم قرآن پر کام کرنے کا ایک نیا انداز بخشا۔ چنانچہ اس صدی کے اکثر مشاہیر کی تصانیف کا بغور مطالعہ کیا جائے۔ تو ہم تسلیم کئے بغیر نہیں رو سکتے۔ کہ عالم اسلام کے مختلف حصوں میں علمائے کرام کی علمی کاوشوں کا سرخ ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ کے انداز فکر سے ہم آہنگ ہے۔

پاک و ہند میں شیخ عبدالحق محدث دہلوی (جو کہ آپ کے ہم سبق اور شاگرد بھی تھے) حضرت سید احمد نجد والہ ثانی۔ مصر میں علامہ خفاجی (احمد شہاب بن محمد خفاجی المتوفی ۱۰۶۹ھ) مولانا زین العابدین بن ابراہیم بن نجیب مصری (المتوفی ۱۰۷۵ھ) مصنف اشباہ والنظائر علامہ شیخ شہاب الدین شعبی اور شام میں محمد بن علی عسکفی (مصنف در المنہار المتوفی ۱۰۸۸ھ) ابراہیم بن عبدالرحمن و مشقی (المتوفی ۱۰۹۵ھ) اور مکہ میں شیخ علی بن جابر اللہ قرشی مکی (المتوفی ۱۰۹۶ھ) جیسے مشاہیر کی تصانیف ملا علی قاری کی تشریحات سے متاثر دکھائی دیتی ہیں۔ ان حضرات نے تشریح حدیث اور تدریس فقہ میں قابل قدر آثار چھوڑے ہیں۔

ملا علی قاری نے تصانیف کا ایک گرانقدر ذخیرہ دینی دنیا کے لئے یادگار چھوڑا جن کے اسماء لکھنے پر اکتفا کرتے ہیں۔

(۱) اتحاف الناس بفضل وج و ابن عباس (۲) الاجویۃ المحررۃ

فی البیضة الخبیثۃ المنکرۃ (۳) الاحادیث القدسیہ (۴) الادب

فی رجب المرجب (۵) الاستناس بفضائل ابن عباس

(۷) الاسرار المرفوعة في الاخبار الموضوعة (۸) الاصطناع في
الاضطباع (۹) الاصول المهمة في حصول المطمئنة (۱۰) عراب
القارى على اول باب البخارى (۱۱) الاعلام لفضائل بيت الله
المحرام (۱۲) الانبياء بان العصام من سنن الانبياء (۱۳) النوارح
في اسرار الحج (۱۴) انوار القران واسرار الفرقان (۱۵) تفسير (۱۶)
هداية السالك في نهاية المسالك في شرح المناسك (۱۷) بجمعة
الانسان ومهجة الحيوان (۱۸) بيان فعل الخير اذا دخل مكة من
حج عن الغير (۱۹) البتينات في تباين بعض الايات (۲۰)
التائبية في شرح التائبية لابن المقرئ (۲۱) التبيان في
بيان ما في ليلة النصف من شعبان (۲۲) التجر يد في اعراب كلمة
التوحيد (۲۳) تحفة الجيب في موعظة الخطيب (۲۴) تحقيق الا
حساب في تدقيق الانتساب (۲۵) تزئين العباداة في تحسين
الاشارة (۲۶) تسليمة الاعنى عن بلية العنى (۲۷) تيسيع فقهاء
الحنفية في تشنيع سفهاء الشافعية (۲۸) التصريح في شرح
التصريح (۲۹) تطهير الطوية في تحسين المنية (۳۰)
تعليقات القارى على ثلاثيات البخارى (۳۱) التمهيد بين
ذيل التزئين على وجهه البين (۳۲) الجمالين على تفسير الجلالين
(۳۳) جمع الاربعة في فضل القران المبين (۳۴) جمع الوسائل
في شرح الشمائل (۳۵) حاشية على فتح القدير (۳۶) حاشية
على المواهب اللدنية (۳۷) حدود الاحكام (۳۸) الحوز الثمين
للحسين الحصين (۳۹) الحزب الاعظم والورد الا فخم

(٣٨) المخط الاو فرق الحج الاكبر (٣٩) الدرة المضية في
 زيارة المصطفوية (٤٠) دفع الجناح ونخفض الجناح في
 فضائل نكاح (٤١) الذخيرة الكثيرة في رجاء المتفر الكبيرة (٤٢)
 ذيل الرسائل الوجورية في نيل مسألة الشهودية (٤٣) رد
 الفصوص (٤٤) رسالة الاقتدار في الصلاة للمخالفة (٤٥)
 رسالة البرة في الهرة (٤٦) رسالة المصنوع في معرفة الموضوع
 (من الحديث) (٤٧) الزبدة في شرح قصيدة البردة (٤٨) سلا
 البوسالت في ذم الروافض من اهل الضلالة (٤٩) شرح
 الجامع الصغير السيوطي (٥٠) شرح حزب البحر (٥١)
 شرح رسالة بدر الرشيد في الفاظ الكفر (٥٢) شرح الرسالة
 القشيرية (٥٣) شرح صحيح مسلم (٥٤) شرح الشفاء
 للقاضي عياض (٥٥) شرح مختصر المنار لابن حبيب الحلبي
 (٥٦) شرح الوقاية في مسائل الهداية (٥٧) شفاء السالك
 في امسال مالك (٥٨) شم العوارض في ذم الروافض (٥٩) صلاة
 الجوائز في صلاة الجنائز (٦٠) فنوء المعالي في شرح يدا الامالي
 (٦١) الضبعة الشريفة في تحقيق البقعة امنيقة (٦٢) الطواف
 بالبيت ولو بعد الصدم (٦٣) العفات عن وضع اليد في الطواف
 (٦٤) العلامات البيئات في فضائل بعض الايات (٦٥)
 عمدة الشمايل (٦٦) فتم الاسماع في شرح السماع (٦٧)
 فتم باب الاسعاد في شرح قصيدة بانة سعاد (٦٨)
 فتم باب العناية شرح كتاب النقاية (٦٩) فتم الرحمن

بفضائل شعبان (۷۰)، فوائد القلائد على احاديث شرح العقائد
 (۷۱)، فالعون من يدعى ايمان فرعون (۷۲)، الفصل المتعول
 في الصف الاول (۷۳)، حاشية على فتح القدير لابن همام
 (۷۴)، فيض الفائض في شرح روض الرائق (۷۵)، قوام الصيام
 للقيام بالصيام (۷۶)، القول الحقيقي في موقف الصديق (۷۷)،
 القول السديد في خلف الموعيد (۷۸)، كشف الخدر عن حال
 الخضر (۷۹)، لب لباب المناسك في نهاية المسالك (۸۰)، لسان
 الاهتداء في بيان الاقتداء (۸۱)، مبين المعين في شرح اربعين
 (۸۲)، المختصر الاو في شرح الاسماء المحسنى (۸۳)، المرتبة الشهرودية
 في منزلة الوجودية (۸۴)، مرقاة المفاتيح شرح مشكوة
 المصابيح (۸۵)، المسلك الاول فيما تضمنه المكشف للسيوطي
 (۸۶)، المسلك المتقسط في المنسلك المتوسط (۸۷)، المسئلة في
 شرح البسملة (۸۸)، المشرب الوردى في مذهب البهدى (۸۹)،
 مصطلحات اهل الاثر على نخبة الفكر لابن حجر (۹۰)، معرفة
 النساء في معرفة المسواك (۹۱)، المقالة العذبية في العمامة
 والعذبية (۹۲)، مقدمة السلامة في نخوت الخاتمة (۹۳)، منع البروض
 الازهر في شرح فقه الاكبر (۹۴)، ملحة الفكرية
 على مقدمة الجزرية (۹۵)، المررد الروى في المولد
 النبوى (۹۶)، المعدن العذنى في فضل اولين القرني
 (۹۷)، التاموس في تلخيص القاموس (۹۸)، تزهة الخاطر
 الفاخر في مناقب الشيخ عبد القادر (۹۹)، (۹۹)

النسبة الموقوتة في المعرفة والملحمة (۱۰۰) النعت المرصع
 في المجتس المسجع (۱۰۱) الهيئة السنيات في تبين احاديث
 الموضوعات (۱۰۲) الهبة السنية العلية على ابيات الشاطية
 السرائية

آپ نے مسئلہ ارسال ید حضرت امام مالک کے مسلک پر تنقیدی
 انداز سے لکھا۔ امام شافعی اور ان کے ہم مسلک علماء کے خیالات بھی
 آپ کی ناقدانہ نگاہوں سے نہ بچ سکے۔ یہی وجہ ہے کہ آپ کے
 ہم عصر شافعی اور مالکی علماء کرام آپ سے ناراض رہے۔ اور یہاں
 تک سخت گیری سے کام لیا کہ اپنے شاگردوں کو حضرت کی کتابوں کے
 مطالعہ سے روک دیا۔ مورخ عصامی شافعی جو آپ کے کمال علم اور تحقیق کا
 اعتراف بھی کرتے ہیں۔ آپ کی تنقید و تعقیب سے بخوت جزیرہ تھے۔ آپ
 لکھتے ہیں۔

امتن بالاعتراض على الائمة لا يما الشافعي واصحابه و
 اعتراض على الامام مالك في ارسال يديه ولهذا
 تجد مؤلفاته لسو عليه نوز العلم ومن ثمره عن المطالعة
 كثير من العلماء والاولياء

آپ ائمہ پر تنقید کی وجہ سے آزمائش میں آگئے۔ خاص طور پر آپ
 نے امام شافعی اور ان کے ہم خیال علماء پر تنقید کی موصوف نے ارسال
 ید کے مسئلہ ید امام مالک پر تنقید کی۔ اس لئے تم ان کی کتابوں
 کو نور علم سے خالی پاؤ گے۔ یہی وجہ ہے کہ بہت سے
 علماء اور اولیاء اللہ نے ان کی کتابوں کے مطالعہ سے

منع فرمایا ہے۔

اس مخالفت کے باوجود بھی ملا علی قاری حنفی مسلک کی ترجمانی میں اپنے علمی استدلال سے دست بردار نہ ہوئے۔ اور آپ کے اکثر رسائل ان علمی مباحث سے بھرے ہوئے ہیں۔ لطف کی بات یہ ہے۔ کہ آپ اپنی تحریر میں نہایت خلوص اور علمی رنگ میں دلائل دیتے جاتے ہیں۔ انہیں امام مالک، امام شافعی اور ان کے ہم خیال علماء سے قطعاً تعصب نہیں تھا۔ یہ محض ایک علمی بحث تھی۔ جسے آپ امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کے طرز استدلال سے اپنی تحریر میں لاتے رہے۔ آج بھی علماء اہلسنت ہی آپ کی تالیفات کو مستند اور جامع خیال کرتے ہیں۔ علماء دیوبند اور خاص غیر مقلد حضرات تو آپ کی رائے سے اختلاف کرنے کے لئے حضرات شافعیہ اور مالکیہ کے رہ حوالہ جات لے آتے ہیں۔ جو آپ کی تقیص میں پائے جاتے ہیں۔

بایں ہمہ مرقات شرح مشکوٰۃ المصابیح نے دنیا سے اسلام میں جتنی شہرت اور مقبولیت حاصل کی ہے۔ شاید ہی کسی دوسری کتاب کو میسر ہوئی ہو۔ اس کے کئی ایڈیشن چھپے اور کئی ممالک میں شائع ہوئے اور حق یہ ہے۔ کہ ہر دور کے علماء کرام نے مرقات کو پڑھ کر ملا علی قاری کی قابلیت کا اعتراف کیا۔

آپ کی وفات شمال کائنات میں مکہ معظمہ میں ہوئی۔ اور جنت المعلاد میں دفن ہوئے۔ مہتمم درست ایماں، "مادہ تاریخ ہے۔"

لہ صدق الحنفیہ از مولانا فتیویٰ جہاں

زیر نظر کتاب "نزہتہ المخاطر الفاتر فی مناقب شیخ سید
 عبدالقادر" آپ کی خوش اعتقادی کی ایک عمدہ مثال ہے۔ یہ کتاب
 حضرت جناب غوث الاعظم رضی اللہ عنہ سے حسن عقیدت کا بہترین نمونہ
 آپ نے عقیدت و محبت کے باوجود جس خوبی سے سیرت نگاری کے
 حق کو ادا کیا ہے۔ وہ آپ کی منصفانہ فرائض کی بجا آوری کی اعلیٰ دلیل ہے
 آپ نے دوسرے مصنفین کی طرح نہ ہی کرامات و فضائل سے کتاب پر
 کر کے حجم کو زیادہ کیا۔ اور نہ ہی سیرت نگاری میں ان واقعات کو پیش کیا
 ہے۔ جس کی روایت و درایت محل نظر ہو۔ جناب غوث الاعظم
 کی سیرت و کمالات پر ہر زبان میں بے شمار کتب موجود ہیں۔ اور صوفیا
 اور علماء نے اس موضوع کو تشنہ نہیں رہنے دیا۔ مگر ملا علی قاری کے
 انداز بیان اور طرز نگارش نے آپ کی سیرت مفردہ کو بڑے محتاط
 اور محققانہ انداز میں پیش کیا ہے۔ اصل کتاب عربی میں ہے جس کے کئی
 ایڈیشن مصر، بیروت اور ہندوستان میں چھپے۔ اس کے بعد اس کے
 تراجم بھی مختلف زبانوں میں شائع ہوئے۔ ہماری نظر میں لاہور کے
 ایک تاجر مولوی محمد اسماعیل بنگاہ ایوب شاد کی اردو ترجمہ المسمی
 "محبوب الاقبیاء فی ذکر سلطان الاولیاء"
 گندری۔ جو پرانی اردو میں ۱۹۳۰ء میں چھپی۔ ایک مدت سے اس
 کتاب کی افادیت کو محسوس کیا جا رہا ہے۔ اور اہل ذوق کے ہاں
 اسکی طلب پائی جاتی تھی۔ ہم نے کوشش یہ کی ہے۔ کہ عربی کو مناسب اردو
 رنگ دے کہ ان حضرات کے لئے آسان بنا دیا جائے۔ جو ایک مستند
 محدث، محقق، سنی عالم دین کے قلم سے اپنے آقا و مولا جناب غوث الاعظم

کے حالات و کوائف کا مطالعہ کرنا چاہتے ہیں۔
 ترجمہ کرتے وقت جو دشواریاں پیش آئیں۔ وہ ان بزرگوں کے اردو
 تراجم سے آسان ہو گئیں۔ جو اس سے پہلے اس میدان میں کام کر چکے
 ہیں۔ ہمارے سامنے بیروت کا چھپا ہوا ایک پرانا نسخہ ”پنجاب یونیورسٹی
 لائبریری“ کی معرفت ملا۔ جو زیر نظر کتاب کی بنیاد بنا۔
 مصنف کے حالات و کوائف کو ترتیب دینے میں جن کتابوں سے
 مجھے راہنمائی ملی۔ ان کے نام درج ذیل ہیں۔ تاکہ قارئین اصل مآخذ
 کی طرف رجوع کر سکیں۔

- ۱۔ الفوائد البہیہ مع التعليقات السنیہ
- ۲۔ حدائق الحنفیہ
- ۳۔ ہدایۃ الظرفین
- ۴۔ بستان المحدثین
- ۵۔ عجالۃ نافعہ مع فوائد جامعہ
- ۶۔ مرقاة شرح مشکوٰۃ المصابیح
- ۷۔ شرح الشفا القاضی عیاض (نسیم الریاض)

مقدمہ

الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي جَعَلَ أَوْلِيَاءَ السَّادَةِ لِلسَّمَاءِ أَقْطَابًا وَأَعْمَادًا
 لِلْأَرْضِ وَالْجِبَالِ أَعْلَامًا وَأَوْتَادًا وَكَثَرَهُمْ لِيُظْهِرُوا الْحَقَّ بِكُلِّ نَجْمٍ
 أَبْدَلًا - أَعْدَادًا وَالصَّلَاةَ وَالسَّلَامَ عَلَى سَيِّدِ الْأَنْبِيَاءِ وَمُسْتَدِ
 الْعُلَمَاءِ هِدَايَةً وَرِشَادًا وَعَلَى آلِهِ وَأَصْحَابِهِ وَاتَّبَاعِهِ
 وَأَحْبَابِهِ الَّذِينَ جَعَلَهُمْ لِيَقْوَى بَيْتِ الدِّينِ أَقْدَامًا وَأَجْنَابًا
 اپنے رب کریم سے اس کے نیک بندوں کی برکت کا امیدوار علی
 بن سلطان محمد قاری عرض گزار ہے کہ بعض حاسد اور منافق رافضی ہمارے
 آقا و سید تاج المناظر قطب ربانی غوث صمدانی سلطان الاولیاء العارفين
 محی الملتہ والدین عبد القادر المحسنی الحسینی قدس اللہ روحہ کی عظمت سے بنخیر
 رہ کر الزام تراشی کرتے ہیں کہ آپ صحیح النسب سید نہیں تھے۔ بعض دوسرے
 کوتاہ اندیش بھی ایسے بد عقیدہ لوگوں کی رائے سے اتفاق کر لیتے ہیں۔ حالانکہ
 مناسب یہ تھا کہ وہ لوگ جو آپ کے حالات و کمالات سے بے خبر ہیں اپنے
 ذہن و فکر کی نارسائی کا اعتراف کرتے۔ اہل علم و تحقیق کے ہاں یہ بات بڑی
 معیوب سمجھی جاتی ہے۔ کہ کسی کے نسب کے معاملہ میں تحقیق و تنقیح کے
 بغیر ہی کوئی رائے قائم کر لی جائے۔

آج کل کے حالات میں نے ارادہ کیا کہ آپ کے حسب نسب کے متعلق

تحقیقی کوائف سامنے لائے جائیں۔ چنانچہ میں نے اس مختصر سی کتاب کا نام
 نزہۃ الخطر القاتر فی مناقب السید شریف عبدالقادر رکھا۔ اور اپنے اللہ
 سے حق گوئی کی توفیق کا جو یا ہوں۔

حضرت مولانا عبدالرحمن نور الدین جامی رحمۃ اللہ علیہ
 نے اپنی کتاب نفحات الانس من حضرات القدس
نسب پاک
 میں لکھا ہے اسیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی ثابت النسب سید ہیں
 جامع حسب و نسب ہیں۔ والد بزرگوار کی نسبت سے حسنی علوی اور والدہ
 کی نسبت سے سید عبداللہ صومعی زاہد حسینی ہیں۔

۱۰ حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمن جامی بڑے مشہور صوفی۔ شاعر اور
 نعت خواں رسول مانے جاتے ہیں۔ والد کا نام احمد و شتی تھا۔ جام کے
 قصبہ میں پیدا ہونے کی وجہ سے جامی متخلص ہیں موٹے مذہباً خفنی اور بشریاً
 نقشبندی تھے۔ آپ کی نگاہ ظاہری اور باطنی علوم پر پختہ سلطان حسین مرزا
 آپ کے عقیدت مندوں میں تھا۔ آپ نے حضرت سعد الدین کاشغری سے
 بیعت کی۔ خواجہ عبداللہ احرار رحمۃ اللہ علیہ سے بھی ارادت سہی اور خواجہ
 محمد پارسلے سے بھی فیض روحانیت حاصل کیا۔ آپ کا کلام عشق و معرفت میں ڈوبا
 ہوا ہے۔ آپ علوم کی اکثریت خوب پر عبور رکھتے تھے لفظ جام کے اعدا و کیمطابق
 آپ کی تصانیف ہیں۔ آپ خواجہ علی سمرقندی تلمیذ سید شریف اور مولانا شہاب الدین
 محمد تلمیذ تفتازانی کے درس میں پڑھتے رہے۔ مباحث و مناظرہ میں اپنے وقت
 کے امانے گئے ہیں۔ اور آپ کے معاصرین نے آپ کے کمال کا اعتراف کیا
 ہے تصوف میں آپ کی تصانیف شہرہ آفاق ہوئی ہیں نفحات الانس۔ شرح

امام حفیظ الدین عبداللہ بن اسد الیافعی الشافعی اپنی کتاب "روض الریاضین فی حکایات الصالحین" میں آپ کا شجرہ نسب یوں تحریر فرماتے ہیں۔

سید محی الدین ابو محمد عبدالقادر بن سید موسیٰ جنجلی دوست بن سید عبداللہ بن سید سحیح بن سید داؤد بن سید موسیٰ ثانی بن سید عبداللہ بن سید موسیٰ جون بن سید عبداللہ محض بن سید امام حسن مثنیٰ بن سید امام حسن بن سید نا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہم۔

آپ ابو عبداللہ صومعی زاہد کے نواسے ہیں۔ امام موصوف نے اسی کتاب میں مزید لکھا ہے۔ کہ آپ کی والدہ ماجدہ (ام الخیر الجبارہ فاطمہ) ابو عبداللہ صومعی زاہد کی بیٹی تھیں۔ بڑی پارسا اور صالحہ عورت تھیں۔ آپ کی بھوپھی عائشہ سید

ملاحامی۔ نقد النصوص اشعۃ اللمعات۔ شواہد النبوت۔ شرح خصوص الحکم مناقب مولانا رومی۔ تہذیب الاحرار۔ یوسف زلیخا اور دیوان بڑی اہم اور قابل قدر یادگار ہیں۔ وفات ۸۹۸ھ میں ہدایت میں ہوئی۔ قندیل قدرت تاریخ وفات ہے۔ امام حفیظ الدین الیافعی کا وطن مالوف یمن تھا۔ کنیت ابو العادات۔ پورا نام حضرت امام عبداللہ بن سعید یافعی تھا۔ مذہب شافعی تھے۔ صاحب تصانیف کثیرہ تھے چند واسطوں سے آپ کا سلسلہ طریقت جناب غوث پاک سے ملتا ہے۔ آپ کی مشہور تصانیف میں سے تاریخ یافعی۔ روض الریاضین اور نثر الحاسن خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔ آپ نے حضرت غوث الثقلین کا تذکرہ بڑے محبت بھرے انداز میں کیا ہے۔ آپ کا وصال یکشنبہ بتاریخ ۲۱ جمادی الآخر ۷۶۶ھ میں ہوا۔ مزار حضرت فضیل بن عیاض کے مزار کے قریب مکہ معظمہ میں مزار معلیٰ میں واقع ہے۔

سید عبداللہ کی بیٹی تھیں جو صاحب کرامات ظاہرہ اور مالک مقامات علیا ہو گئیں۔
ہیں آپ کے دادا کا لقب مومن اس لئے مشہور ہو گیا کہ ان کا باپ حسن ثننی بن
حسن سبط سیدنا علی تھے۔ ان کی والدہ فاطمہ بنت حسین بن سیدنا علی تھیں۔
یوں آپ نجیب الطرفین شریف الجانبین تھے۔

والدہ مکرمہ کی نسبت سے آپ کا سلسلہ نسب حضرت امام
جام سید الشہداء ابو عبد اللہ حسین بن سیدنا علی بن ابی طالب
رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے جاملتا ہے۔ معتبر اور ثقہ روایتوں میں آپ کا انتہالی سلسلہ
نسب یوں بیان کیا گیا ہے۔

سید محی الدین ابو محمد عبدالقادر بن امہ الجبار بنت سید عبداللہ صومعی رحمۃ اللہ علیہ
بن سید ابو جمال الدین محمد بن سید محمود بن سید ابو العطاء بن سید کمال الدین عیسیٰ
بن سید ابو علاؤ الدین محمد جواد بن امام سید علی رضا بن امام موسیٰ کاظم بن امام جعفر
صادق بن امام باقر بن امام سید الشہداء ابو عبد اللہ حسین بن امیر المؤمنین ابوالمعرفین
سید علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہم،

ان نسبتوں سے ظاہر ہوتا ہے کہ حضرت سیدنا عبدالقادر حیلانی شریف
الطرفین اور صحیح النسبیں سید تھے آپ کے والدین کو ہمیں کا سلسلہ نسب
حضرت حسین رضی اللہ عنہما سے ملتا ہے۔

اس سلسلہ عالیہ کی ابتداء اور انتہا متواتر صحیح ثابت اور ایسی روشن ہے
جیسا آفتاب و لم تاب ہوتا ہے۔ اس ضمن میں کسی قسم کا اختلاف و نزاع یا
تاویل و دفاع کی ضرورت محسوس نہیں ہوتی۔ محققین اُمت کا اسی پر اتفاق رائے
ہے محض بعض افضنی اور ملحد اپنی کج روی۔ منافقت اور تعصب سے اسے خلط
بمٹ نہیں کر سکتے۔ اللہ تعالیٰ تمام مسلمانوں کو کینہ پرور حاسدین کے شر سے

محفوظ و مامون رکھے۔

آپ کے واضح البرہان نسب شریف پر کسی دلیل کا احتیاج نہیں رہتا۔

وَكَيْفَ يَكْفُرُ فِي الْأَذْهَانِ شَيْئًا
اِذَا احتياجَ النَّهَارُ إِلَى دَلِيلٍ

علامہ شیخ زورق اپنی تصنیف قواعد کے مواید قواعد کے ضمن میں نسب

مصطفوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر بحث کرتے ہوئے لکھا ہے کہ ہمارے ہاں

دینی نسب ہی معتبر ہے۔ لیکن اس دینی نسبت کے ساتھ ساتھ اگر خاندانی نسب

کی پاکیزگی بھی میسر ہو تو دینی نسب کا موکہ ہو جاتا ہے اور ایسے شخص کے رتبہ کو

عام انسان نہیں پہنچ سکتا۔ اسی اصول کی روشنی میں سیدنا شیخ ابو محمد سید عبدالقادر

رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اس قول قَدْ مَحَىٰ هَذِهِ عَلَيَّ رَقَبَةً كُلَّ وَجْهٍ اللہ

کی شہرت و قبولیت ملی تھی۔ آپ کے زمانہ میں کوئی شخص بھی بلند نسبی اور خوش

خصائل و عبادات میں آپ کا ہم عصر نہیں تھا۔ آپ کے مرید کا ایک ہی رات میں

نستربار محکم ہو کر غسل کرنا۔ اور بادشاہ وقت کی قسم پر کہ میں ایسی عبادت کرونگا

جس میں کوئی دوسرا شریک نہ ہو۔ یہ فتویٰ کہ تمام آدمیوں کو مٹا کر

تنہا طواف کعبہ کرے۔ آپ کے شرف عبادت اور علم کی بہت بڑی دلیل ہے۔

سیدنا شیخ محی الدین عبدالقادر حیلانی حنبلی المذہب

تھے۔ لیکن اپنے زمانہ میں چاروں مذاہب حنفی

مشرب

شافعی۔ مالکی۔ اور حنبلی پر فتویٰ دیا کرتے تھے۔ بادشاہ وقت کو تنہا طواف کعبہ

کا فتویٰ انتہائی ضرورت کے پیش نظر دیا گیا تھا۔ لَدُنَّ الصُّورَاتِ تَبْسِيْمُهُ الْمَحْمُودَاتِ

یہ فتویٰ اس واقعہ کے منافی نہیں جب خلیفہ مہدی مکہ میں آئے اور کچھ روز

قیام کرنے کے بعد طواف کعبہ کے وقت لوگوں کو علیحدہ کر دیا گیا۔ اس پر

عبداللہ بن مزدوق نے بڑی حیات سے آگے بڑھ کر کہا۔

آپ کو عام مسلمانوں کو ہٹا کر تنہا طواف کرنے کا کس نے حق دیا ہے؟“
 آپ کو عوام کے اور بیت اللہ کے درمیان حائل ہونے کی کس نے اجازت دی؟“
اولاد و احفاد | فتوح الغیب کے آخر میں لکھا ہے۔ جب سیدنا
 شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ مرض الموت میں
 صاحب فراش تھے تو آپ کے بیٹے سید عبدالوہاب نے عرض کی کہ مجھے وصیت
 فرمائیں تاکہ میں اس پر عمل کر سکوں۔ آپ نے فرمایا۔ متقی بن جاؤ۔ اور اللہ کے
 سوا کسی سے نہ ڈرو اور کسی دوسرے سے کسی قسم کی امید نہ رکھو اور اپنی تمام
 ضروریات کو اللہ کے سپرد کرو اور اس کے بعد کسی پر اعتماد کرنے کی ضرورت نہیں۔“
 آپ کے دوسرے صاحبزادے سید عبدالعزیز نے آپ کی تکلیف و مرض
 کے متعلق دریافت کیا تو آپ نے فرمایا۔ اس ضمن میں مجھ سے کوئی سوال نہ کیا
 جائے۔ کیونکہ میرا اللہ مجھے مختلف حالات میں گزرنے کا حکم دیتا ہے۔“
 آپ کے تیسرے صاحبزادے سید عبدالجبار نے دریافت کیا کہ آپ کے

۱۵ شیخ سیف الدین عبدالوہاب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ حضرت شیخ عبدالقادر
 رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سب سے بڑے فرزند تھے۔ شعبان ۱۲۵۳ھ میں پیدا ہوئے
 ۲۵ شوال ۶۶۳ھ کو وصال ہوا جبکہ علوم ظاہری و باطنی اپنے والد سے لئے منقول و
 معقول معاصرین علماء سے حاصل کئے۔ بلاد عجم میں مصروف سیاحت رہے۔ والد
 کی اجازت سے واعظ فرماتے۔

۱۶ ابو بکر شیخ سید شمس الدین عبدالعزیز علوم ظاہری و باطنی اپنے والد مکرم
 سے حاصل کئے روحانی فیوض و برکات کے مالک تھے آخری عمر میں بخارا کی طرف
 ہجرت کر گئے تھے۔ اور باقی ماندہ زندگی وہاں ہی گذاری۔

جسم میں کون سی چیز آپ کے لئے تکلیف دہ ہے؟ آپ نے فرمایا کہ مجھے دل کے سوا سارے اعضاء تکلیف دیتے ہیں۔ دل صحیح و سالم ہے۔ اور وہ اللہ تعالیٰ کی یاد سے معمور ہے۔

آپ کی کنیت (ابو محمد) سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ کے ایک صاحبزادے کا نام محمد بھی تھا۔ شیخ عبد الہادی مسوری نے آپ کی مدح میں یہ شعر کہا ہے۔
 اباصالحہ فلما تشررت مولہ
 اغثنی فانی صوت كالموت فی البر
 توجہ :- اسے ابوصالحہ اللہ اور اس کے رسول کی طفیل میری فریاد رسی کریں
 کیونکہ میں ایسی مچھلی کی طرح مضطرب ہوں جو خشکی پر تڑپ رہی ہو۔
 اس شعر سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ کا ایک صاحبزادہ ابوصالح نامی بھی ہوگا۔
 آپ کی ایک لڑکی امۃ الجبار فاطمہ تھی۔ اس بچی کا نکاح شیخ ابوالحسن عبدالرحمن بن عفسونجی کے بیٹے سے ہوا تھا۔

کتاب الذیل میں لکھا ہے کہ سید ابوالمحاسن فضل اللہ بن سیدنا شیخ عبدالرزاق نے جو ابوصالح نصر قاضی القضاہ کے چچا تھے۔ کہا کہ میں نے اپنے چچا سید ابو عبداللہ عبدالوہاب سے سنا ہے تو اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ ابوالحسن فضل اللہ اور ابوصالح نصر دونوں آپ کے پوتے تھے۔

آپ فرمایا کرتے تھے کہ جب میرے ہاں کوئی لڑکا پیدا ہوتا تو اس کو گود میں اٹھا کر کہا کرتا "یہ تو میت ہے"۔ اس طرح اس کی محبت میرے دل سے ختم ہو جاتی۔ جب وہ بچہ موت کی وادی میں چلا جاتا تو میرے دل پر کچھ اثر نہ ہوتا کیونکہ پیدا ہوتے ہی میرا دل اس کی محبت سے خالی کر لیا جاتا تھا۔

آپ کا یہ حال تھا کہ مجلس وعظ میں آپ لوگوں کو رشد و ہدایت کی طرف بلانے کے فریضہ میں مصروف ہوتے۔ تو آپ کو کسی بیٹے کی موت کی اطلاع دی جاتی

تو آپ اس فریضہ سے دست بردار نہ ہوتے اور نہایت صبر و سکون میں تبلیغ دین میں مصروف رہتے۔ حتیٰ کہ مجلس کے اختتام پر جب لوگ غسل سے فارغ ہو چکے ہوتے تو آپ نماز جنازہ ادا فرمایا کرتے تھے

سیدنا شیخ عبدالقادر کے ایک بھائی بھی تھے جن کا نام سید ابو احمد عبد اللہ تھا عمر میں آپ سے چھوٹے تھے اور علم و تقویٰ میں خاصا حصہ ملا تھا مگر وہ حالت شباب میں ہی فوت ہو گئے تھے۔

آپ کی ایک مشیر و عائشہ نامی تھیں جو صاحب کرامات تھیں ایک دفعہ جیلان میں خشک سالی نے عوام کو پریشان کر دیا۔ لوگوں نے بارانِ رحمت کے لئے ہر چند دعائیں کیں مگر بارش نہ ہوئی آخر وہاں کے نیک بندے جمع ہو کر آپ کی مشیرہ کے پاس آئے اور بارانِ رحمت کے لئے التجا کی۔ آپ نے اٹھ کر صحن میں جھاڑو دیا۔ اور عرض کی "اے میرے رب کریم فرش پر میں نے جھاڑو دے دیا ہے اب اس پر پانی چھڑکانا تیرا کام ہے۔ کہتے ہیں لوگ بارش سے بھیگتے ہوئے اپنے گھروں کو پہنچے۔ آپ نے کافی عمر پائی اور جیلان میں ہی فوت ہوئیں۔

سید شیخ عبدالقادر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا ایک اور لڑکا جن کا اسم گرامی سید عیسیٰ تھا۔ انہوں نے علم دین اپنے والد محترم سے حاصل کیا۔ تمام عمر درس و وعظ میں مصروف رہے۔ مفتی بھی رہے۔ تصوف پر ایک کتاب "جو اہر الاسرار و لطائف الانوار" لکھی تھی۔ علم حدیث مصر میں مکمل کیا اور ۱۰۳۵ھ میں مصر میں ہی فوت ہوئے۔

سید عبد الوہاب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ
سید عبدالعزیز رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

اولاد کی تعلیم و تربیت

سید الجبار رحمۃ اللہ علیہ سید تاج الدین رحمۃ اللہ علیہ عبد الرزاق رحمۃ اللہ علیہ
تو باقاعدہ علم حدیث کے اساتذہ میں شمار ہوتے ہیں و غلط بھی دیتے اور فتویٰ بھی
سید ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ تو واسطہ کی طرف چلے گئے اور وہیں ۱۸۹۲ء کو
واصل بحق ہوئے۔

کہا جاتا ہے کہ سید عبد اللہ و سید محمد رحمۃ اللہ علیہ بھی حدیث پڑھتے رہے
ہیں یہ دونوں آپ کی اولاد میں سے سب سے بڑے تھے۔ سید یحییٰ رحمۃ اللہ علیہ
حدیث پڑھتے رہے ہیں اور مصر میں قیام پذیر ہوئے آپ سے عوام کو بڑا
علمی اور روحانی فائدہ حاصل ہوئے سید موسیٰ رحمۃ اللہ علیہ دمشق میں حدیث
پڑھتے رہے ہیں اور کافی لمبی عمر پائی بہت سے لوگ آپ کی صحبت سے فیضیاب
ہوئے مصر کو بھی گئے۔ مگر وطن دمشق کو ہی بنایا اور وہیں ۱۸۴۸ء میں وفات پائی
یہ آپ کی اولاد میں سے سب سے آخر میں فوت ہوئے تھے۔

سیدنا شیخ عبدالقادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اکثر اولاد نے بغداد میں وفات پائی
ان کے مزارات آپ کے مزار انوار کے قرب و جوار میں ہیں۔ رضوان اللہ علیہم اجمعین

سید عقیف الدین بن مبارک
مشہور صاحب قلم و تصنیف

پوتوں و نواسوں کی علمی تربیت

ہو گئے ہیں۔ انکی ایک مشہور کتاب "الفتح الربانی والفیض الرحمانی" میں اس موضوع پر
بہت تفصیلی حالات قلمبند کئے ہیں آپ نے لکھا ہے سید عبدالسلام بن سید عبدالوہاب

۱۵ شہزادہ وراثت کوہ نے سفینۃ الاولیاء میں آپ کے حالات لکھتے ہوئے آپ کا
سال پیدائش ۱۵۲۸ء اور تاریخ وفات ۶ شوال ۱۰۲۳ء لکھا ہے۔ اور مزار
مبارک بغداد میں لکھا ہے۔

اور ان کے بھائی سید سلیمان رحمۃ اللہ علیہ دونوں حدیث پڑھتے رہے ہیں سید
عماد الدین نصر قاضی القضاة ابوالصالح بن سید تلج الدین عبدالرزاق نے فقہ اور
دیگر علوم اپنے والد اور چچا سے حاصل کئے بغداد کے قاضی رہے اور بغداد میں
ہی ۳۳۳ھ میں وفات پائی۔

سید عبدالرحیم بن سید تلج الدین عبدالرزاق۔ آپ نے بہت سے مشائخ
سے علم حاصل کیا۔ بغداد میں ۳۶۶ھ میں واصل بحق ہوئے اور امام احمد کے
مقبرہ میں مدفون ہوئے۔

سید ابوالمحاسن فضل اللہ بن سید تاج الدین عبدالرزاق آپ نے فقہ
اپنے والد ماجد سے پڑھی۔ حدیث اپنے والد اور چچا سید عبدالوہاب اور ابوالفتح
وعمیرہ سے حاصل کی۔ بغداد میں ۳۵۶ھ میں تاتاریوں کے ہاتھوں شہید ہوئے
سید اسمعیل بن سید تاج الدین عبدالرزاق۔ آپ نے علم حدیث وقت کے
مشائخ سے حاصل کیا۔ فقہ میں کمال حاصل کیا۔ بغداد میں وفات پائی۔ ان کی دو
بہنیں تھیں۔ جنہوں نے علم اپنے دادا سے حاصل کیا تھا اور ان کا نام سیدہ رحمۃ
اللہ علیہا اور سیدہ عائشہ رحمۃ اللہ علیہا تھا۔

سید محمد بن عبدالعزیز بن سیدنا شیخ عبدالقادر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بہت
سے مشائخ سے علم حدیث حاصل کیا۔ ان کی بہن سیدہ زہرہ نے عبدالحق و
بغداد میں فوت ہوئیں۔

سید داؤد بن سید سلیمان بن عبدالوہاب۔ آپ علوم متداولہ میں بڑے
فاضل تھے بغداد میں فوت ہوئے اپنے والد مکرم کے پہلو میں وادامحترم کے
قرب و جوار میں راحت فرما ہوئے۔

سید ابو نصر محمد بن سید عماد الدین ابو صالح نصر قاضی القضاة بن سید تاج
الدین عبد الرزاق ابن سید ناشیخ محی الدین عبد القادر رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے
اپنے والد سے علم حاصل کیا۔ اہل حقیقت کے طریقہ پر آپ کے کلام میں حکمتیں
پائی جاتی ہیں۔ طریقت کے بیان میں آپ کے کلمات و اشعار مقبول عام ہوئے
آپ نے تمکین کے بابے میں یہ شعر کہا۔

يَسْتَقِي وَيَشْرِبُ لِذَلَمِيَّةٍ سَكْرَةٌ
عَنِ النَّدِيمِ وَلَا يَلْهُو عَنِ الْكَاسِ
أَطَامَةُ سَكْرَةٌ حَتَّى تَحْكُمَ فِي
حَالِ الصَّحَاوَةِ ذَلَمِنَ أَهْبَابِ النَّاسِ
آپ نے فرمایا۔

مَنْ تَوَهَّلَ بِالْوَدَادِ ! ! فَقَلِّ الْمُصْطَفَى مِنْ بَيْنِ الْعِبَادِ

آپ نے ۱۸۵۶ء میں شہر بغداد میں فوت ہوئے اور شیخ عبد القادر رضی
اللہ تعالیٰ عنہ مدبر کے پہلو میں مدفون ہیں ان کے تین صاحبزادے سید عبد القادر
سید عبد اللہ۔ سید ظہیر الدین احمد تھے۔ انہی سید ظہیر الدین احمد کا ایک لڑکا سید
سیف الدین یحییٰ بغداد سے ہجرت کر کے شہر حماة میں چلا گیا۔ اور وہیں ۱۲۴۲ھ
میں واصل بحق ہوا۔ اس صاحبزادے کی قبر نہر عاصی کے کنارے پر ہے۔ آپ کا
ایک بیٹا سید شمس الدین محمد گیلانی الحموی رحمۃ اللہ علیہ تھا۔ اور ان کے دو بیٹے
تھے جن کا نام سید عبد القادر تھا (جو لاولد فوت ہوئے) اور دوسرے کا نام سید
علاؤ الدین علی الگیلانی الحموی تھا ان کے تین بیٹے تھے سید بدر الدین حسن رحمۃ اللہ
علیہ سید شمس الدین محمد رحمۃ اللہ علیہ سید نور الدین حسین رحمۃ اللہ علیہ۔ سید
بدر الدین حسن رحمۃ اللہ علیہ کے ہاں دو بیٹے سید احمد ابو العباس اور سید شمس الدین
محمد تھے۔ سید احمد ابو العباس رحمۃ اللہ علیہ کے دو بیٹے سید عبد الباسط اور سید ابو النجا
کے نام سے مشہور ہوئے۔ یہ دونوں لاولد تھے اور حماة میں مدفون ہیں۔

سید شمس الدین محمد بن سید بدر الدین حسن رحمۃ اللہ علیہما کا ایک لڑکا سید
عبدالرزاق تھا۔ یہ سید عبدالرزاق اپنے وقت کے شیخ الشیوخ ہو گئے ہیں
۹۶ھ میں شہر حماة میں فوت ہوئے اور زاویہ مذکور میں مدفون ہیں آپ
لا ولد تھے۔

سید شمس الدین محمد بن سید علاء الدین حموی کا ایک صاحبزادہ جن کا اسم
گرامی محی الدین عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ تھا۔ ان کے ایک صاحبزادے شمس الدین
محمد نامی ہوئے ہیں۔ پھر ان کے صاحبزادے محی الدین عبدالقادر تھے۔ ان کے تین
لڑکے سید درویش محمد۔ سید شرف الدین۔ عبد اللہ دونوں حماة میں لا ولد فوت
ہوئے اور سید عقیف الدین حسنین الجیلانی الحموی جنکی اولاد حماة میں ہے ۹۹ھ
میں فوت ہوئے اور اپنے پند گوں کے زاویہ مزارات میں مدفون ہیں۔

سید نور الدین حسین بن سید علاء الدین علی الجیلانی الحموی کے ہاں ایک
بیٹا ہوا جس کا نام سید محی الدین بھی تھا۔ ان کا ایک لڑکا جس کا نام سید شرف
الدین قاسم تھا۔ انسان کے صاحبزادے کا نام سید شہاب الدین احمد تھا۔
ان کے ایک بھائی بھی تھے۔ سید شہاب الدین احمد کے لڑکے کا نام سید علی
باشمی تھا۔ ان کی اولاد اب تک حماة میں موجود ہے۔ اللہ تعالیٰ انہیں اپنے
امن میں رکھے۔

جناب شیخ سید عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ کی اولاد تہہ بلیہ پر فائز رہی
اور مشہور آفاق رہی ہے جو شخص اس واضح حقیقت سے انکار کرتا ہے اسے
ہم یہی کہہ سکتے ہیں کہ ہاتک شانیک ہوا لا جنوم۔

مندرجہ بالا حقائق سے ظاہر ہوتا ہے کہ حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ
کی اولاد صحیح النسب ہے جس میں کسی قسم کا شک و شبہ نہیں کیا جاسکتا یہ سلسلہ

قیامت تک جاری رہے گا۔ کیونکہ صحیح ترین عقیدہ کے مطابق حضرت امام مہدی کا ظہور بھی اسی خاندان سے ہوگا۔ جیسا کہ ہم نے اپنی کتاب المہدی علیہ السلام میں اس بات کو ثابت کیا ہے۔ ہم نے اس کتاب میں یہ بھی ثابت کیا ہے کہ امام مہدی باپ کی نسبت سے حسنی اور والدہ کی نسبت سے حسینی ہوں گے۔

بعض اکابر نے کہا ہے کہ جب امام حسن نے خلافت سے دستبردار ہو کر بی بی کا فیصلہ کیا تو اللہ تعالیٰ نے آپ کی اولاد کو قطبیت کبریٰ عنایت فرمائی۔ آپ قطب اکبر تھے سیدنا شیخ عبدالقادر رحمۃ اللہ تعالیٰ قطب اوسط اور حضرت امام مہدی خاتمہ الاقطاب ہونگے

حکایت
 شیخ ابو عبد اللہ بن احمد بن قدامہ بیان فرماتے ہیں۔ کہ شیخ الاسلام محی الدین عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نازک بدن کشادہ سینہ۔ میانہ قد۔ گھٹی لمبی دائرہ منی اور گندمی چہرہ تھا۔ پوستہ بھوڑی بلند آواز۔ نہایت خوبصورت چہرہ اور تیز فہم تھے۔ تحصیل علم میں آپ نے بڑی محنت سے کام لیا اور فروع و اصول کو اچھی طرح ذہن نشین کر لیا۔ آپ بہت سے آئمہ وقت اور مشائخ زمان سے علوم حاصل کرتے رہے۔ فقہ ابو الوفا علی

سہ تاج العارفین حضرت شیخ ابو الوفا علی بن عقیل رحمۃ اللہ علیہما حضرت غوث الاعظم کے ساتھ میں شمار کئے جاتے ہیں حضرت شیخ محمد شنیکی سے نسبت ارادت رکھتے تھے۔ شیخ علی ہبتی شیخ بقا بن بطو۔ شیخ عبدالرحمن طفسو نجی شیخ مطربا البار تانی شیخ ماجد کردی۔ شیخ احمد بن تقی وغیرہ آپ کے مرید تھے جب جناب بڑا پاک پہلی دفعہ بغداد تشریف لائے تھے۔ آپ کے حلقہ درس میں شریک ہونے تو آپ پر بڑی نظر کریمانہ فرماتے اور آپ کی ذات پر فخر و مباہرتہ کا اظہار فرماتے تھے تھمہ کے بعد وفات پائی مزار انوار بغداد کے مضافات موضع قلمینا میں واقع ہے۔

بن عقیل جیسے جید فقہیر سے حاصل کی۔ حدیث وقت کے مستند محدثین سے سنی
تفصیل کے لئے ہماری کتاب اربعین دیکھیں۔ علم ادب اپنے سینی بن علی
تبریزی سے سیکھا روحانی تربیت کے لئے آپ وقت کے مشائخ و اولیاء
کی صحبت میں رہے جن کی تفصیل آگے چل کر دی جائے گی۔ آپ کی اس علمی جدوجہد
کا یہ نتیجہ ہوا کہ آپ اپنے معاصرین میں سے گوئے سبقت لے گئے۔ تحصیل علم
میں آپ نے بڑی محنت اور ریاضت کا ثبوت دیا۔ آخر کار علائق دنیا سے
قطع تعلق کر کے یاد الہی میں مشغول ہو گئے و عظ در رس اور نصایح میں مصروف
ہو گئے۔ اسی زمانہ میں آپ کے القاب میں امام الفرقین موضع الطریقین
کریم الجدیدین معلم الطرفین اور غوث الثقلین اسی زمانہ میں مشہور ہو گئے۔
زمانہ کے مناقب آپ پر روشن ہو گئے اور دین کے مناصب آپ پر عیاں
ہو گئے علم کے مراتب آپ کو زیب دینے لگے اور شرفیت کے شکروں میں
آپ کی وجہ سے قوت آگئی علما کا ایک بہت بڑا طبقہ آپ کے حلقہ شاگردی میں
آگیا وقت کے فقہیہ آپ سے علم کی جھولیاں بھر کر گئے۔ بہت سے فقراء اور مشائخ
نے آپ سے خرقہ خلافت کی سعادت حاصل کی شیوخ یمن کی روحانی تربیت کا
آپ ہی مرکز بنے۔ بعض نے بنداؤ پہنچ کر آپ کے ہاتھ پر بیعت کی۔ اور بعضوں
نے قاصد بصریح کر خلافت رنلو۔ حاصل کی۔

شیخ ابو مدین شعیب المغربی نے اسی واسطے مشرق کو مغرب پر فضیلت

۱۵ اسم گرامی شیخ شعیب بن حسین ابو مدین تھا۔ شیخ ابو الغیراء مغربی رحمۃ اللہ علیہ
کے مرید تھے حضرت سید عبدالقادر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے شیخ طریقت تھے سرزمین مغرب
کے بلند پایہ مشائخ میں سے شمار ہوتے ہیں آپ نے بذریعہ کشف جب جناب غوث الاعظم

دی تھی کہ جناب شیخ سید عبدالقادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ جانب مشرق رہتے تھے۔

تصانیف | سیدنا مولینا شیخ سید عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی بہت سی تصانیف ہیں۔ انہیں جملہ مندرجہ ذیل کتب طالبان حق کے لئے ہمیشہ کے لئے مشعل راہ بنیں۔

غنیۃ الطالبین۔ اور فتوح الغیب تصوف کا خلاصہ ہے۔ اور بے عیب تصنیف ہے۔ جلاء الخاطر فی الباطن والظاہر ربی مشہور کتاب آپ کی تصنیف ہے۔ آپ کی مجالس شریفہ کے بیان و حالات میں فتح الربانی والفیض الرحمانی ہے۔ فارسی زبان "سکاتیب" اور مختلف اشعار جس میں اسرار شریفہ بیان کئے گئے ہیں۔ آپ کی تصانیف میں سے "اوراد یومیہ" تو اہل دل کے لئے ہمیشہ خرز جان رہے۔ اضرب استفیضہ اور صلوة الشریف فتوح الی اللہ کے کھلے دروازے ہیں۔

گیلان

مقام ولادت

گیلان آپ کا شہر ولادت ہے۔ عربی میں گ کورج سے تبدیل کر کے

(بقیہ حاشیہ ص ۳) کو قدیمی ہندو علی راقبہ و لی اللہ کا اعلان کرتے سنا تو سر جھکا کر کہا اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَشْهَدُ لَکَ وَاَشْهَدُ لَکَ اِنِّیْ سَمِعْتُ وَاَطَعْتُ اَیُّکَ اَدَمًا ۸۹۰ھ

میں ہوا۔ (سفینۃ الاولیاء دار اشکوہ)

۱۵ ام الخیر امہ الجبار بنت شیخ عبداللہ صومعی رضی اللہ عنہ حضور غوث الاعظم کی والدہ ماجدہ خدیجہ خاتون تھیں آپ کی عمر ساٹھ سال تھی جب جناب غوث پیدا ہوئے جس پانچویں تربیت میں جناب غوث پاک کو پالا گیا اس میں آپ کی والدہ ماجدہ کا بڑا ہاتھ ہے آپ ہی کی نصیحت نے جناب غوث الاعظم کو صغریٰ میں ہی قرآنوں کو توبہ کرانیکلی ہمت دی تھی آپ جناب غوث کے پانچ طالب علمی میں وفات پانچویں آپ کی وفات کا زمانہ ۸۸ھ کے بعد کا ہے۔

(ماخوذ از سفینۃ الاولیاء)

جیلانی پڑھا جاتا ہے۔ اسی کا مخفف جیلی ہے۔ آپ مشکمہ میں پیدا ہوئے اور
 ۱۵۶۱ء میں، واسل بقی ہوئے اس طرح آپ نے ۹۱ سال عمر شریف پائی تھی۔
 جب آپ اپنی والدہ کے پیٹ میں تھے تو چاند منزل سعد میں تھا جس کا
 یہ مطلب تھا کہ آپ انبیاء کی طرح پاکیزہ زندگی لیکر آئے ہیں آپ کی والدہ امہ
 الجبار کا بیان ہے "جب آپ پیدا ہوئے تو ماہ رمضان میں دن کے وقت دودھ
 نہ پیا کرتے تھے۔ جس دن عید کا چاند بلوں کی وجہ سے نظر نہ آیا تو آپ کی والدہ
 نے پوسے اعتماد سے کہا کہ آج رمضان کی آخری تاریخ ہے۔ کیونکہ عبد القادر نے
 آج دودھ نہیں پیا۔ اسی دن سے یہ بات سائے گیلان میں مشہور ہو گئی کہ اشرف کے گھر
 جوڑ کا پیدا ہوا ہے۔ رمضان میں دن کے وقت دودھ نہیں پیا۔

سیدنا قطب الاقطاب شیخ سید عبد القادر جیلانی فرماتے ہیں۔

"کہ بچپن میں مجھے ایک دفعہ جنگل کی طرف جانے کا اتفاق ہوا اور ایک بیل
 کے پیچھے کھڑا ہو کر عام کسانوں کی طرح ہل چلانے لگا۔ میری حیرانی کی انتہا نہ رہی۔
 جب اس بیل نے ایک انسان کی زبان میں مجھے کہا۔ عبد القادر تم کا شتکار می کے
 لئے پیدا نہیں ہوئے اور اللہ نے تمہیں اس کا حکم بھی نہیں دیا۔ میں ڈر کر گھر آ گیا
 اور گھر کی چھت پر چڑھا تو میں نے حاجیوں کو عرفات میں کھڑے دیکھا۔ میں والدہ
 کے پاس آیا اور عرض کی کہ مجھے اجازت دیں تاکہ میں بغداد پہنچ کر علماء کرام سے علم
 اور مشائخ سے طریقت کا فیض حاصل کروں۔ میری والدہ نے وجہ دریافت کی تو ان
 تازہ واقعات کو بیان کر دیا۔ والدہ رونے ہوئے اٹھیں اور اندر جا کر میرے والد
 کا ورثہ اسی دینار باہر لے کر آئیں۔ چالیس دینار میرے بھائی کے لئے رکھ کر چالیس
 دینار میرے حوالے کئے اور میری بغلی کے نیچے سی دیئے اور سفر کی اجازت دے
 دی۔ ساتھ ہی نصیحت کی کہ جیسا ہمیشہ بیچ بولنا اور الوداع کہتے ہوئے فرمایا۔ میں

تمہیں اللہ کے حوالے کرتی ہوں شاید میں تمہیں زندگی میں نہ دیکھ سکوں
 میں ایک قافلے کے ساتھ بغداد کو روانہ ہوا۔ جب ہم محمدان سے آگے پہنچے
 تو ساتھ رہن قافلے پر ٹوٹ پڑے اور سارا قافلہ لوٹ لیا کسی نے مجھ سے تعریف
 نہ کیا۔ ایک ڈاکو میرے پاس آکر کہنے لگا "فقیر! تمہارے پاس کچھ ہے! میں نے بتا دیا
 چالیس دینار! بغل کے نیچے گڈری میں سی رکھے ہیں۔ ڈاکو نے مذاق سمجھ کر چھوڑ دیا
 اور چلا گیا۔ ایک دوسرے ڈاکو نے یہی سوال کیا اور ویسا ہی جواب پایا۔ تمام ڈاکو
 اپنے سردار کے پاس جمع ہوئے تو میرے متعلق یہ بات بتائی۔ مجھے اس ٹیلے پر بلا لیا گیا
 جہاں وہ مال تقسیم کرنے میں مصروف تھے اور سردار نے دریافت کیا۔ تمہارے پاس
 کیا ہے میں نے اسے بتایا چالیس دینار اس نے کہا اچھا دیکھو تو وہی جب میری بات
 سوج نکلی تو پوچھنے لگے تمہیں بیس کہنے پر کس نے آمادہ کیا تھا۔ میں نے بتایا گھر سے
 چلتے وقت میری والدہ نے مجھے ہمیشہ بیس بولنے کی تلقین کی تھی۔ سردار رو دیا اور
 کہنے لگا۔ یہ بچہ ماں کی نصیحت سے نہیں ہٹتا۔ میں نے ساری عمر اپنے اللہ کی نافرمانی میں
 صنائع کر دی ہے۔ سردار تمام ڈاکوؤں سمیت تائب ہو گیا۔ مال نوٹا دیا گیا۔ ایک روایت
 میں یہ بھی ہے کہ اہل کارواں نے بھی آپ کے ہاتھ پر توبہ کر لی۔ اور مال تقسیم کر
 دیا۔ آپ اس سفر میں ۵۸۸ھ میں بغداد پہنچے اور علمائے زمانہ سے قرآن و
 حدیث فقہ ادب اور لغت وغیرہ علوم کی تحصیل میں مشغول ہو گئے۔ آپ اپنے
 ہمسروں سے فائق ہو گئے ۵۲۱ھ سے آپ نے وعظ و درس کا سلسلہ
 شروع کر دیا اور عوام الناس کی اخلاقی زندگی کو سنوارنے لگے۔
 آپ کی کرامات حد تو اتر سے تجاوز کر گئی تھیں۔ یہ بات متفق علیہ ہے کہ
 جس قدر کرامات و برکات آپ سے رونما ہوئیں کسی بھی صاحب ولایت سے
 ظہور میں نہیں آئیں۔

خرقہ خلافت کی سند

آپ کو خرقہ خلافت حضرت شیخ قاضی القضاہ
ابو سعید مبارک بن علی مخزومی سے ملا۔ انہوں

نے شیخ ابوالحسن علی بن یوسف القرشی الہکاری سے انہوں نے شیخ ابوالفرح
طرطوسی کے ہاتھ سے حاصل کی۔ شیخ طرطوسی نے شیخ ابوبکر ولف الشبلی سے۔
اور انہوں نے شیخ ابوالقاسم حنیید بغدادی رضی اللہ عنہ انہوں نے شیخ سری سقطی
رحمۃ اللہ علیہ اور انہوں نے شیخ معروف کرخی رحمۃ اللہ علیہ انہوں نے شیخ داؤد طائی رحمۃ اللہ
علیہ انہوں نے شیخ حبیب عجمی انہوں نے شیخ حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ اور انہوں نے سیدنا
امیر المومنین حضرت علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے خرقہ خلافت حاصل کیا۔ حضرت
علی نے جناب رسالت اب حضرت محمد الرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے خرقہ فیض حاصل کیا
آپ کے مشائخ سے ایک بزرگ حماد و باس بھی ہیں آپ اُمی تھے۔ مگر آپ پر
معارف و امرار کا دروازہ کھل گیا۔ اور مشائخ کبار نے آپ سے روحانی فیض حاصل کیا
ایک دن حضرت سید عبدالقادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ شیخ حماد کے پاس ایک

۱۵ ابو سعید مبارک بن علی مخزومی صاحب کمال بزرگ تھے۔ حضرت خضر کے رفیق
وندیم جنبلی المذہب تھے اور شیخ ابوالحسن الہکاری سے بیعت تھے۔ جناب
غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ نے آپ سے خرقہ خلافت حاصل کیا۔ جب جناب غوث
پاک نے اللہ سے عہد کیا کہ جب تک مجھے خود کھلا یا پلا یا نہ جائے میں کچھ نہیں کھاؤں گا
آپ ہی میں جنہوں نے آپ کو کھانا کھلا یا آپ ۱۲۰ کو فوت ہوئے۔

۱۶ ابو عبداللہ کنیت۔ حماد بن مسلم نام و باس لقب تھا۔ جناب غوث الاعظم
احصل النخاص مصاحب تھے۔ اپنے زمانہ کے شیخ باکر امت تھے۔ اگرچہ اُمی تھے
مگر علوم و معارف پر آپ کی نظر تھی۔ آپ کے ۱۲ ہزار مرید تھے اور ہر ایک مرید نظر فرما

مسافر خانہ میں بیٹھے تھے۔ جب آپ باہر تشریف لے گئے تو آپ نے اہل مجلس کو بتایا کہ اس نوجوان کے قدم اولیاء اللہ کی گردن پر ہوں گے۔ اور یہ بات اللہ کے حکم سے انہوں نے اعلانیہ کہنی ہے۔ (قَدْ حَيَّ هَذِهِ عَلَي رَأْفَةٍ كُلِّ وَرِيٍّ اَللّٰہِ) ان کے زمانہ حال غیر مستقبل سے ان کے تمام ولی اللہ ان کے آگے سر تعظیم خم کر دیں گے۔ اور آپ کی وسالت سے ان کے درجات بلند ہوتے جائیں گے۔

حضرت شیخ سید عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک موقع پر منبر پر بیٹھے وعظ فرماتے تھے۔ عوام الناس کے علاوہ اس مجلس میں بچاؤس ولی اللہ بھی موجود تھے۔ اثنا عشر وعظ جب آپ کی زبان سے یہ کلمہ نکلا۔

قَدْ حَيَّ هَذِهِ عَلَي رَأْفَةٍ كُلِّ وَرِيٍّ اَللّٰہِ

تو رئیس المشائخ شیخ علی بن ابیہی رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور منبر کے نزدیک پہنچ کر آپ کا قدم مبارک اٹ کھڑے پر رکھ لیا۔ تاکہ آپ کے اعلان پر عملاً اقدام کیا جاسکے۔ چنانچہ مشائخ مجلس نے بھی اپنی گردنیں جناب غوث کے پاؤں تک پہنچا دیں۔ دوردراز علاقہ کے مشائخ نے آپ کے اس اعلان کو کشفی طور پر معلوم کر کے اپنی گردنیں جھکا دیں کہتے ہیں۔ شیخ ابو مدین شعیب المغربی نے اثنا عشر درس اپنی گردن جھکا دی تھی اور زبان سے فرمایا "بسر و چشم" حاضرین نے اس اس کی وضاحت چاہی تو آپ نے سیدنا عبد القادر رضی اللہ عنہم کے اظہار ولایت کا واقعہ بیان کیا۔

۱۵ تاج العارفین شیخ ابوالوناد کے مرید تھے غوث اعظم کے مجلس خاص تھے آپ کے مداح اور رفیق راہ طریقت تھے مشائخ وقت میں سربر آوردہ تھے ۵۶ھ میں بعمر ۳۰ سال انتقال فرمایا۔ مرقد مبارک وزیر آن میں ہے

مسافر خانہ میں بیٹھے تھے۔ جب آپ باہر تشریف لے گئے تو آپ نے اہل مجلس کو بتایا کہ اس نوجوان کے قدم اولیاء اللہ کی گردن پر ہوں گے۔ اور یہ بات اللہ کے حکم سے انہوں نے اعلانیہ کہنی ہے۔ (قَدْ حَيَّ هَذِهِ عَلَي رَأْفَةٍ كُلِّ وَرِيٍّ اَللّٰہِ) ان کے زمانہ حال ^۱ غیر مستقبل ^۲ کے تمام ولی اللہ ان کے آگے سر تعظیم خم کر دیں گے۔ اور آپ کی وسعت سے ان کے درجات بلند ہوتے جائیں گے۔

حضرت شیخ سید عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک موقع پر منبر پر بیٹھے وعظ فرماتے تھے۔ عوام الناس کے علاوہ اس مجلس میں بچاؤس ولی اللہ بھی موجود تھے۔ اثنا عشر وعظ جب آپ کی زبان سے یہ کلمہ نکلا۔

قَدْ حَيَّ هَذِهِ عَلَي رَأْفَةٍ كُلِّ وَرِيٍّ اَللّٰہِ

تو رئیس المشائخ شیخ علی بن ابیہتی رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور منبر کے نزدیک پہنچ کر آپ کا قدم مبارک اٹے کندھے پر رکھ لیا۔ تاکہ آپ کے اعلان پر عملاً اقدام کیا جاسکے۔ چنانچہ مشائخ مجلس نے بھی اپنی گردنیں جناب غوث کے پاؤں تک پہنچا دیں۔ دوردراز علاقہ کے مشائخ نے آپ کے اس اعلان کو کشفی طور پر معلوم کر کے اپنی گردنیں جھکا دیں کہتے ہیں۔ شیخ ابو مدین شعیب المغربی نے اثنا عشر درس اپنی گردن جھکا دی تھی اور زبان سے فرمایا "بسر و چشم" حاضرین نے اس اس کی وضاحت چاہی تو آپ نے سیدنا عبد القادر رضی اللہ عنہم کے اظہار ولایت کا واقعہ بیان کیا۔

۱۔ تاج العارفین شیخ ابوالوناد کے مرید تھے غوث اعظم کے مجلس خاص تھے آپ کے مداح اور رفیق راہ طریقت تھے مشائخ وقت میں سربر آوردہ تھے ۵۶ھ میں بعمر ۳۰ سال انتقال فرمایا۔ مرقد مبارک وزیر آن میں ہے

ایک عجمی شیخ نے آپ کی ابتلاع سے ہچکچامٹ کی تو اس کی ولایت سلب کر لی گئی۔ یہ واقعہ اس بات کی دلیل ہے کہ آپ قطب الاقطاب اور غوث اعظم تھے۔

آپ کی کرامات میں سے یہ بات حضرت شیخ علی بن البہتی کے اذکار میں بڑی سند کے ساتھ درج ہے کہ جو شخص شیر کے سامنے آئے جناب غوث اعظم کا نام لے شیر اس پر حملہ آور نہیں ہوگا۔ جو شخص مچھروں کی آفت سے محفوظ رہنے کے لئے آپ کے نام کا وظیفہ کر لے گا مچھروں سے دفع ہو جائیں گے۔

آپ کے بیٹے شیخ سیف الدین عبدالوہاب نے روایت کی ہے کہ ہر ماہ ہلال طلوع سے قبل میرے والد مکرم کے پاس انسانی شکل میں حاضر ہوا کرتا تھا۔ اگر آئندہ ماہ کے حالات اچھے ہوتے تو وہ بڑی خوش شکل لے کر ملاقات کو حاضر ہوتا چنانچہ جمادی الآخر ۱۰۵۶ھ کے آخری دن جمعہ کو بہت سے مشائخ کی مجلس میں موجودگی میں ایک خوب رو جوان آیا۔ اور آتے ہی السلام علیکم یا ولی اللہ کہا اور کہنے لگا میں ہلال رجب ہوں اور آپ کو پیغام دینے آیا ہوں کہ یہ مہینہ آپ کیلئے اور عوام مسلمانوں کے لئے خیر و برکت سے گزرے گا۔ ایسے ہی رجب کے آخری دن ایک بد صورت شخص نے آکر السلام علیکم یا ولی اللہ کہہ کر بتایا کہ میں شعبان ہوں اور بتایا کہ اس ماہ بغداد میں بہت سے لوگ موت کا شکار ہوں گے۔ حجاز میں گرانی آئے گی اور خراساں میں جنگ و فساد برپا ہوں گے چنانچہ ایسا ہی ہوا۔

ایک دفعہ شیخ سید عبدالقادر جیلانی ماہ رمضان میں علیل ہو گئے ایک شخص آپ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اس وقت آپ کی مجلس میں اور مشائخ کبار کے علاوہ حضرت شیخ علی البہتی اور شیخ نجیب الدین نہروردی وغیرہ حاضر تھے اس شخص

نے آکر کہا السلام علیکم یا ولی اللہ۔ میں ماہ رمضان ہوں آپ کی بیماری صحت مندی سے بدل گئی ہے۔ میں معذرت خواہ ہوں اور اجازت چاہتا ہوں۔ کیونکہ آج میری آپ سے یہ آخری ملاقات ہے۔ یہ کہتے ہی وہ شخص چلا گیا۔ اسی سال آپ کی وفات ربیع الآخر میں واقع ہوئی۔ آپ کی وفات ربیع الاول کی بجائے ربیع الآخر اس لطیف اشارہ کی حسن تعابیل ہے کہ ولی نبی سے رتبہ میں ثانوی حیثیت رکھتا ہے۔

یاد رہے کہ آپ کی وفات کا دن ربیع الآخر کی گیارہویں تاریخ کہیں بھی ثابت نہیں ہو سکا۔ حالانکہ اس کی سبب کوئی خاص وجہ ضرور ہوگی۔

کلام موجز فی المرام ہر مومن کو ہر حالت میں تین چیزوں پر عمل کرنا بڑا ضروری ہے۔ خدا کا حکم بجالانا۔ اس کی منع

کی چیزوں سے رُک جانا اور احکام قضا و قدر پر تسلیم ختم کر دینا۔ جو شخص اللہ تعالیٰ کے ساتھ راستی اور خلوص اختیار کر لیتا ہے۔ وہ ہر موائے اللہ سے غمگین و بے قرار رہتا ہے۔ خواہشات نفس انسان کو راہ راست اور حکم خداوندی سے پھیر دیتی ہیں۔ خواہشات نفسانی سے ہٹ کر کام کرنے میں ایسا ہی حاصل ہوتی ہے۔

ہر مومن کو چاہیے کہ حدیث ابن عباس رضی اللہ عنہ کو اپنی زندگی کا دستور العمل بنائے تاکہ اسے فلاح دارین حاصل ہو۔ اس حدیث کے معانی یوں ہیں۔

ایک مرتبہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا روایت تھا تو آپ نے فرمایا "وَلَا تَرْكُ الْاَلٰهَ كَ حَقُوْقِ نَظَاہِیْ" یعنی نہ کھو تاکہ اللہ تعالیٰ تمہارے حقوق کی حفاظت کرے۔ اللہ تعالیٰ کو مراقبہ علم میں اپنا رہنا بناؤ تاکہ اس کی امداد حاصل کر سکیے جب کوئی سوال کرو اپنے اللہ سے کرو۔ جب مدد مانگو

اپنے اللہ سے مانگو۔ جو کچھ ہونا ہے۔ وہ لکھا جا چکا ہے اگر ساری دنیا کسی معاملہ میں تمہیں نقصان دینا چاہے۔ جسے اللہ نے نہیں لکھا۔ تو وہ ایسا ہرگز نہیں کر سکتی اگر ہو سکے تو اللہ تعالیٰ سے صدق فی الیقین سے معاملہ کرو۔ اگر ایسا نہیں ہو سکتا۔ تو ناامید نہ ہو جاؤ۔ کیونکہ صبر میں ان چیزوں میں سے بھی بھلائی نکل آتی ہے۔ جنہیں تم ظاہر ابراہیم سمجھتے ہو۔ اور یاد رکھو فتح ہمیشہ صبر میں ہے۔ تنگدستی کے بعد کشائش ہوتی ہے اور راحت کے ساتھ تکلیف بھی ہوتی ہے (اس حدیث کو ہم نے "الربعین" میں پوری شرح ربط سے لکھا ہے۔

لوگوں سے وہ شخص سوال کرتا ہے۔ جو اللہ سے ناواقف ہو۔ اور اس کا ایمان کمزور ہو چکا ہو۔ اور اس کی معرفت و یقین کم ہو گئی ہو۔ جو اللہ تعالیٰ سے سوال کرتا ہے۔ اس کا اللہ کے علم و عرفان پر پورا یقین ہوتا ہے۔ اور اس کا ایمان و یقین مضبوط ہوتا ہے۔ اس کی معرفت الہی بڑھتی رہتی ہے اور وہ اللہ تعالیٰ سے شرم محسوس کرتا ہے۔

اللہ تعالیٰ کے ساتھ ایسے خلوص و حضور سے معاملہ رکھو گویا خلقت موجود نہیں اور مخلوق خدا کے ساتھ ایسا معاملہ رکھو۔ گویا تمہاری خواہشات نہیں جب اللہ کے ساتھ ایسا معاملہ رکھے گا۔ تو اسے پالے گا۔ اور تمام چیزوں سے نیست اور فانی ہو جائے گا۔ جب مخلوق خدا و نہی کے ساتھ تیرا معاملہ بغیر خواہشات کے ہوگا۔ تو انصاف کر سکے گا۔ اور بدتمجانی سے محفوظ نظر رہ سکے گا۔

جب دل اللہ کے ساتھ ہو تو کوئی چیز بھی دل سے جدا نہیں ہوتی اور کوئی چیز اس کے علم سے باہر نہیں جاتی۔

میں مغز بے پوست ہوں

آپ نے ان نعمتوں کا ذکر کرتے ہوئے جو اللہ تعالیٰ نے آپ پر ارزانی

کی تھیں فرمایا

”میرے اور تمہارے اور دوسری مخلوقات کے درمیان زمین و آسمان کا فرق ہے۔ مجھے کسی پر قیاس نہ کیا کرو اور نہ کسی چیز کو مجھے پر قیاس کرو۔ جس طرح بادشاہوں کو دوسروں پر قیاس نہیں کیا جاتا۔“ فتوح الغیب

میں دو قدموں میں (نفس اور خلق) اللہ تک پہنچ گیا ہوں۔ غنیۃ الطالبین میں ابو اوائل سے روایت لکھی ہے۔ جنہوں نے ابن مسعود سے بیان کیا کہ جو شخص چاہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اسے دوزخ کے انیس دربانوں سے بچائے۔ اسے بسم اللہ الرحمن الرحیم پڑھنا چاہیے۔ اس کے انیس حروف ہیں۔ اور ہر ایک صرف ڈھال بن کر حفاظت کرتا ہے۔

جس کا رتبہ بلند ہوتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کی قرابت نصیب ہوتی ہے۔ اس سے گناہ صغیرہ بھی سرزد نہیں ہوتے۔ بلکہ ہر مخالفت اس کے نزدیک گناہ کبیرہ ہوتی ہے۔ بعض نے کہا ہے جب بندہ گناہ کو چھوٹا اور حقیر سمجھتا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ اسے بڑا سمجھتا ہے۔ جب بندہ اسے بڑا سمجھتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسے چھوٹا سمجھتا ہے۔

حدیث میں ہے کہ مومن اپنے گناہ کو بہاڑ کی طرح دیکھتا ہے اور منافق اپنے گناہ کو مکھی کی طرح حقیر خیال کرتا ہے جو اس کے ناک پر بیٹھے اور اسے اڑا دیا جائے۔ کسی نے کہا ہے کہ جو گناہ بخشا نہیں جائیگا۔ وہ انسان کا یہ کہتا ہے ”کاش میں ہر ایک ایسی چیز کر لیتا“ اور یہ چیز ایساں کی کہوری کی دیل ہے اور اللہ تعالیٰ کی معرفت و عظمت کو کم جاننے کا سبب بنتی ہے۔ کیونکہ اگر وہ ان باتوں کو جان لیتا تو ادنیٰ گناہ کو بھی بڑا تصور کرتا۔ اللہ تعالیٰ نے بعض انبیاء پر وحی کی ہے کہ ہدیہ کی کمی کی طرف نہ دیکھو۔ بلکہ مدعا الیہ کی بڑائی پر نظر رکھو۔ اور گناہ

کی چھوٹائی کا خیال نہ کرو۔ بلکہ اس ذات کی کبریائی پر نگاہ رکھو جس کے سامنے تم یہ گناہ کر رہے ہو۔

بعض صحابہ نے اپنے تابعین سے ایک صاحب کو فرمایا کہ بعض اوقات تم ایسا عمل کرتے ہو جو بال سے باریک تر ہوتا ہے۔ حالانکہ تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں اسے مہیپات میں سے شمار کرتے تھے۔

حضرت ذوالنون
مصری فرمایا

توبہ تقویٰ میں بعض عافین کے قوال

کرتے تھے عوام الناس گناہوں سے توبہ کرتے ہیں۔ اور خواص غفلت کے گناہ سے تائب۔ غفلت سے تائب رویت حسنات کا تائب۔ غیر اللہ سے تائب ہونے والے ایک دوسرے سے امتیازی حیثیت کے مالک ہیں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بلی یوفیٰ الانسان لیفجر امامہ کی تفسیر بیان فرماتے ہیں کہ گناہوں کو مقدم اور توبہ کو مؤخر رکھو۔ انسان ہر وقت کہتا ہے کہ میں عنقریب توبہ کروں گا۔ حتیٰ کہ اسی بُری حالت میں مرجاتا ہے۔ ابو علی وفاق فرماتے ہیں کہ توبہ

۱۵ ابو عبد اللہ حضرت شیخ ذوالنون مصری رحمۃ اللہ علیہ بصرہ کے رہنے والے تھے۔ ہزاروں اولیاء اللہ آپ سے مستفیض ہوئے پالیس سال تک ریاضت کی آپ کا شمار امام مالک کے شاگردوں میں ہوتا ہے اور حضرت امیر اقبال رحمۃ اللہ علیہ کے مرید تھے۔ سلسلہ ملائیت کے امام مانے جاتے تھے ہزاروں کرامات آپ سے صادر ہوئیں۔ آپ کی تاریخ وفات ۲۶ شعبان ۳۵۰ مزار مصر میں ہے۔ قبر پر انوار پر یہ عبارت کتبیہ ہے۔

ذُو الْقَوْنِ حَبِيبُ اللَّهِ مِنَ الشُّوقِ قَتِيلٌ حَلْبِي

کے معنی اللہ کی طرف رجوع کرنا ہے تو بہ کی تین قسمیں ہیں۔ توبہ۔ انابت اور اوقیت جو شخص خوف عذاب سے توبہ کرے وہ صاحب توبہ ہے۔ جو طمع ثواب کیلئے توبہ کرے وہ صاحب انابت ہے جو غفلت سے توبہ کرے وہ صاحب اوبہ ہے بعض بزرگ کہتے ہیں کہ توبہ مومنین کی صفت ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔
 تَوْبُوا إِلَى اللَّهِ جَمِيعًا إِلَى الْعَلَّامِ الْغُيُوبِ - انابت اولیاء مقربین کی صفت ہے قرآن پاک میں ہے۔ چہاء بقلب منیب اور ادبہ الانبیاء اور رسالین کی صفت ہے۔ قرآن میں ہے۔ نَعْمَ الْعِبَادَةُ اَوْبٌ حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے میں ایک دن سرسقطی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ کو پریشان پایا۔ آپ نے بتایا کہ آج میرے پاس ایک نوجوان نے آکر سوال کیا کہ توبہ کسے کہتے ہیں میں نے اسے بتایا کہ تو اپنے گناہوں کو فراموش نہ کرے۔ اس نوجوان نے میری بات سے اختلاف کرتے ہوئے کہا کہ توبہ توبہ ہے کہ تو اپنے گناہوں کو فراموش کر دے حضرت جنید رحمۃ اللہ علیہ کہنے لگے میرے نزدیک بھی اس نوجوان کی بات سچی تھی حضرت سرسقطی نے وجہ پوچھی تو میں نے بتایا کہ میں حال جفا میں تھا تو اللہ تعالیٰ نے مجھے حال وفا کی طرف بھینجا۔ پس حال وفا میں جفا کا ذکر بھی جفا ہے۔ یہ بات سنتے ہی سرسقطی چپ ہو گئے۔

عمر بن عبدالعزیز فرماتے ہیں تقویٰ اس حالت کا نام نہیں کہ دن کو روزہ رکھا اور رات کو نماز پڑھ لی۔ اور باقی اوقات کو صنایع کر دیا۔ بلکہ تقویٰ تو اسے کہتے ہیں کہ اللہ نے جسے غلط کہا ہے اسے چھوڑ دیا جائے اور جسے فرض کہا ہے۔ اسے اپنایا جائے اس کے بعد جو کچھ ملے وہ خیر الی الخیر ہے۔

ابن حقیقہ کے نزدیک تقویٰ ہر اس چیز سے پہلو تہی کرنے کا نام ہے۔ جس سے اللہ تعالیٰ سے دوری کا امکان ہو۔

نوروی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں متقی وہ ہے جو دنیا اور اس کی آفات سے بچے۔
ابوزید کہتے ہیں کہ متقی وہ ہے جو کلام کرے تو اللہ کے لئے اور جب خاموش ہے
تو اس کی رضا کے لئے۔

ابوورداء رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے۔

يُرِيدُ الْمُرُءُونَ تَقْوَىٰ مِثْلَهُ
لِيَقُولَ الْمُرُءُ قَائِدًا نِي وَمَالِي
دَيَّا بِي اللّٰهُ اِلِمَا سَا اَدَا
وَلتَقْوَى اللّٰهُ اَفْضَلُ مَا اسْتَفَادَ

انسان تو چاہتا ہے کہ اس کی خواہشات پوری ہو جائیں مگر اللہ تعالیٰ وہی کرتا
ہے جو اس نے ارادہ کیا ہو۔ انسان تو کہتا ہے کہ یہ چیز بھی میری ہے اور مفید ہے
حالانکہ تقویٰ تمام فائدوں سے افضل ہے۔

کتابی رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے۔ دنیا مصائب پر تقسیم کی گئی ہے۔ اور
جنت تقویٰ پر۔

”التَّقْوَىٰ لِلّٰهِ حَقٌّ تَقَاتِبُهُ“ کی تفسیر یہی ہے کہ اللہ کی اطاعت کی جائے۔
نافرمانی نہ کی جائے اس کا ذکر کیا جائے اسے فراموش نہ کیا جائے اس کا شکر
ادا کیا جائے۔ کفران نعمت نہ ہو۔

ادبِ نزرہ اور اقوالِ غوثِ الاعظم رحمۃ اللہ علیہ

محمود رکھے کہ حضرت شیخ اللہ نے شیخ حسن ابن احمد بن عبد اللہ فقیہ شافعی
اور انہوں نے محمد بن احمد بن عیسیٰ السکنی اور انہوں نے ابن اسحاق الملقب بالحنان
اور انہوں نے اسحاق بن زریں برامینی نے اور انہوں نے شیخ اسماعیل بن یحییٰ
اور انہوں نے مشعر بن کرام بن عطیہ اور انہوں نے ابو سعید حدادی رحمۃ اللہ علیہ سے
روایت کی ہے کہ انہوں نے خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ ماہ

نے نصف زمانہ روزہ رکھا اور حضرت ابراہیم علیہ السلام ہر ماہ میں تین دن روزہ رکھا کرتے تھے۔ گویا انہوں نے عمر بھر روزہ رکھا۔

شیخ منصور نے اپنے والد سے باسناد محمد بن منکد ویر روایت بیان کی ہے ایک بدوی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہا۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! مجھے روزہ کی کیفیت بیان فرمائیں آنحضرت نے ناراضگی کا اظہار فرمایا۔ اور خسار مبارک سُرخ ہو گئے جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو واقعہ کا علم ہوا تو آپ نے اس کے پاس جا کر سخت سست کہا اور جب وہ بدوی چپ ہو گیا تو آپ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے التَّجَاكِي فَذَاكَ اُحْيِ وَايُّ يَا رَسُولَ اللّٰهِ مجھے اس شخص کے متعلق بتائیے جو متواتر روزے رکھتا ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس طرح روزہ اور افطار ناواہیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے اس شخص کے متعلق فرمائیے جو ہر پیر اور جمعرات کو روزہ رکھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جمعرات وہ دن ہے جب اعمال آسمانوں کی طرف اٹھائے جاتے ہیں اور پیر وہ دن ہے جب میں بید ہوا اور اسی دن سے مجھ پر وحی کا آغاز ہوا۔

شیخ حافظ ابو بکر احمد بن علی بن ثابت خطیب نے عبد اللہ بن بشر بن سے انہوں نے علی بن عمر حافظ اور انہوں نے ابو نصر حبشوں بن موسیٰ خلالہ سے اور انہوں نے علی بن سعید وثیلی سے اور انہوں نے ضمیرہ بن ربیعہ قریشی سے اور انہوں نے ابن شعوز اور انہوں نے الوراق اور انہوں نے شہر بن حوشب سے اور انہوں نے حضرت ابو ہریرہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص رجب کی ستائیسویں کو روزہ رکھے گا۔ اس کے

(صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ پر یہ ماں و باپ قربان)

حق میں ساتھ روزوں کا ثواب لکھ دیا جائے گا یہ وہ دن ہے۔ جب جبرائیل علیہ السلام رسالت لے کر آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے تھے۔
 حضرت حسین ابن علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے روایت کی ہے کہ ہم طواف کعبہ کر رہے تھے کہ ایک آدمی کی آواز میرے کانوں تک پہنچی جو یہ شعر کہہ رہا تھا۔

يَا مَنْ يَجِيبُ دُعَاءَ الْمُضْطَرِّ فِي الظُّلَمِ
 قَدِّيَاتٍ وَفُذِّكَ حَوْلَ الْبَيْتِ وَالْحَرَمِ
 هَبْ لِي لِيُجِزَّكَ كَأَخْطَاتٍ مِنْ جُرْمِ
 رَانَ كَانِ عَفْوِكَ لَمْ يَسْبِقْ لِحُجْرَمِ
 يَا كَاشِفَ الْكُوبِ وَالْبُلُوِي مَعَ التَّمِيمِ
 وَمَنْحَنِ قَدْ عَوَاوَعَيْنُ اللّٰهُمَّ تَنَمِّ
 يَا مَنْ أَشَارَتْ إِلَيْهِ الْخَلْقُ بِالكَرَمِ
 فَمَنْ يَجُودُ عَلَى الْعَاصِينَ بِالنِّعَمِ

ترجمہ :- اسے تاریکیوں میں درخاندہ انسانوں کی دعا قبول کرنے والے اور اے بیماری کے مصائب کو دور کرنے والے تیرے ایک وفد نے بیت اللہ اور حرم کے پاس ہی رات گزار دی۔ ہم دعا کرتے ہیں کہ اللہ اپنے کرم سے ہمارے گناہ معاف فرما دے اے کریم! تیری ذات کریم ہے تیری رحمت گنہگار سے بے منت کیوں نہیں لے جاتی اور ان کے گناہوں کو اپنی رحمت سے کیوں معاف نہیں کرتی۔

حسین رضی اللہ عنہ ابن علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میرے والد محترم نے فرمایا اے حسین رضی اللہ عنہ! کیا تم اس شخص کی آہ و فغاں نہیں سنتے جو اپنے گناہوں پر رورہا ہے۔ اور اپنے اللہ کو ناراض کر رہا ہے تم جا کر اسے بلا لاؤ۔ میں دوڑ کر گیا تو دیکھا کہ ایک خوش شکل لباس انسان بیٹھا ہے اور اس کا دایاں بازو خشک ہو چکا ہے۔ میں نے اسے کہا کہ تجھے حضرت علی رضی اللہ عنہ یاد فرما رہے ہیں۔ جب وہ حاضر ہوا تو آپ نے پوچھا تم کون ہو اور تمہارا کیا حال ہے۔ وہ رو کر کہنے لگا۔

امیر المؤمنین! اس شخص کا کیا حال ہو سکتا ہے۔ جو نافرمانی میں پکڑا گیا ہو اور اپنے حقوق سے روک دیا گیا ہو۔ آپ نے نام پوچھا تو کہنے لگا۔

منازل بن لاحق۔ پھر آپ نے اس کی سرگذشت سننے کی خواہش کی تو انہوں نے بتایا کہ میں عیش و عشرت میں عرب بھر میں مشہور تھا۔ نشہ جوانی میں ہر وقت بدست رہتا تھا۔ اور غفلت کا پیکر بن گیا تھا۔ نو بہ کرتا تو قبول نہ ہوتی معافی کا خواہتا ہوتا تو بالوسی ہوتی۔ میں رجب شعبان کے مہینوں میں بھی گناہ کرتا والد محترم مجھے ان سرکشیوں سے باز رکھنے کی ہر چند کوشش کرتے اور بتاتے کہ اللہ تعالیٰ کی گرفت سخت اور اٹل ہے تمہارے ہاتھوں بہت سے دل دکھی ہیں۔ خدا کے فرشتے بڑے مقرب کہتے ہیں قتال حرام ہے یہ فرشتے بھی تمہارے ظالمانہ کارناموں پر ناراض ہیں جب میرے والد مجھے سختی سے روکتے تو میں اُسے بھی مارنے میں مذمت محسوس نہ کرتا۔ ایک دن لوگ مجھے اس کے پاس لے گئے اس نے عاجز آ کر کہا۔ میں جب تک اپنے بیٹے کو راہ راست پر نہ لاؤں اور اس کے گناہوں کو نسیان نہ کر لوں اس وقت تک روزہ رکھوں گا۔ اور افطار نہیں کروں گا۔ نماز پڑھوں گا۔ مگر نیند نہیں کروں گا۔ وہ ایک ہفتہ روز سے رہا اور پھر ایک ابلق اونٹ پر سوار ہو کر مکہ شریف روانہ ہو گیا۔ اور مجھے کہتے لگا کہ میں کعبۃ اللہ میں جا کر تمہارے لئے اپنے اللہ سے امداد طلب کروں گا وہ کعبۃ اللہ میں گیا اور غلاف کعبہ کے پردوں سے چمٹ کر میرے لئے بدعا کرنے لگا۔

يُجُونَ لُطْفَ عَزِيزٍ وَاحِدٍ صَمَدٍ
فَحُذِّبْتَنِي يَا رَحْمَنُ مِنْ وَكْدِي
يَا مَنْ تَقَدَّسَ لَمْ يُؤَلَّدْ وَلَمْ يَلِدْ

يَا مَنْ الْبَدْرُ الْوَجَّاحُ مِنْ أْبْعُدٍ
هَذَا مَنَازِلُ لَا يُرَقَّدُ عَنْ عَقِيْقِي
وَسَلَّ مِنْهُ بِجُودٍ مِنْكَ جَنَانِي

مجھے اس ذات کی قسم ہے کہ جس نے اس زمین و آسمان کو بنایا ہے کہ ابھی تک اس کی دعا مکمل نہیں ہوئی تھی کہ میرا دایاں پہلو شل ہو گیا اور میں حرم کے ایک گوشے کی سوکھی لکڑی کی طرح کمزور و ناتواں ہو گیا لوگ صبح و شام میرے پاس سے گذرتے اور کہتے یہ ہے وہ شخص جس کے حق میں اس کے باپ کی دعا قبول ہو گئی ہے۔ حضرت علی نے پوچھا پھر تمہارے باپ نے تمہارے لئے کیا کیا۔ اس نے کہا کہ میں نے اپنے باپ سے التجا کی جہاں تم نے میرے لئے بدعا کی تھی۔ وہاں ہی میرے لئے دعا خیر بھی کرو۔ وہ میری بات مان گیا ہم دونوں ایک اونٹنی پر سوار ہو کر کعبۃ اللہ کی طرف روانہ ہوئے تو وادی اراک میں ایک درخت کے نیچے سے گذر رہے تھے کہ ایک پرندہ اڑا جسکی پھڑپھڑاہٹ سے اونٹنی ڈر کر بھاگ کھڑی ہوئی میرا باپ گر کر وہیں داخل بحق ہو گیا۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں تمہیں ایک ایسی دعا بتاتا ہوں جس کے بابت میرے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ جو غمزہ پڑھے گا۔ اس کا غم دور ہو جائے گا۔ جو مصیبت زدہ اس کا ورد کرے گا۔ اللہ تعالیٰ اسے کشائش عطا فرمائے گا حسین ابن علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ آپ نے وہ دعا اسے سکھا دی تو اس نے اس وقت پڑھی جب لوگ گہری نیند سو رہے تھے اور غیب سے آواز آئی تجھے اللہ کافی ہے تم نے دعا کیساتھ ایک ایسا اسم پڑھا ہے جو اس کی بارگاہ میں رد نہیں ہو سکتا۔ اس کے بعد مجھے نیند آگئی اور میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا اور اس دعا کو آپ کے سامنے پڑھا آپ نے فرمایا علی رضی اللہ عنہ ٹھیک کہتے تھے۔ اس دعا میں اسم اعظم ہے یہ ضرور قبول ہوتی ہے۔ میں نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا اچھا ہو۔ اگر یہ دعا آپ اپنی زبان مبارک سے مجھے سنائیں۔ آپ نے فرمایا۔ میرے ساتھ پڑھتے جاؤ۔

اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ يَا عَالِمَ الدُّمُورِ الخَفِيَّةِ وَيَا مَنَ السَّمَاءِ
 بِقُدْرَتِهِ مَنبَهُ وَيَا مَنَ الأَرْضِ بِعِزَّتِهِ مَدْحِيَّةً وَيَا مَنَ
 الشَّمْسِ وَالْقَمَرِ بِنُورِ جَلَالِهِ مُشْرِقَةً مُضِيَّةً وَيَا مُقْبِلَ
 عَلَى كُلِّ نَفْسٍ مُؤْمِنَةٍ شَرِيفَةٍ وَيَا مُسْكِنَ رُعبِ الخَالِقِينَ
 وَأَهْلِ التَّقِيَّةِ وَيَا مَنَ تَحْرَاجَ الخَلْقِ عِنْدَهُ مُقْضِيَةً وَيَا
 مَنَ بَنَى يُوسُفَ مِنْ رِيقِ العِبَادِيَّةِ وَيَا مَنَ لَيْسَ لَكَ رِيبٌ
 يُنَاوِي وَلَا حَاجِبٌ يُغْشَى وَلَا وَزِيرٌ العَطَى وَلَا غَيْرُهُ
 رَبُّ يَدْعَى وَلَا يَزِدُّ عَلَى كَثْرَةِ الخَوَاجِرِ إِلَّا كَرَمًا
 وَجُودًا وَصَلَّى عَلَى مُحَمَّدٍ وَآلِهِ وَأَعْطَنِي سَوَإِلِي إِنَّكَ
 عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ.

وہ شخص کہنے لگا اس کے بعد میں سجاگ اٹھا اور تہمت دست ہو گیا۔
 حضرت علی کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں اس دعا سے استعانت کیا کرو۔ یہ عرش
 کے خزانوں سے ایک خزانہ ہے۔

ابو نصر محمد بنی والد سے باسناد عطاء بن لیث اور الم سلمہ رضی اللہ عنہ
 سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رمضان کے علاوہ اور
 مہینوں اتنے روزے نہیں رکھتے تھے جتنے شعبان میں رکھتے تھے۔ کیونکہ جس
 شخص نے اس سال مرنا ہوتا ہے اس کا نام شعبان میں ہی مردوں لکھ دیا جاتا ہے
 ابو نصر رضی اللہ عنہ اپنے والد سے باسناد ثابت سے اور وہ بروایت
 انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت سے سوال کیا گیا کہ روزوں میں
 سے بہتر کون سا ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا رمضان کی
 تعظیم کیلئے شعبان کے روزے رکھنا۔

ہیں ابو نصر نے اپنے والد اور انہوں نے عبد اللہ بن محمد اور انہوں نے اسحاق بن محمد فارسی انہوں نے احمد بن صالح ابی شریح اور انہیں یزید بن ہر وق اور انہیں حجاج الحارہ اور انہوں نے سبکی بن ابن کثیر انہوں نے عطا اور انہوں نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہوئے فرمایا کہ ایک ات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے گھر سے گم ہو گئے میں آپ کی تلاش میں نکلی۔ اچانک میں نے آپ کو بیچ میں اس حالت میں پایا۔ کہ آپ آسمان کی طرف سر بلند کر کے دیکھ رہے تھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے دیکھتے ہی ارشاد فرمایا کہ تم نے اس بات کا فکر کیا تھا۔ کہ خدا اور اس کا رسول تم پر ظلم کرے گا۔ میں نے عرض کی۔ یا رسول اللہ میرا خیال تھا آپ کسی زوجہ مطہرہ کے گھر گئے ہوں گے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ شعبان کی درمیان رات کو آسمان دنیا پر نزول فرماتا ہے۔ اور قبیلہ کلب کی بکریوں کے بالوں جتنے گناہگار بخشے جاتے ہیں۔

ابو نصر نے اپنے والد اور وہ باسناد مالک بن انس رحمۃ اللہ علیہ اور وہ ہشام بن عروہ اور وہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے آنحضرت کو کہتے سنا کہ اللہ تعالیٰ چار راتوں کو رحمتوں کے دروازے کھول دیتا ہے۔ شب عید الاضحیٰ۔ شب عید الفطر۔ شب وسط شعبان۔ ان راتوں میں لوگوں کی عمریں دہراڑ ہوتی ہیں اور رزق میں کشائش ہوتی ہے۔ حاجیوں کا شمار ہوتا ہے۔ اور عرفہ کی رات صبح تک یہی کام ہوتا ہے۔

ابو نصر اپنے والد سے بواسطت المزح حضرت ابو ہریرہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جب ماہ رمضان کی پہلی رات ہوتی ہے تو اللہ تعالیٰ اپنی مخلوق کی طرف نظر کرتا ہے۔ اور اس کو عذاب

سے نجات مل جاتی ہے۔ اس طرح ہر روز دس لاکھ بندوں کو آگ سے آزاد فرمایا جاتا ہے۔

ابو نصر اپنے والد سے باسناد ابو ہریرہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت نے فرمایا کہ جب رمضان آتا ہے تو جنت کے دروازے کھل جاتے ہیں اور دوزخ کے دروازے بند ہو جاتے ہیں۔

مہیر شیخ ابوالبرکات نے احمد بن علی حافظ سے باسناد ابوسعید خدری سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سب مہینوں کا سرور رمضان ہے اس کی حرمت ذوالحجہ سے بھی افضل ہے۔

شیخ ابوالبرکات روایت کرتے ہیں کہ فضل بن محمد قصار اصفہانی نے مختلف واسطوں سے حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی روایت بیان کی ہے۔ کہ دنیا کے تمام دنوں سے افضل ذوالحجہ کے دس دن ہیں ان ایام کے برابر ایام جہاد بھی نہیں مگر وہ آدمی جس نے اپنا چہرہ مٹی سے آلودہ کر لیا۔

شیخ ابوالبرکات نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کی ایک روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عشرہ ذوالحجہ کے نیک اعمال سے بڑھ کر کسی دن کے اعمال خدا کے ہاں پسندیدہ نہیں۔ صحابہ نے عرض کی "جہاد فی سبیل اللہ بھی افضل نہیں؟" آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نہیں! مگر جو آدمی اپنا جان و مال جہاد میں نثار کر دے وہ بہتر ہے۔

شیخ ابوالبرکات نے حضرت جابر کی روایت نقل کرتے ہوئے بتایا کہ جس شخص نے ذوالحجہ کے عشرہ کے روزے رکھے۔ خدا تعالیٰ اسے ہر روزے کے عوض سال بھر کے روزوں کا ثواب عنایت کرے گا۔

وجہ ملقب محی الدین

آپ کی تصنیف غنیۃ الطالبین ایک
مرید صادق کے لئے اکسیر اعظم

کی حیثیت رکھتی ہے یہ کتاب عقاید عبادات اخلاقیات اور احوال قیامت پر
مشتمل ہے۔ اور اخبار و آثار پائے جاتے ہیں۔

سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کسی نے پوچھا تھا کہ
آپ کا لقب محی الدین کیسے پڑ گیا۔ آپ نے فرمایا کہ ۱۱۵۵ھ میں برہنہ یا بغداد
کی طرف آ رہا تھا۔ راستہ میں مجھے ایک بیمار شخص نحیف البدن متغیر رنگ پڑا ملا
اس نے مجھے السلام علیکم کہہ کر نام لیکر پکارا اور اپنے قریب آنے کو کہا۔ جب میں قریب
پہنچا تو اس نے مجھے سہارا دینے کو کہا۔ دیکھتے ہی دیکھتے اس کا جسم صحت مند ہونے
لگا۔ اور رنگ و صورت صحت مند نظر آنے لگی۔ اس دیکھ کر ڈر گیا۔ اس نے مجھے
پوچھا کیا مجھے پہچانتے ہو۔ میں نے لاعلمی کا اظہار کیا تو کہنے لگا۔ میں دین ہوں
جیسے آپ دیکھ رہے تھے میں موجودہ معاشرہ میں بڑی قابل رحم حالت میں تھا
لیکن اللہ تعالیٰ نے آپ کی کوشش سے از سر نو زندگی بخشی۔

شیخ ابو مدین شیعہ ائمہ جناحوت الاعظم رضی اللہ عنہ

کا بیان ہے کہ مجھے سید شیخ ابو مدین قدس سرہ العزیز نے فرمایا کہ بغداد میں
سید عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس جا کر فقر حاصل کرو۔ میں بغداد گیا
آپ کی زیارت کی مجھے ساری زندگی میں اتنا یاہمیت انسان نہیں ملا تھا۔ آپ
نے مجھے ریاضت کے لئے متواتر ایک سو بیس دن تک چلہ کشی کرائی اور پھر پاس
آ کر مجھے قبلہ کی طرف دیکھنے کو کہا۔ میں نے بغداد میں کھڑے شیخ ابو مدین کو دیکھ
لیا آپ نے مجھے پوچھا کہ شیخ ابو مدین رحمۃ اللہ علیہ کے پاس جانا چاہتے ہو یا

یہاں قیام کرو گے۔ میں نے شیخ کے پاس جانے کا ارادہ ظاہر کیا تو آپ نے فرمایا کہ ایک قدم میں جاؤ گے یا جیسے آئے تھے میں نے عرض کیا جیسے آیا تھا آپ نے فرمایا یہ اچھی بات ہے اور مزید کہا کہ جب تک تم اس سیرھی پر نہ چڑھو گے فقر حاصل نہیں ہوگا۔ یہ سیرھی "توحید" ہے جو ہر ناپاکی کو محو کر دیتی ہے میں نے عرض کی مجھے اس راہ میں آپ کی مدد درکار ہے آپ نے ایک نظر مجھے دیکھا تو میرا دل خواہشات و تفکرات سے صاف ہو گیا۔ اور مجھے محسوس ہونے لگا۔ کہ میرے دل کی سیاہیاں دھل گئیں۔ اور میں اس نور باطن سے اب تک ہر چیز کو دیکھتا ہوں۔

جناب سیدنا شیخ عبدالقادر رضی اللہ عنہ
بیان کرتے ہیں کہ میں پہلی دفعہ بغداد

آپ کا پہلا حج بیت اللہ

سے حج بیت اللہ کو روانہ ہوا تو یکہ دنہا تھا۔ جب میں مٹاہ ام القرآن کے پاس پہنچا مجھے شیخ عطا بن مسافر نظر آئے وہ بھی تنہا ہی تھے وہ جوانی کے عالم میں تھے مجھے انہوں نے پوچھا کہ کہاں جا رہے ہو اور تمہارے ساتھ کون ہے میں نے بتایا کہ مکہ کو اکیلا ہی جا رہا ہوں چنانچہ دونوں ساتھی بن کر ایک جنگل میں پہنچے ہیں ایک برقعہ پوش عجمی عورت نہایت نحیف بدن ملی مجھے غور سے دیکھ کر پوچھنے لگی کہ نوجوان تم کہاں سے آئے ہو میں نے بتایا کہ میرا وطن گیلان ہے وہ کہنے لگی تم نے مجھے تھکا دیا ہے۔ میں جیشہ میں تھی تو مجھے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے تیرے دل پر تجلی کی ہے اور اپنے فضل سے تجھے وہ عنایت بخشی ہے جو اس زمانہ میں کسی دوسرے کو نصیب نہیں اسلئے میری دلی خواہش تھی کہ آپ سے ملاقات کروں پھر اس نے کہا کہ میں آپ کے ہمراہ رہوں گی۔ اور روزہ افطار بھی آپ کے ساتھ ہی کریں گی۔ ہم راستے کے ایک طرف اور وہ دوسری طرف چلتی رہی حتیٰ کہ شام کے وقت آسمان سے ایک طباق اتر جس میں چھ روٹیاں تھیں۔ سرکہ اور سبزی تھی

جلسن عورت کہنے لگی کہ اللہ نے میری عزت رکھ لی ورنہ ہر روز وہ مجھے دو روٹیاں بھیجا کرتا ہے ہم نے دو دو روٹیاں کھا کر اللہ کا شکر ادا کیا۔ اور مجھ پر ہمیں تین کوزے ایسے میٹھے پانی کے ملے جنکی تشبیہ ہم دنیاوی پانی سے نہیں دے سکتے اس کے بعد وہ عورت غائب ہو گئی۔ جب ہم مکے پہنچے اور طواف کعبہ کے دوران اللہ تعالیٰ کی طرف سے شیخ عدی پر انوار تجلی الہی نازل ہوئے ان پر غش آ گیا بعض لوگ کہنے لگے کہ وہ مر گئے مگر اس عورت نے بڑھ کر ہلایا اور کہا کہ جس اللہ نے تمہیں مارا ہے وہ زندہ بھی کر سکتا ہے۔ وہ ذات پاک ہے جس کے سامنے حادثات دنیا نہیں ٹھہر سکتے۔ اسکے ظہور صفات کے وقت کائنات قائم نہیں رہ سکتی۔ تا وقتیکہ وہ اپنی خاص مدد نہ فرمائے۔ اس کے جلال کے سامنے عقلیں شذر رہ جاتی ہیں اور علماء عقل کی ذہانت دنگ رہتی ہے۔

حضرت سید شیخ عبدالقادر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اسی طواف میں اللہ تعالیٰ کے انوار مجھ پر نازل ہونے لگے۔ اور مجھے یہ خطاب ہوا کہ عبد القادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ظاہری تجرید کو ترک کر دو۔ تفرید توحید اور تجرید توحید اختیار کرو ہم اپنی نشانیوں سے بعض عجائبات کا مشاہدہ کرائیں گے۔ اپنی مراد کو ہماری مراد پر ثابت نہ کرو۔ اور اپنے استقلال و ثابت قدمی کا مظاہرہ کرو اور ہمارے تصرف کے بغیر کسی کے تصرف کو قبول نہ کرو۔ تمہارے لئے ہمارا شہود ہمیشہ رہے گا۔ اور خدمت خلق کیلئے بیٹھ جاؤ۔ کیونکہ ہمارے بعض خاص بندوں کو تمہارے ہاتھ سے فیض حاصل ہوتا ہے۔ وہ ہمارے مقرب بن جائیں گے۔

اس عورت نے مجھے دیکھ کر کہا مجھے معلوم نہیں آج کس حال میں ہیں۔ مگر میں اتنا دیکھ رہی ہوں کہ نور کے جیسے تمہارے سر پر چلے ہوئے ہیں آپ جیسے لوگوں کے احوال معلوم کرنے کے لئے لوگ بڑے آرزو مند رہتے ہیں۔ یہ کہتے ہی

وہ چلی گئی۔ اس کے بعد میں نے اسے نہیں دیکھا۔

شیخ ابو حفص عمر بن مسعود بن بزاز بغدادی نے لکھا ہے کہ قاضی البیان قدس سرہ سے حضرت سید عبد القادر جیلانی کے متعلق پوچھا گیا تو فرماتے لگے وہ وہی مقرب ہیں اور اللہ کے صاحب حال ہیں۔ قدم راسخ کے مالک ہیں پھیر بلوچھا گیا۔ کہ ہم نے انہیں نماز پڑھتے نہیں دیکھا تو فرمانے لگے وہ ایسی جگہ نماز پڑھتے ہیں جہاں تمہاری نگاہیں نہیں پہنچ سکتیں۔ کوئی رات اور کوئی دن ایسا نہیں گذرتا جس میں انہوں نے اپنے فرائض ادا نہ کئے ہوں میں نے دیکھا ہے کہ جب وہ شہر موصل میں نماز پڑھتے تھے تو ان کی سجدہ گاہ کعبۃ اللہ ہو کر مٹی تھی۔

وہی حضرت شیخ ابو حفص فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ شیخ علی بن ہبیبی بیمار تھے۔ آپ نے اپنے خادم ابو الحسن جو سستی کو دسترخوان بچھانے کا حکم دیا دسترخوان بچھا کر سوپنے لگا۔ کہ دونوں محترم ہیں پہلے کس کے سامنے روٹیاں رکھوں پھر اس نے دسترخوان کے چاروں طرف روٹیاں رکھ دیں تاکہ تقدم و تاخر کا احساس پیدا نہ ہو۔ شیخ عبد القادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جب اس ملازم کے سلیقہ کی تعریف کی تو شیخ علی ہبیبی نے فرمایا۔ میں اور وہ آپ کے خادم ہیں۔

بیابان عراق میں حضرت خضر سے ملاقات

سیدنا غوث الاعظم عبد القادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کبھی پر بیٹھے فرمانے لگے میں پچیس سال تک تنہا بیابانوں اور ویرانوں میں ریاضت کرتا رہا چالیس سال تک صبح کی نماز عشاء کی نماز کے وضو سے ادا کی اور نہ راہ سال تک عشاء کی نماز کے بعد ایک پاؤں پر کھڑا ہو جاتا اور صبح تک قرآن پاک تم کرتا تھا۔ ایک رات میری پر چڑھتے ہوئے میرے نفس نے مجھے کہا "اگر تم ایک گھڑی سونے کے بعد اٹھو تو کیا اچھا ہو!"

یہ خیال آتے ہی میں وہاں کھڑا ہو گیا اور قرآن پاک پڑھنا شروع کر دیا۔ حتیٰ کہ تمام قرآن ختم کر دیا۔

بسا اوقات مجھے تیس سے چالیس روز تک کھانا کھائے بغیر گزارنے پڑتے تھے۔ اہلیس میرے پاس آتا تو ایک ڈانٹ کھا کر بھاگ جاتا۔ دنیا اپنی ساری عیش سامانیوں اور جمال و آسائش کیساتھ میرے سامنے آتی تو میں اسے نظر انداز کر دیتا۔

میں بہت عجبیہ میں گیا۔ ۱۰ سال تک رہا ہوں۔ میں نے وہاں اپنے اللہ سے عہد کیا تھا کہ جب تک مجھے کھانے اور پینے کے لئے نہ کہا جائے گا۔ میں کچھ نہیں کھاؤں گا۔ اور نہ کچھ پیوں گا۔ ایسی حالت میں مجھے ایک دفعہ چالیس دن گزارنے ایک شخص نے آ کر میرے سامنے روٹی اور پانی رکھا۔ میرے نفس نے خواہش کا اظہار کیا کہ کچھ کھائے۔ مگر میں نے عہد کر لیا کہ اللہ کی قسم جب تک میرا مقصد پورا نہیں ہوگا۔ کھانے پینے کو ہاتھ نہیں لگاؤں گا۔ اسی حالت میں میرے نفس سے ایک شور برپا ہوا اور بھوک بھوک بیکار نے لگا۔ مگر میں نے کچھ پرواہ نہ کی حتیٰ کہ شیخ ابو سعید مخزومی رضی اللہ تعالیٰ عنہ وہاں سے گذرے اور شور مچا کر پوچھنے لگے کہ عبدالقادر یہ شور کیسا ہے میں نے عرض کیا یہ نفس کا اضطراب ہے مگر میرا روح مطمئن اور پرسکون ہے اور اپنے اللہ کے ساتھ راضی سے مجھے فرمایا گیا کہ باب انتحسک آڈیہ کہہ کر آپ چلے گئے۔ میرے پاس حضرت ابوالعباس خضر علیہ السلام تشریف لائے اور فرماتے لگے اٹھو! اور ابو سعید کی طرف چلو! جب میں وہاں پہنچا تو آپ اپنے دروازے پر کھڑے میرا انتظار کر رہے تھے۔ کہنے لگے۔ عبدالقادر رضی اللہ عنہ میرا کہنا تمہارے لئے کافی نہ تھا کہ حضرت خضر کو آنا بڑا مجھے اپنے گھر لے گئے اور اپنے ہاتھ سے روٹی کھلائی اور جب میں سیر ہو گیا تو اپنے ہاتھ سے خر قرہ بنایا۔

اس واقعہ سے پہلے مجھے ایک سفر میں ایک ایسا شخص ملا جسے میں پہلے نہیں جانتا تھا۔ اس نے مجھے پوچھا تمہیں کسی کے ساتھ رہنے کی خواہش ہے۔ جب میں نے اثبات میں جواب دیا تو کہنے لگا۔ کہ تم میری مخالفت تو نہیں کرو گے میں نے وعدہ کیا تو ایک جگہ کی طرف اشارہ کر کے کہنے لگا۔ یہاں بیٹھ جاؤ اور میں ابھی آتا ہوں ایک سال گزر گیا وہ نہ آیا۔ سال کے بعد چند لمحے وہ میرے پاس آ کر بیٹھا اور اٹھتے ہوئے کہنے لگا میں جب تک دوبارہ نہ آؤں یہاں سے نہ جانا۔ ایک سال گزرنے کے بعد پھر آیا اور مجھے وہاں دیکھ کر کہنے لگا اب اپنے مکان سے باہر نہ جانا جب تک میں نہ آؤں۔ پھر وہ ایک سال غائب رہنے کے بعد آیا اور اس کے پاس روٹی اور کچھ دودھ تھا۔ اور کہنے لگا میں حاضر ہوں اور مجھے حکم دیا کہ میں تمہارے ساتھ کھانا کھاؤں گا۔ ہم دونوں نے یہ کھانا میرا ہو کر کھایا اور مجھے کہنے لگا اب تم بغداد جاؤ اور خلق خدا کو ہدایت میں مشغول ہونے کی تلقین کرو۔ ہم دونوں بغداد میں داخل ہو رہے تھے تو کسی نے آپ سے پوچھا کہ اُن تین سالوں میں آپ کیا کھاتے رہے آپ نے فرمایا لوگوں کی بھی کھٹی چینی۔

شیخ ابو العباس حسینی موصلی فرماتے ہیں کہ ہم بغداد میں سیدنا شیخ

خلیفہ مستنجد باللہ کی حاضری

عبدالقادر رضی اللہ تعالیٰ علیہ کے مدرسہ میں بیٹھے تھے کہ عباس خلیفہ مستنجد باللہ المنظف یوسف عباسی آئے اور آپ کو سلام کر کے بیٹھ گئے اور سنہری دیناروں سے بھری دس تھیلیاں پیش کیں۔ آپ نے فرمایا مجھے اس دولت کی ضرورت نہیں جب خلیفہ نے اصرار کیا تو آپ نے ایک تھیلی دہرائی اور ایک بائیں ہاتھ میں لے کر چوڑی تو اس میں سے خون بہنے لگا۔ آپ نے فرمایا۔ ابو المنظف تمہیں

ھیاء نہیں آتی کہ عوام کا خون اکٹھا کر کے میرے پاس لے آئے ہو۔ خدا کی قسم اگر مجھے آل رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا احترام نہ ہوتا تو اس خون کو اتنا بہنے دیتا کہ تمہارے محلوں تک پہنچتا۔ خلیفہ کو یہ واقعہ دیکھ کر غش آ گیا۔

ابوالعباس حسین کہتے ہیں ایک دن میں نے خلیفہ کو آپ کی خدمت میں دیکھا۔ خلیفہ کہنے لگا مجھے کوئی ایسی کرامت دیکھائیے جس سے میرا دل مطمئن ہو جائے آپ نے فرمایا کیا چاہتے ہو۔ خلیفہ نے کہا مجھے اس وقت سبب درکار ہیں اس موسم میں سبب سارے بغداد میں نہیں تھے آپ نے ہاتھ پھیلا کر دو سبب پکڑے ایک خلیفہ کو دے دیا اور خود ایک رکھ لیا جب آپ نے اپنا سبب توڑا تو اس میں سے کستوری کی سی خوشبو نکلی اور خلیفہ نے توڑا تو اس کے اندر سے کیرے نکلے خلیفہ نے تعجب سے پوچھا کہ معاملہ کیا ہے آپ نے فرمایا کہ ظالم کا ہاتھ لگنے سے پھلوں میں بھی کیرے پڑ جاتے ہیں۔

ابوالعباس سیدنا غوث الاعظم رضی اللہ عنہ | مشائخ کرام کی ایک جماعت نے معتبر

اسناد سے روایت کی ہے کہ آپ کی خدمت میں بغداد کا ایک مشہور تاجر ابوالغالب حاضر ہوا اور کہنے لگا۔ آپ کے جد ماجد حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جسے کوئی شخص دعوت دے اسے قبول کر لینی چاہیے۔ اندریں حالات میں اپنے غریب خانہ میں آپ کو قدم رنجہ فرمانے کی زحمت دیتا ہوں۔ چند لمحے آپ نے مراقبہ فرما کر کہا اچھا چلو! آپ اپنے چہرے پر سوار ہوئے تو شیخ ابن ہبیبی رحمۃ اللہ علیہ آپ کے دائیں رکاب کے ساتھ چل رہے تھے اور اس تاجر کے گھوڑے کے گھوڑے وہاں دیکھا کہ بغداد کے بڑے بڑے رؤساء مشائخ اور علماء جمع ہیں اور دسترخوان بچھا پڑا ہے۔ جس پر انواع و اقسام کے کھانے پینے اس

اتنا میں ایک بڑا سا مسکا جس کا منہ بند تھا۔ لایا گیا اور دسترخوان کے ایک کونے میں رکھتے ہوئے ابو غالب نے کہا بسم اللہ کیجئے۔ مگر سیدنا عبد القادر رحمۃ اللہ علیہ ہر جھکاٹے بیٹھے رہے۔ آپ نے نہ تو خود دکھایا اور نہ اپنے ساتھیوں کو حکم دیا۔ آپ کی ہیبت سے اہل مجلس بھی ہاتھ بڑھاٹے بغیر بنے جس بیٹھے رہے اس واقعہ کا راوی کہتا ہے کہ آپ نے مجھے اور شیخ میتی کو حکم دیا کہ ہم اس مشکے کو اٹھالائیں۔ جب ہم نے مسکا آپ کے سامنے رکھ دیا تو اس کا منہ کھول کر دیکھا تو ابو غالب کا بیٹا مفلوج اندھا اور لنگڑا اس مشکے میں بند ہے آپ نے دیکھتے ہی فرمایا بیٹے اٹھو! اور صبح و سالم کھڑے ہو جاؤ۔ لڑکا صحت مند اور توانا ہو کر اٹھا اور دوڑنے لگا۔ یوں دکھلائی دینا تھا کہ اسے کوئی بیماری نہیں ہے۔ یہ دیکھتے ہی لوگوں میں ایک شور برپا ہو گیا آپ آنکھ بچا کر مجلس سے چلے گئے اور کچھ نہ کھایا۔

رافضیوں کی آزمائش

ایک دفعہ چند رافضی شہیر آپ کی خدمت میں دو منہ بند ٹوکریں لے آئے اور آپ سے سوال کیا کہ بتائیے ان ٹوکریوں میں کیا ہے؟ آپ کرسی سے نیچے اترے اور ایک ٹوکری پر ہاتھ رکھ کر کہا۔ اس میں ایک لنگڑا لڑکا ہے۔ اپنے صاحبزادے سید عبدالرزاق کو حکم دیا کہ اس کا منہ کھول دو اور اس لڑکے کو کہا کہ اٹھو! اور لڑکا اٹھ کر دوڑنے لگا۔ دوسرے پر ہاتھ رکھ کر فرمایا کہ اس میں صحت مند و سالم لڑکا ہے منہ کھول کر حکم دیا کہ باہر نکل کر بیٹھ جاؤ۔ جب وہ بیٹھ گیا تو تمام رافضی تائب ہو گئے اس دن آپ کی مجلس میں تین آدمی دہشت سے مر گئے۔

مشائخ عظام کی ایک اور جماعت نے روایت کی ہے کہ ایک عورت اپنے

بیٹے کو آپ کی خدمت میں لائی اور کہنے لگی میرے بیٹے کا دل تعلق آپ کے ساتھ ہے اس لئے میں اپنا حق آپ کو دیتی ہوں اور اپنا بیٹا آپ کے حوالے کرتی ہوں آپ اسے قبول فرما کر اسے عبادت و عبادت کا راستہ دکھائیں۔

ایک دن وہ عورت ان کے پاس آئی تو اپنے بیٹے کو بھوک اور پیاس کی شدت سے زرد پایا اور جو کی روٹی کے ٹکڑوں پر کفایت کرتا ہے۔ جب وہ عورت شیخ کے پاس آئی تو دیکھا کہ ایک پلیٹ میں مرغ کی ٹڈیاں پڑی ہیں جسے آپ نے کھایا تھا۔ اس عورت نے شکایت کرتے ہوئے کہا آپ تو مرغ کھاتے ہیں مگر میرا بیٹا فاقہ کشی کر رہا ہے۔ آپ نے ٹڈیوں پر ہاتھ رکھ کر کہا کہ اللہ کے حکم سے اٹھو وہ مرغ اٹھ کر ادھر ادھر گھومنے لگا۔ آپ نے فرمایا جب تمہارا بیٹا اس مقام پر پہنچ جائے گا اسے مرغ کھانے میں کوئی پاک نہیں

ایک عجیب قافلے کی دستگیری

بعض مشائخ روایت کرتے ہیں کہ

ہم حضرت سیدنا عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ کے مدرسہ میں بغداد میں بیٹھے تھے کہ آپ نے اٹھ کر اپنی کھڑکی میں پہن لی اور وضو کر کے دو رکعت نفل ادا کرنے لگے۔ نماز کے بعد سخت آواز کے ساتھ اپنا ایک کھڑاؤں پکڑ کر ہوا میں پھینکا جو ہمانی نظروں سے غائب ہو گیا۔ پھر دوسرا پھینکا جو دیکھتے ہی دیکھتے غائب ہو گیا آپ اپنی جگہ پر بیٹھے گئے ہم میں سے کسی ایک کو حقیقت حل معلوم کرنے کی جرأت نہ ہوئی ایک ماہ گزرنے کے بعد بلالہ عم سے ایک کارواں بغداد پہنچا تو امیر کارواں کہنے لگا ہمارے پاس حضرت غوث الاعظم کیلئے نذر ہے لوگوں نے آپ سے ذکر کیا تو آپ نے فرمایا وہ نذر لے آئے قافلہ والوں نے ہمیں ایک من ریشمی کپڑا اون کیڑے اور بہت سا سونا دیا اور وہ کھڑکی میں بھی پیش کیں جو ایک ماہ پہلے آپ نے ہوا میں پھینکی تھیں

ہمارے دریافت کرنے پر انہوں نے بتایا کہ ہم صرف بروز اتوار ایک جنگل میں سفر کر رہے تھے کہ یکایک عرب قزاقوں نے ہم پر حملہ کر دیا۔ ان کے دوسرے دار تھے۔ وہ لوگ ہمارے مال و اسباب لوٹ کر لے گئے اور بعض مسافروں کو موت کے گھاٹ اتار دیا قافلہ لٹ چکنے کے بعد پاس ہی ایک وادی میں مال تقسیم کرنے لگے ہم نے وہاں ہی پکار کر کہا کہ اگر اس وقت شیخ عبد القادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہماری دستگیری فرمائیں تو ہم اتنی نذر آپ کی خدمت میں پیش کریں گے ہمیں اس اثنا میں وادی میں ایسے نعرے سنائی دیئے جس سے ساری وادی گونج اٹھی اور وہ ڈاکو دہشت زدہ ہو گئے ہمارا خیال تھا کہ ان ڈاکوؤں پر کوئی دوسرے قزاق حملہ آور ٹوٹ پڑے ہیں مگر تھوڑی دیر بعد چند ڈاکو ہانپتے ہمارے پاس آئے اور کہنے لگے اپنا مال واپس لے لو اور وہاں چل کر کیجیو ہم پر کیا گزری ہم وہاں پہنچے تو دیکھا کہ دونوں سردار مردہ پڑے ماس اور ہر ایک کے پاس بھگی ہوئی ایک ایک کھڑاوں پڑی ہے۔ ہمارے مال و متاع واپس کرتے ہوئے کہنے لگے یہ کوئی سربستہ راز ہے جسے ہم نہیں سمجھ سکے۔

نہاوند کا شبانہ سفر | شیخ ابوالحسن بند ادوی کہتے ہیں کہ میں سیدی شیخ محی الدین عبد القادر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے پاس مدرسہ بغداد میں پڑھا کرتا تھا۔ میں اکثر رات بے دار رہتا تاکہ آپ کو کوئی ضرورت ہو تو میں کام آسکوں ایک رات آپ اپنے گھر سے باہر نکلے میں نے آپ کو پانی کا بوتلہ پیش کیا تو آپ نے نہ لیا۔ مدرسہ کے دروازے پر پہنچے تو وہ خود بخود کھل گیا۔ جب آپ باہر تشریف لے گئے تو میں دبے پاؤں پیچھے ہولیا۔ میرا خیال بیٹھا۔

کہ میرے متعلق آپ کو علم نہ ہوگا۔ جب آپ شہر کے دروازے پر پہنچے تو وہ دروازہ بھی خود بخود کھل گیا۔ ہم تھوڑی ہی دور گئے تھے کہ ایک شہر دکھائی دیا یہ شہر میرے لئے تو نیا تھا۔ ہم ایک مکان میں پہنچے جس کے صحن میں چھ آدمی بیٹھے تھے۔ انہوں نے آپ کو دیکھتے ہی سلام کیا۔ میں ایک ستون کی اوٹ میں کھڑا ہو گیا۔ تھوڑی دیر بعد گھر سے رونے کی آواز آئی جو تھوڑی دیر کے بعد بند ہو گئی اسی اثناء میں ایک شخص آواز کی طرف بڑھا۔ اور ایک آدمی کو کندھے پر اٹھائے باہر لایا۔ ایک اور شخص بڑی بڑی مونچھوں والا باہر سے آکر آپ کے سامنے دوڑا توں ہو گیا۔ آپ نے اسے کلمہ پڑھایا اور بال تر شوائے اسے خرقة پہنا کر محمد نام رکھا۔ اور فرمایا میں نے حکم دیا ہے کہ یہ میت کا بدل قرار پاٹے اس نے کہا بسو و چشم آپ اٹھے اور نکل کر واپس چلے تو میں بھی آپ کے ساتھ ہولیا۔ تھوڑی ہی دیر میں ہم بغداد کے دروازہ پر پہنچ گئے میں اپنے مدرسہ میں آگیا۔ آپ اپنے گھر چلے گئے دوسرے دن جب میں حلقہ درس میں بیٹھا تو آپ کی مہیت سے میں پرہیز نہ سکتا تھا۔ آپ نے مجھے فرمایا۔ بیٹے! خوف نہ کرو۔ اور پتہ ہو! میں نے آپ کو قسم دیکر رات کے واقعہ کی تفصیل دریافت کی تو آپ نے فرمایا جس شہر میں تم پہنچے تھے اس کا نام نہاد تھا وہ چھ ابدال تھے۔ اور رونے والا ساتواں ابدال تھا جب اس کی وفات کا وقت آیا تو میرا وہاں جانا ضروری تھا۔ اور وہ شخص جو کندھے پر اٹھائے ایک شخص کو لایا۔ وہ حضرت خضر تھے تاکہ آپ اسے دفن کر سکیں مگر جس شخص کو میں نے کلمہ پڑھایا وہ قسطنطنیہ کا ایک نصرانی تھا۔ میں نے حکم دیا کہ اس مردہ شخص کا بدل یہ قرار پاٹے گا۔ میرے ہاتھ پر اس نے توبہ کی اور اسلام لایا۔ اب وہ بھی ان کے ساتھ ہے اب تم عہد کرو کہ یہ واقعہ میری زندگی میں کسی کو نہ سناؤ گے۔

ایک لڑکی کی جنات رہائی

ابوسعید عبداللہ بن احمد بغدادی

رحمۃ اللہ علیہ روایت کرتے ہیں میری لڑکی فاطمہ بعبر سولہ سال ایک دن اپنے مکان کی چھت پر کھڑی تھی کہ اسے ایک جن اٹھا کر لے گیا میں نے یہ حالت اپنے محسن آقا حضرت شیخ سید محی الدین عبدالقادر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے بیان کی آپ نے فرمایا آج رات کرخ کے ویران خانہ میں فلاں ٹیلے پر بیٹھ کر اپنے ارد گرد ایک دائرہ کھینچ کر بیٹھ جانا اور دائرہ کھینچتے وقت بسم اللہ علی نبیہ عبد القادر پڑھنا اس کے اندھیرے میں تمہارے پاس جنات کے مختلف لشکر آئیں گے ان جنوں سے خوف زدہ نہ ہونا۔ علی الصبح جنوں کا بادشاہ تمہارے پاس آئے گا۔ اور تمہیں اپنی حاجت بیان کرنے کو کہے گا۔ تم اسے بتانا کہ مجھے حضرت سید عبدالقادر رحمۃ علیہ نے بھیجا ہے اور میری لڑکی یوں کم ہو گئی ہے۔

میں نے ٹیلے پر بیٹھ کر حسب ارشاد دائرہ بنالیا۔ بڑے کریمہ المنظر جنات میرے ارد گرد منڈلاتے رہے مٹی کہ ان کا بادشاہ بھی گھوڑے پر سوار جنات کا ایک عظیم شکر لے کر آیا اور میرے سامنے کھڑے ہو کر کہنے لگا بھائی! تمہاری کون سی خدمت بجالا سکتا ہوں۔ جب میں نے حضرت شیخ کا نام لیا تو وہ احتراماً گھوڑے سے اتر آیا اور زمین بوس کر کے دائرہ کے باہر بیٹھ گیا۔ اور مجھے اپنی حاجت بیان کرنے کو کہا میں نے بڑی بیگانگی سے بتایا۔ تو اس نے اپنے لشکر یوں سے دریافت کیا کہ یہ کام کس کا ہے مگر جب سب نے اپنی لاعلمی کا اظہار کیا تو ایک برکس جن حاضر کیا گیا جس کے پاس تھی جنوں نے بتایا کہ یہ برکس جن جن جنات کے جنات میں سے ہے بادشاہ نے کہا کہ اس لڑکی کو سید غوث اعظم کے شہر سے تم کیوں اٹھالائے۔ اس نے کہا جتنے بھی تھی بادشاہ نے کہا اس مردود کا لڑ

قلم کر دو۔ چنانچہ ایسا ہی کیا گیا اور راجہ کی میرے حوالے کر دی گئی۔ میں نے بادشاہ کی تعریف
 کرتے ہوئے کہا تم جیسا فرماتے رہو میں نے کہیں نہیں دیکھا وہ کہنے لگا۔ کیوں نہ ہو
 حضرت غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ گھر بیٹھے سرکشوں پر ایک نگاہ ڈالتے ہیں تو وہ
 ڈر کر غاروں میں منہ چھپاتے پھرتے ہیں نیز اللہ تعالیٰ نے آپ کو جن دانس میں سے
 بھی قطب مقرر کرنے کا اختیار دے رکھا ہے۔

شیخ ابن ہبیتی رحمۃ اللہ علیہ اور ایک صاحب مال کی سفارش

ایک دن شیخ ابن ہبیتی رحمۃ اللہ علیہ سیدنا غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے گھر
 گئے تو آستان غوثیہ پر ایک شخص نے بوں حال پڑا ہوا تھا شیخ کا دامن تھام کر کہتے
 لگا میری سفارش کر دو۔ جب آپ کے پاس آئے تو اس نوجوان کی سفارش کی
 تو آپ نے فرمایا تمہاری خاطر اس سے درگزر کرتا ہوں۔ شیخ ابن ہبیتی رحمۃ اللہ علیہ نے
 اس نوجوان کو بشارت دی تو وہ فوراً بازو ہلا کر ہوا میں آ گیا۔ جب حضرت شیخ
 سید عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ سے صورت حال معلوم کی گئی تو آپ نے بتایا کہ یہ نوجوان
 ہوا میں آتا تھا اور دل میں کہتا تھا آج بغداد میں کوئی صاحب مال نہیں ہے تو
 میں نے اس کے ضرور نفس کو توڑنے کے لئے یہ حال کر دیا تھا۔

جامع مسجد میں دعوائے الناس کی بے تابی شیخ عمر زبیر رحمۃ اللہ

علیہ فرماتے ہیں کہ ایک جمعہ کو میں حضرت شیخ سید عبدالقادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہمراہ
 جامع مسجد کی طرف روانہ ہوا تو کسی شخص نے آپ کو سلام تک نہ کیا میں نے دل
 میں اظہار تعجب کیا کہ اس قدر لوگوں کا اللہ ہمام انہر یہ بے اتفاقی میں سوتی ہی
 رہا تھا۔ تو آپ نے یہ لبس کر لیا بیٹے تو تم سام لوگ آپ کو سلام کرنے لگے حتیٰ کہ

اس انبوہ کثیر میں آپ سے جدا ہو گیا میں نے دل میں کہا کہ اس حالت سے تو پہلی حالت اچھی تھی آپ نے میری طرف متوجہ ہو کر فرمایا۔ تم ہی یہ بات پسند کرتے تھے تم نہیں بانتے عوام الناس کے دل میرے ہاتھ میں ہیں میں جب چاہوں انہیں متوجہ کر لوں اور سب چاہوں انہیں پھیر دوں

شیخ ابوالبقا محمد بن ازہر سبر فینی کہتے ہیں میں اللہ سے دعا کیا کرتا تھا کہ مجھے رجال الغیب میں سے کسی سے ملاقات ہو تو کیا بات ہے ایک رات میں نے خواب میں حضرت امام احمد بن حنبل کی قبر کی زیارت کی۔ میں نے دیکھا کہ ایک شخص قبر کے پاس بیٹھا ہے میرے دل میں خیال آیا یہ رجال الغیب یہ ہے ہو گا۔ جب میں بیدار ہوا تو وہاں میں خواہش ہوئی کہ میں اسے بیدار ہی میں دیکھ لوں۔ میں دن کے وقت امام کی قبر پر حاضر ہوا تو دیکھا وہ شخص قبر کے پاس بیٹھا ہے۔ وہ شخص زیارت کرتے ہی وہاں سے نکلا میں بھی اس کے تعاقب میں نکلا پڑا جب میں دوبارہ کے کنارے پہنچا تو میں نے دیکھا کہ اس کا ایک قدم سانسے دجلہ کو عبور کرنے کے لئے کافی ہے میں نے زور سے اسے قسم دی کہ خدا کے لئے ٹھہر کر میری بات سن لے وہ تھہر کر بولا بتاؤ میں نے پوچھا تم کس مذہب پر ہو۔ اس نے کہا "حنیفا مسلما و ما اقامن للمشرکین" میں اس نتیجہ پر پہنچا کہ وہ منقذی المذہب ہے۔ وہ شخص پہلا گیا۔ میں نے دل میں کہا یہ واقعہ حضرت غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے دریافت کروں گا۔ میں آپ کے مدرسہ میں پہنچا تو آپ نے مجھے اندر آنے کا حکم دیا اسے محمد! آج مشرق و مغرب میں میرے بغیر کوئی ولی اللہ منقذی المذہب نہیں ہے یہ کہتے ہی دروازہ بند کر دیا۔

ابو عبد اللہ مومل رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ شیخ ابوالعالی بندادی حنبلی رحمۃ اللہ علیہ سیدنا شیخ محی الدین عبدالقادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس آئے اور کہنے لگے

میرے بیٹے محمد کو ۱۵ ماہ سے بخار نہیں چھوڑتا۔ آپ نے فرمایا اس کے کان میں کہہ دو کہ عبدالقادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں اسے چھوڑ کر حدیث کی طرف مائل ہونا چاہیے۔ جاؤ میں نے ایسے ہی کیا میرا بیٹا صحت مند ہو گیا۔ اور خبر آئی کہ حدیث والوں کو اکثر بخار آنے لگا ہے۔

ابو حفص عمر بن صالح بغدادی اپنی اوتھنی ہانکتے ہوئے حضرت غوث الاعظم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کرنے لگے میں حج بیت اللہ کو جانا چاہتا ہوں اور میری اوتھنی سفر کے قابل نہیں اور بجز اس کے میری کوئی دوسری سوار ہی نہیں جناب غوث الاعظم نے اوتھنی کی پیشانی پر ہاتھ رکھا اور پھر ایک ایڑی لگائی تو اوتھنی بیت اللہ تک کسی سے پیچھے نہیں رہی۔

جب حضرت ابوالحسن ازجی رحمۃ اللہ علیہ بیمار ہوئے تو سیدنا غوث الاعظم رضی اللہ عنہ عبادت کو تشریف لے گئے۔ آپ نے ان کے گھر ایک کبوتری اور ایک قمری بیٹھے دیکھے ابوالحسن ازجی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا یہ کبوتری چھ ماہ سے اٹھ رہی ہے اور یہ قمری ۹ ماہ سے نہیں بولتی آپ نے کبوتری کے پاس کھڑے ہو کر کہا۔ پنے مالک کو فائدہ پہنچاؤ اور قمری کو کہ اپنے نالتق کی تسبیح بیان کرو۔ قمری اس دن سے ایسا بولتی کہ اہل بغداد سن کر معظوظ ہوئے اور کبوتری عمر بھر اٹھ بیٹھے دیتی رہی شریف حسینی موصلی کہتے ہیں کہ میں نے سیدنا عبدالقادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ۱۳ سال خدمت کی ہے میں نے اس طویل عرصہ میں آپ کے بدن پر کبھی بیٹھی نہیں دیکھی اور نہ ہی آپ نے کبھی ناک جھاڑا۔ اور نہ ہی آپ کسی بڑے آدمی کی تعظیم کے لئے کھڑے ہوئے اور نہ کبھی کسی بادشاہ کے پاس گئے ہیں کسی حاکم کے ہچھونے پر نہیں بیٹھے اور کسی بادشاہ کے درتہ خوان پر کھانا نہیں کھایا آپ بادشاہوں اور امراؤ کے فروش فرش پر استراحت کرنا عقوبت خیال کرتے

تھے۔ بعض اوقات آپ کے پاس وزراء اور اکابر آتے تھے آپ اٹھ کر گھر چلے جاتے جب وہ آکر بیٹھ جاتے تو گھر سے آتے تاکہ ان دنیا کے لئے کھڑا نہ ہونا پڑے۔

حضرت ابوالبرکات سے پوچھا گیا۔ کبھی شیخ کے کپڑے پر مکھی بیٹھی ہے تو انہوں نے کہا میں نے نہیں دیکھی جناب غوث پاک نے اپنی مجلس میں فرمایا مکھی میرے پاس کیوں آئے میرے پاس نہ دنیاوی مٹھاس ہے اور نہ اخروی شہد۔ یہ اتوسب کچھ اللہ ہی ہے آپ تقویٰ کا سبق اس استاد سے تازہ کراتے تھے۔

وَمَا يَنْفَعُ الْوَعْرَابَ إِنْ لَمْ يَكُنْ تَقِيًّا
وَمَا فَتْرًا تَقْوَى لِبِسَانٍ مُّعْجَمٍ

اگر تقویٰ نہ ہو تو عربی ہونا کوئی فائدہ نہیں۔ صاحب تقویٰ کو عجمی زبان ضرور نہیں۔

سانپ اور جناب غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ

شافعی جلی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں میں مدرسہ نظامیہ میں جناب غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مجلس میں بیٹھا تھا۔ اس مجلس میں وقت کے اکثر علماء و فقہاء موجود تھے اور آپ کا موضوع عیساں قضا و قدر تھا ایک بہت بڑا سانپ چھت سے گرا اور آپ کی گود میں آ پڑا۔ یہ واقعہ اتنی تیزی سے ہوا کہ حاضرین مجلس بدحواسی میں بھاگ نکلے وہ سانپ بڑی تیزی کیساتھ آپ کے چغے کے اندر گھس کر سارے بدن کے ارد گرد پھرنے لگا اور پھر چھاتی سے نکل کر گلے کے گرد لپیٹ گیا۔ اس واقعہ کے باوجود نہ تو آپ اپنی جگہ سے ہلے اور نہ ہی سلسلہ کلام منقطع کیا۔ چند لمحوں بعد سانپ آرا اور زمین پر آپ کے سامنے کھڑے ہو کر کچھ کہنے لگا جسے ہم نہ سمجھ

کے اور پھر وہ پلا گیا لوگ واپس آ گئے اور آپکی خیریت پوچھی اور معلوم کرنا چاہا کہ اس سانپ نے آپ سے کیا کہا۔ آپ نے فرمایا وہ کہتا تھا کہ میں نے اپنی لمبی زندگی میں بہت سے اولیاء اللہ کو دیکھا ہے مگر آپ جیسا ثابت قدم نہیں دیکھا میں نے اسے بتایا کہ جب تم صحت سے گرتے تو میں قضا و قدر کے موضوع پر گفتگو کر رہا تھا۔ مجھے معلوم تھا کہ تم قضا و قدر کے حکم کے بغیر نہ کر سکتے ہو اور نہ مجھے نقصان پہنچا سکتے ہو میں اس بات کا عملی مظہر بننا چاہتا تھا یہی وجہ ہے کہ میں ثابت قدم رہا۔

سید عبدالرزاق کو خوشخبری

ابن زرعہ طاہر مقدس نے روایت کی ہے کہ میں حضرت غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مجلس میں حاضر ہوا تو وہ فرمایا ہے تھے کہ آج میری گفتگو ان لوگوں کے لئے جو کوہ قاف سے اس پار سے آ کر میری مجلس میں شرکت کر رہے ہیں ان کے قدم ہو میں اور ان کے دل حضرت قدس میں ہیں۔ ہو سکتا ہے کہ شدت شوق سے ان کی ٹوپیاں اور ناک جل جائیں۔ آپ کے صاحبزادے سید عبدالرزاق اس وقت منبر کے پاٹے کے پاس بیٹھے تھے۔ اپنا سر آسمان کی طرف اٹھایا لیکن تھوڑی دیر کے بعد غش کھا کر گر پڑے۔

سید عبدالرزاق آپ کے صاحبزادوں میں سے تھے پورا نام شیخ تاج الدین ابو بکر عبدالرزاق کنیت عبدالرحمن اور النوح تھی خادم کی تحصیل والد ماجد کے مدرسے سے کی عراق میں منصب افتاد پر فائز رہے جناب غوث پاک کے ملفوظات "جلا والحاظر" آپ کی کدو کاوش کا نتیجہ ہے یہ ملفوظات اہل فقر کیلئے سرمایہ حیات ہیں۔ آپ کی آخری آرام گاہ بغداد میں ہے

(سفینۃ الاولیاء - دار الشکوہ)

اور ان کا ناک حل اٹھا۔ آپ نمبر سے نیچے اترے اور بچھایا۔ اور فرمایا۔ عبد الرزاق! تم بھی ان میں سے ہو۔

ابی زرہ کہتے ہیں میں نے عبد الرزاق سے دریافت کیا کہ آپ کو غش کیوں آ گیا تھا۔ آپ نے بتایا میں نے آسمان کی طرف دیکھا تو ہزاروں لوگ سر جھکاٹے نہایت ذوق و شوق میں آپ کا کلام سن رہے ہیں۔ ان حضرت کا سلسلہ افق کے کناروں تک پھیلا ہوا تھا۔ بعض تو اُدھر اُدھر اظہار شوق میں دوڑتے نظر آتے تھے مگر اکثر اپنی جگہ پر کانپ رہے تھے۔

سید نامی الدین جبیلانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے میری خواہش ہے کہ میں اولین زندگی کی طرح بیابانوں اور جنگلوں میں پھرتا رہوں تاکہ نہ میں لوگوں کو دیکھوں اور نہ وہ مجھے دیکھیں مگر اللہ تعالیٰ چاہتا ہے کہ مجھ سے عوام الناس کو نفع پہنچے اس سفر کے دوران میرے ہاتھ پر پانچ سو سے زائد یہودی اور نصاریٰ ایمان لائے تھے اور ایک لاکھ سے زیادہ قرآنوں اور بد معاش لوگ میرے اخلاق سے متاثر ہو کر سچے مسلمان بن گئے۔

ابو محمد مفرح بن بہان بن بزکات ضیبانی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں جب سیدنا شیخ عبدالقادر جبیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی شہرت پھیلنے لگی تو بغداد کے ایک گروہ علماء و فضلاء نے جمع ہو کر مشورہ کیا کہ آپ سے ایک ایک عالم علیحدہ علیحدہ موضوع پر گفتگو کرے آپ کا علماء امتحان لیتا چاہتے تھے چنانچہ وہ یکے بعد دیگرے آپ کی مجلس و عظیم آتے اور سوال کرتے۔ اس دن میں بھی اس مجلس میں حاضر تھا کہ چند علماء مجلس

اس ترقی یافتہ دہائی کی کوئی بڑی بڑی تحریک بھی اصلاح معاشرہ اور تہذیب اخلاق کا اتنا عظیم کام نہیں کر سکی جتنا اس بے وسائل دور میں حضرت غوث الاعظم نے تنہا کیا

میں آکر بیٹھ گئے۔ میں نے دیکھا کہ جناب غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ کے سینے سے نور کی ایک کرن پھوٹ رہی ہے اس کرن کی چمک سے وہ علماء کرام حیران و مضطرب ہو گئے دیکھتے ہی دیکھتے وہ چلا اُٹھے اور اپنے تن کے کپڑے پھاڑنے لگے اور سروں سے پلٹریاں اتار اتار کر زمین پر پھینک دیں۔ اور منبر کے پاس پہنچ کر آپ کے قدموں کے پاس اپنے سر رکھ دیئے اس واقعہ کو دیکھ کر سارے بغداد میں کہرام مچ گیا۔ جناب غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک ایک کو اپنے سینے سے لگاتے پھر اسے کہتے تمہارا سوال یہ تھا اور اس کا جواب یہ ہے۔

جب مجلس ختم ہوئی تو میں نے بعض علماء کرام سے معلوم کیا کہ تمہارا کیا حال ہے انہوں نے بتایا جب ہم مجلس میں بیٹھے تو یوں معلوم ہوا کہ ہم علم سے بالکل بے بہرہ ہیں اور جو کچھ پڑھا تھا وہ سب کچھ سلب ہو گیا ہے پھر جب آپ اپنے سینے سے لگایا تو علم کی روشنیاں واپس آگئیں ہمارے سوالات کے جوابات جو ہمیں دیئے گئے وہ پہلے ہمارے ذہن میں نہیں تھے۔

مجلس میں عراق کا پر مشل شیخ اور علماء کا اجتماع شریف محمد

(بقیہ حاشیہ ص ۷۸) موجودہ دور کے نعرہ باز اصلاح معاشرہ کے جو پروگرام مرتب کرتے ہیں وہ خود اس کی عملی تصویر پیش کرنے سے قاصر ہیں پھر ان دریدہ ذہن لوگوں کے ہاں یہ بات بڑی عام ہے کہ صوفیا کرام نے اصلاح معاشرہ کی طرف کوئی توجہ نہیں کی ایک لاکھ بد معاش اور بد اخلاق انسانوں کو معاشرہ کے لئے مفید اور بہتر ارکان بنا دینا اصلاح احوال کی کیا کم دیں ہے۔ پھر یہ تا ماب لوگ اپنی اخلاقی اصلاح سے دوسروں کے لئے مشعل راہ بن گئے۔

بن ازہر حسینی کی روایت ہے کہ حضرت شیخ سید عبدالقادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مجلس میں عراق کے اکابرین مشائخ اور علماء حاضر ہوئے جن میں شیخ بقار رحمۃ اللہ علیہ شیخ علی بن مہبتی رحمۃ اللہ علیہ شیخ ابوالنجیب سہروردی رحمۃ اللہ علیہ کا نام قابل ذکر ہے میں نے اس مجلس میں شیخ عبدالرحمن طفسونجی کو دیکھا جو بڑی دیر تک خاموش رہے اور کہا کرتے تھے میں جناب غوث پاک کا کلام سننے کے لئے خاموش رہتا ہوں۔ شیخ عدی بن مسافر ایک دائرہ کھینچ کر کھڑے ہو جاتے تھے اور کہا کرتے تھے جس نے

۱۔ شیخ بقار بطور حمتہ اللہ علیہ بڑے باکمال صاحب کشف و شہود بزرگ تھے۔
 ۲۔ جناب غوث پاک کی مجلس سے آپ نے بڑا فیض پایا شیخ ابوالوفار رحمۃ اللہ علیہ کے زید تھے آپ کی نگاہ نے جناب غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مختلف کیفیتوں میں دیکھا تھا آپ کا سال وفات ۵۵۲ھ سے مراد عایہ ملک کے قصبات میں باب نوس میں ہے
 ۳۔ شیخ ابوالنجیب عبدالقادر کالقب ضیاء الدین تھا سلسلہ نسب حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے ملتا ہے سلسلہ طریقت امام غزالی سے ملتا ہے سہروردی سلسلہ تصوف میں منسلک تھے جناب غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مجالس سے بڑا استفادہ کیا تھا بڑے صاحب تعریف تھے آپ کا وصال ۱۲ جمادی الآخر ۵۶۲ھ میں ہوا۔ مزار بغداد میں ہے
 ۴۔ شیخ عدی بن مسافر الشامی النہکاری رحمۃ اللہ علیہ بڑے صاحب کرامت بزرگ تھے۔ جناب غوث پاک کے پیرو مرشد حضرت شیخ حماد ویاس رحمۃ اللہ علیہ حضرت شیخ عقیل سخی رحمۃ اللہ علیہ سے فیضیاب ہوئے شام میں آپ شخصیت مرجع خاص و عام تھی موصل میں آپ کی روحانی درسگاہ تصوف کی ضیاء بازیوں کا منبع تھی۔ یہاں بیٹھے ہی آپ غوث پاک کا بعد اد میں ہوتا ہوا درس سنا کرتے تھے یہی بزرگ ہیں جو جناب غوث پاک کے ہولین سفر حج کے دوران ایک بیابان میں شریک سفر بنے اور کعبۃ اللہ

جناب سید عبدالقادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا کلام سستا ہوا اس دائرہ میں آجکے آپ کے مخلصین اس دائرہ میں چلے جاتے اور جناب غوث پاک کی مجلس کا سارا پروگرام سنتے رہتے بعض اوقات یہ لوگ معہ تاریخ آپ کے کلام کو لکھتے جاتے۔ جب بغداد جا کر مقابلہ کرتے تو لفظ بہ لفظ صحیح پاتے تھے۔ شیخ عدی بن مسافر حیب دائرہ بناتے تو بغداد میں شیخ عبدالقادر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اہل مجلس کو فرمایا کرتے شیخ عدی رحمۃ اللہ علیہ بھی شریک مجلس ہیں۔

ابو عبداللہ محمد بن ابوالفتح ہروری کا بیان ہے کہ ایک دفعہ مجھے سیدنا شیخ عبدالقادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مجلس میں وعظ سننے کا اتفاق ہوا تو آپ اپنے حال میں مستغرق ہو کر فرمانے لگے اگر اللہ تعالیٰ چاہے تو میرا کلام سننے کے لئے ایک سبز پرندہ بھیج سکتا ہے دیکھتے ہی ایک خوبصورت سبز پرندہ آپ کی آستین میں داخل ہوا اور پھر نہ نکلا۔

راوی کا بیان ہے ایک دن مجھے پھر وعظ سننے کا موقع ملا۔ تو میں نے دیکھا لوگوں میں کچھ سستی رونما ہو گئی ہے آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ چاہے تو میری مجلس میں بہت سے سبز پرندے بھیج سکتا ہے یہ کہنا ہی تھا کہ بہت سے سبز پرندے آپہنچے جن کو سارے حاضرین نے دیکھا۔

ایک دن آپ اللہ تعالیٰ کی قدرت کاملہ پر اظہار خیال فرما رہے تھے حاضرین پر آپ کے کلام کا رعب جلال تھا۔ کہ ایک عجیب الخلق پرندہ مجلس کے پاس سے گذرا تو بعض لوگ اس طرف متوجہ ہو گئے آپ نے فرمایا مجھے عزت مہبود کی

(بقیہ حاشیہ ص ۱۴۱ تک ساتھ رہے شیخ عدی رحمۃ اللہ کا وصال ۵۵۷ھ میں

ہوا۔ ابدی آرام گاہ جبل ہنکار یہ میں ہے۔

قسم ہے اگر میں اس جانور کو کہتا کہ ٹکڑے ٹکڑے ہو کر مر جاتا ہوں تو مر جاتا ہوں ابھی آپ نے یہ جملہ ختم نہیں کیا تھا کہ جانور ٹکڑے ٹکڑے ہو کر زمین پر گرے اور مر گیا۔

صاحبزادہ سید سیف الدین عبدالوہاب کا ایک مجلس میں وعظ

ابوصالح سید نصر قاضی القضاة بن سید عبدالرزاق فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے چچا ابو عبداللہ سید سیف الدین عبدالوہاب کو کہتے سنا ہے کہ میں نے بلاد عجم میں ہر قسم کے علوم پر دسترس حاصل کی۔ جب بغداد واپس آیا تو میں نے اپنے والد سے ان کی مجلس میں وعظ کرنے کی اجازت طلب کی آپ کی اجازت سے منبر پر کھڑے ہو کر بہت سے معارف و علوم بیان کئے میرے والد بھی سن رہے تھے اہل مجلس میں سے نہ کسی کا دل نرم ہوا اور نہ کسی کی آنکھ تر ہوئی اہل مجلس نے متفقہ طور پر میرے والد مکرّم کو وعظ کرنے کی فرمائش کی تو آپ منبر پر بیٹھ کر فرمانے لگے۔ کل میں روزہ سے نکلا تو ام بیچی نے میرے لئے اندھے تیار کر کے ایک برتن میں رکھے ایک بلی آئی اور اس نے برتن توڑ دیئے۔ یہ بات سنتے ہی مجلس میں ہاؤ ہو کا شور اٹھا۔ جب مجلس ختم ہوئی تو میں نے پوچھا کہ یہ کیا بات تھی۔ آپ نے فرمایا جب میں منبر پر بیٹھا ہوں تو اللہ تعالیٰ میرے دل پر تجلی فرماتا ہے اور فضل میں زیادتی فرماتا ہے مجھ پر جو انوار و تجلیات آتی ہیں انہیں بیان کرتا جاتا ہوں۔

آپ نے مزید کہا مجھے پروردگار کی قسم جب تک مجھے کہا نہ جائے میں بات نہیں کرتا اور پھر حکم ہوتا ہے اسے عبدالقادر رضی اللہ عنہم نے مجھے گفتگو کا حق دیا ہے تم بات سناؤ میں سنوں گا۔

مجلس میں آئے قارئین و عالمین علیہم السلام کا مع صحابہ رضی اللہ عنہم کے روزہ

سید کبیر المعروف بہ شیخ بقاؤ کا بیان ہے کہ میں ایک دفعہ سید ناغوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مجلس میں وعظ سن رہا تھا کہ آپ قطع کلام کر کے منبر سے زمین پر اتر آئے۔ پھر منبر کے دوسرے زینے پر جا بیٹھے۔ میں نے دیکھا کہ پہلا زینہ اس قدر وسیع ہو گیا کہ حد نگاہ تک پھیل گیا اس پر ریشمی فرش بچھ گیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس پر تشریف فرما ہوئے حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی ساتھ ہی بیٹھے تھے تو اللہ تعالیٰ نے ہمارے شیخ کے دل پر تجلی ڈالی آپ جھکے اور قریب تھا کہ آپ زمین پر گر پڑے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سہارا دیا پھر آپ سمٹنے لگے یہاں تک کہ آپ کا وجود چڑچڑیائی طرح چھوٹا ہو گیا چند لمحوں بعد یہ وجود بڑھنے لگا حتیٰ کہ ایک ہیبت ناک صورت اختیار کر گیا۔ پھر یہ سب کچھ میری نظروں سے اوجھل ہو گیا۔

شیخ بقاؤ رحمۃ اللہ علیہ سے آنحضرت اور صحابہ کی روایت کے متعلق سوال کیا گیا تو آپ نے فرمایا ان کے ارواح عنفہ ہی شکل اختیار کرنے کی قدرت رکھتے ہیں جسے اللہ تعالیٰ ان پاکیزہ اجسام کو دیکھنے کی قوت عطا کر دے وہ انہیں دیکھ سکتا ہے۔ جیسے کہ معراج میں ہوا۔

پھر آپ سے سیدنا عبد القادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے چھوٹے اور بڑا ہونے کے متعلق پوچھا گیا تو فرمانے لگے کہ پہلی تجلی تو ایسی تھی کہ اسے ظہور کے وقت کوئی شخص قائم نہیں رہ سکتا۔ تاوقتیکہ تائید نبوی شامل حال نہ ہو۔ اگر نبی علیہ السلام سہارا نہ دیتے تو آپ گر جاتے دوسری تجلی جلال تھی جس سے آپ چھوٹے ہو گئے اور تیسری تجلی جمالی حیثیت سے تھی جس سے آپ بڑھ گئے۔

ذَالِکَ فَذَلَّلَ اللّٰهُ بُیُوتِیْ مِنْ یَّسَارٍ

لباس و خلعت

ابوالفضل احمد بن قاسم بن عبدان قریشی بغدادی بزاز نے بتایا کہ سیدنا شیخ عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ نہایت نفیس اور گراں لباس زیب تن کیا کرتے تھے ایک دن آپ کا خادم میرے پاس آکر کہنے لگا کہ وہ مجھے ایسا کپڑا دوس کی قیمت ایک دینار گز سے کم نہ ہو۔ میں نے کپڑا دیا اور پوچھا یہ کس کے لئے چلے ہو تو اس نے شیخ سید عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ کا نام لیا تو میں نے حیرت سے کہا اتنا قیمتی لباس تو خلفاء بھی نہیں پہن سکتے ابھی یہ خیال دل میں آیا ہی تھا کہ میرے پاؤں میں ایک کیا چھت گئی جس کے درد سے شدید مضطرب ہو گیا لوگوں نے نکالنے کی کوشش کی مگر ناکام رہے میں نے چلاتے ہوئے کہا مجھے جناب غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ کے پاس لے چلو! جب مجھے وہاں لے جایا گیا تو آپ نے مجھے دیکھتے ہی فرمایا اول میں بہ گمانی کیوں کرتے ہو۔ خدا کی قسم یہ کپڑا میں نے اس لئے پہنا ہے کہ مجھے حکم ہوا ہے۔

زائرین کیلئے خوشخبری

سید ابوصالح فرماتے ہیں کہ میرے والد سید تلج الدین عبدالرزاق اور میرے چچا سید سیف الدین عبدالوہاب (جو سیدنا عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ کے بیٹے تھے) فرمایا کرتے تھے کہ شیخ سید عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ جس نے مجھے دیکھا وہ زیادہ خوش نصیب ہے جس نے میرے دیکھنے والے کو دیکھا وہ بھی خوش نصیب ہے اور جس نے دیکھنے والے کے دیکھنے والے کو دیکھا وہ بھی خوش بخت ہے۔ وہ شخص کتنا کم نصیب ہے جس نے مجھے نہیں دیکھا۔

حسین بن منصور علاج اور جناب شاد اعظم رضی اللہ عنہ

ابوالقاسم رضی اللہ تعالیٰ عنہ بزاز فرماتے ہیں کہ سیدنا عبد القادر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ حسین بن علاج رحمۃ اللہ علیہ سے لغزش ہوئی اس زمانہ میں کوئی ایسا مرد حق نہیں تھا جو انہیں سہارا دیتا۔ اگر میں ان کے زمانہ میں ہوتا تو ان کی ضرورت دستگیری کرتا۔ میں ہر شخص کی دستگیری کرتا ہوں گا جن کے ہاتھ میرے کسی مرید دوست یا محبوب تک پہنچے۔ آپ نے مزید فرمایا اگر اللہ تعالیٰ مجھے اور قربت دیتا تو میں اپنے پروردگار سے وعدہ لیتا کہ میرے ہر مرید کی توبہ قبول کر لی جائے۔

۱۔ حضرت شیخ حسین بن منصور علاج کی کنیت ابو الغیث ووطن بینکے فارس تھا آپ پر مکر غالب رہتا تھا۔ آپ کے مرتبہ و مقام کے بارے میں مشائخ و علماء میں بڑا اختلاف پایا جاتا ہے آپ کے مرشد شیخ عمرو بن عثمان مکی ابو یعقوب علی بن سہیل اصفہانی آپ کو تنقیدی نقطہ نگاہ سے دیکھتے تھے اور آپ کو جادوگر جانتے تھے مگر شبلی رحمۃ اللہ علیہ عطاء رحمۃ اللہ علیہ شیخ عبد اللہ خفیف رحمۃ اللہ علیہ شیخ ابوالقاسم نصیر آبادی رحمۃ اللہ علیہ شیخ ابوسعید بن النخیر رحمۃ اللہ علیہ شیخ الاسلام خواجہ عبداللہ انصاری رحمۃ اللہ علیہ شیخ ابوالقاسم گرگانی رحمۃ اللہ علیہ مولوی رومی رحمۃ اللہ علیہ اور شیخ مخدوم علی البجوری رحمۃ اللہ علیہ کشف المحجوب وغیرہ آپ سے حسن اعتقاد رکھتے تھے اور آپ کو مجبور پایا۔ حضرت داتا گنج بخش نے تو کشف المحجوب میں لکھا ہے۔

میں آپ کا معتقد ہوں مگر اس کے ساتھ ہی اس نتیجہ پر پہنچاؤں کہ ان کی بابت ان کی شان کے لائق نہیں ہیں۔
(باقی اگلے صفحہ پر)

جناب غوث پاک کے خادم کا حیرت انگیز واقعہ

سیدنا غوث پاک کے ایک خادم کو ایک رات ستر بار احتلام ہوا اور ہر دفعہ ایک ایسی عورت سے جماع کی صورت پیش آئی جس سے پہلے نہیں کیا تھا۔ صبح آپ سے شکایت کرنے کی غرض سے حاضر مجلس ہوا تو آپ اس کے کہنے سے پہلے ہی فرمایا رات کے واقعہ سے خوف زدہ ہونے کی ضرورت نہیں۔ میں نے لہجہ محفوظ پر نگاہ ڈالی تو تمہاری تقدیر میں ستر بار زنا لکھا تھا۔ جب میں نے اللہ کے حضور معافی کی درخواست کی تو یہ حالت بیداری حالت خواب میں بدل دی گئی۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۷۸) حضرت خواجہ پارسا رحمۃ اللہ علیہ نے فصل الخطاب میں لکھا ہے کہ جو لوگ حضرت جنید بغدادی کو منصور حلاج کے قتل پر فتویٰ دینے والوں میں شمار کرتے ہیں وہ غلطی پر ہیں یہ بات روایت سے بعید ہے کیوں کہ حضرت جنید بغدادی واقعہ قتل سے بارہ سال قبل وفات پا چکے تھے آپ پر جو کچھ گذری وہ جذبہ عشق کی ناقابل برداشت فراوانی کا نتیجہ تھا۔ مولانا جامی ایسی کیفیت کو یوں بیان کرتے ہیں۔

بس کہ در جان نگار و سینہ زارم توئی
ہر چہ پیدامی شود از روز ز پدزم توئی
ایک اور عارف کا قول ہے۔

جو در خانہ دل بغیر از تو کس نیست
بہر شکل آئی تو باشی بدانم
ابوسعید ابوالخیر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

شہج حلاج آن ہنگ دریا
روز یکہ "عن الحق" سے گفت
کہ دانہ جان از ہنہ تن کرد جدا
منصور کجا بود؟ خدا بود خدا

آپ کا حادثہ قتل بغداد کے باب الطاق میں ۲۵ شنبہ ۲۵ ذی الحجہ ۲۰۹ھ کو ہوا

مدرسہ بغداد کا دروازہ - در رحمت

عیسے بن عبداللہ بن قیسار کہتے

ہیں کہ میں نے سیدنا شیخ عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ کو کہتے سنا کہ میرے پروردگار نے مجھ سے وعدہ کیا ہے کہ جو مسلمان میرے مدرسہ کے دروازے کے سامنے سے گزرے گا۔ اسے عذابِ قبر میں تخفیف ملے گی۔ ایک دفعہ میں آپ کی خدمت میں بیٹھا تھا تو ایک شخص نے آکر عرض کی کہ ”باب الاذنح“ کے پاس چند دن ہوٹے ایک میت کو دفنایا گیا تھا۔ آج اس قبر سے چلانے کی آوازیں آتی ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ اس نے مجھ سے خرچہ لیکر پینا تھا۔ لوگوں نے کہا معلوم نہیں پھر آپ نے فرمایا کبھی میری مجلس میں حاضر ہوا لوگوں نے لاعلمی کا اظہار کیا۔ آپ نے فرمایا بڑا بد بخت اور زیادتی کرنے والا انسان تھا۔ تھوڑی دیر کے لئے آپ مراقبہ میں چلے گئے اور سہراٹھایا فرمانے لگے۔ اللہ کے فرشتے گواہی دیتے ہیں کہ اس شخص نے زندگی میں میری زیارت کی تھی اور حسن ظن رکھا کرتا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے میری سفارش پر اپنی رحمت نازل کر دی ہے۔ اس کے بعد رونے کی آوازیں بند ہو گئی۔

شیخ ابو محمد سید عبدالجبار بن سیدنا شیخ عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ راوی ہیں۔ کہ جب میری والدہ کسی تاریک مکان میں داخل ہوئیں تو ان کے سامنے ایک شمع روشن آجاتی جس سے مکان روشن ہو جاتا ایک رات میرے والد ایسی حالت میں آئے اور جب آپکی نگاہ روشن شمع پر پڑی تو وہ گل ہو گئی۔ آپ نے بتایا۔ جس نور کو تم دیکھتی ہو وہ شیطان تھا۔ جو میری خدمت کرتا تھا۔ مجھے دیکھ کر وہ بھاگ گیا ہے اب تمہاری رہنمائی نورِ رحمانی سے ہوگی میں ہر ایک کو نورِ رحمانی کی مشعل عطا کرتا ہوں جسے میرے ساتھ نسبت ہو یا میری اس پر نظرِ شفقت ہو۔

میری والدہ کا بیان ہے۔ اس کے بعد جب کبھی میں اندھیرے میں جاتی

تو وہ آندھیرا چاند کی چاندنی سے دُور ہو جاتا۔

غوث الاعظم سے دستگیری

شیخ ابو الحسن علی خبار رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں۔ میں نے شیخ ابوالقاسم عمر نواز سے سنا کہ حضرت غوث الاعظم رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے کہ جو شخص مصیبت کے وقت میرے ذریعہ سے فریاد کرے گا اس کی مصیبت ٹل جائے گی جو شخص مصائب کے وقت میرا نام پکائے گا۔ مصائب کے بادل اس سے ہٹ جائیں گے۔ اور جو شخص اس طریقہ پر دو رکعت نماز ادا کرے گا۔ اس کی ہر حاجت پوری ہوگی ہر رکعت میں فاتحہ کے بعد گیارہ بار سورہ اخلاص پڑھے اور سلام کے بعد گیارہ بار حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھے پھر عراق کی طرف منہ کر کے گیارہ قدم چلے اور میرا نام لے کر پکائے اور اپنی حاجت کا بھی خیال رکھے تو بحکم خدا وہ حاجت برائے گی۔

بعض روایتوں میں آپ کے دو اشعار پڑھنے بھی ضروری ہیں۔

أَيُّدُرِّيُّنِي ضَيْمٌ وَأَنْتَ ذَخِيرَتِي ! وَأَظْلَمُ فِي الدُّنْيَا وَأَنْتَ يُصْرِي

دَعَاؤُ عَلَى حَامِي أَنَّمَا وَهُوَ مُنْجِدِي إِذَا ضَاعَ وَالْبَيْدُ عَقَالٌ لِعَبِيرِي

کیا مجھ پر ظلم ہو سکتا ہے۔ جب آپ میرے ذخیرے ہو؟ جب آپ میرے مددگار ہیں کیا دنیا میں مجھ پر ظلم ہو سکتا ہے جیرا گاہ کے حامی کے لئے اس اور نہ کا گم ہو جانا باعث عار ہے جس کا راستہ گم ہو گیا ہو۔

شیخ منصور واسطی علیہ رحمۃ اللہ کی وصیت

المعروف جراحہ رحمۃ اللہ علیہ کہا کرتے تھے میں حضرت شیخ سید عبدالقادر کی خدمت میں بیٹھا تھا اور آپ کچھ لکھ رہے تھے چھت سے کانڈ پر مٹی گری جسے آپ نے جھاڑ دیا۔

پھر گری پھر صبا ڈویا۔ اس طرح تین بار واقعہ ہوا جو تھی دفعہ آپ نے چھت کی طرف دیکھا تو ایک جوہیا مٹی گرانے میں مشغول ہے۔ آپ نے فرمایا خدا کرے تیرا سر اڑ جائے اسی وقت اس کا سر ایک طرف جا پڑا۔ آپ نے لکھنا چھوڑ دیا اور رو پڑے میں نے عرض کی آپ کیوں رو پڑے تو آپ نے فرمایا میں ڈرتا ہوں کہ کسی مسلمان کے ہاتھوں مجھے اذیت پہنچے تو اس کا حشر بھی ایسا ہی نہ ہو۔

عمر بن مسعود بزاز فرماتے ہیں کہ ایک دن سیدنا عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ اپنے مدرسے میں وضو فرما رہے تھے ایک چڑھی نے آپ پر بیٹھا کر دی۔ آپ نے سر اٹھا کر دیکھا تو وہ زمین پر پڑی تڑپ رہی تھی۔ وضو سے فارغ ہو کر وہ داغ دھویا اور کپڑا اتار کر مجھے دے دیا اور فرمایا اسے کسی غریب کو دے دینا۔

مجلس وعظ کی کیفیت

عبد اللطیف بن احمد فرماتے ہیں کہ

ایک دن سیدنا شیخ عبدالقادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ وعظ فرما رہے تھے تو لوگ بے توجہی کا مظاہرہ کرنے لگے آپ نے آسمان کی طرف نگاہ کی اور فرمایا۔

إِنِّي أَشَدُّ يَبَاهًا عَلَىٰ جَدِّ سَيِّ
إِنِّي نَعْبُرُ اللَّهُ مَاءً وَوَالْبِكَاسِ

لَا تَسْقِيَنِي وَحَدِيثِي فَمَا عَوْرُوتِي
أَنْتَ اللَّهُرِيمُ وَهَلْ تَحْلِقُ تَكْرُمًا

میں تمہا جاہ محبت پینا نہیں چاہتا اور اپنے منشیوں میں بخل کی عادت نہیں ڈالنا چاہیے تو کرم ہے اور تیرے کرم کا تقاضا ہے کہ کوئی منشین اس دور سے محروم نہ رہے۔ یہ اشعار آپ نے اس سوز سے پڑھے کہ مجمع میں ایک وجہ طار کو بو گیا اور چند اشخاص تاب ذوق نہ لائے ہوٹے مر گئے۔

ابن سقاک حکایت
عبداللہ بن علی حصروں تسمی الشافعی رحمۃ اللہ علیہ

بیان کرتے ہیں کہ میں تحصیل علم کے لئے بغداد آیا۔ اور مدرسہ نظامیہ میں داخلہ لیا۔
ابن صفامیرے ہم جماعت اور ہم سبق تھے ہم دونوں عبادت کرتے اور اہل اللہ
کی زیارت کے لئے نکل جاتے بغداد میں ایک شخص کے متعلق یہ شہرت تھی
کہ وہ غوث وقت ہے اور حیب چاہتا ہے ظاہر ہوتا ہے۔ اور حیب چاہتا ہے
غائب ہو جاتا ہے۔

چنانچہ

اس شخص کو ملنے کے گئے۔ راستہ میں ابن سقائے کہا کہ آج میں اس سے ایک
ایسا عملی مسئلہ پوچھوں گا۔ جس کا وہ جواب نہیں دے سکے گا۔ میں نے کہا میں
ایک مسئلہ پوچھوں گا دیکھئے اس کا کیا جواب دیتا ہے؟ شیخ عبدالقادر رضی
اللہ عنہ فوراً کہنے لگے معاذ اللہ! میں تو ان سے کوئی مسئلہ پوچھوں گا ہی نہیں
بلکہ مجلس میں بیٹھ کر فیض زیارت اور فیض صحبت ہی حاصل کروں گا۔ جب ہم تینوں
ان کے مکان پر پہنچے تو دیکھا کہ وہ وہاں موجود نہیں تھے۔ تھوڑی دیر کے بعد
انہیں وہاں بیٹھے پایا تو انہوں نے ابن السقاء کو قہراً لوہ نظروں سے دیکھا اور غصہ سے
فرمایا ابن سقاء! اے اہل بھلائی! کہے تو مجھ سے ایسا مسئلہ پوچھتا ہے۔ جس کا
میرے پاس کوئی جواب نہیں کان کھول کر سنو وہ مسئلہ یہ ہے اور اس کا جواب
یہ ہے میں دیکھ رہا ہوں "کفر کی آگ تیرے سینہ میں شعلہ زن ہے۔"

اس کے بعد انہوں نے میری طرف متوجہ ہو کر فرمایا عبد اللہ! تو مجھ سے
اس لئے مسئلہ دریافت کرتا ہے کہ میں کیا جواب دوں یہ مسئلہ یوں ہے اور اس
کا جواب یہ ہے مگر تمہاری سو ادبی سے دنیا تیرے دونوں کانوں تک آجائے گی
بعد ازاں سید عبدالقادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف متوجہ ہوئے اور اپنے پاس
بیٹھا کر نہایت احترام کیا اور فرمایا عبد القادر! تم نے ادب کی وجہ سے اللہ اور

اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو راضی کر لیا ہے میں دیکھتا ہوں کہ ایک وقت آئیگا جب تم بغداد کے منبر پر بیٹھے وعظ کر رہے ہوں گے اور اعلان کر دو گے۔

قَدْ حَىٰ هَذِهِ عَلَىٰ سَائِقَتِكُمْ كُلِّ دَلِيٍّ اللَّهُ

میں یہ بھی دیکھ رہا ہوں کہ اس وقت کے تمام اولیاء اللہ تمہاری عظمت کا اعتراف کریں گے اور اپنی گردنوں کو جھکا دیں گے۔ یہ بات کہتے ہی وہ یکدم غائب ہو گئے اس کے بعد وہ نظر نہیں آئے۔

اس واقعہ کے بعد سیدنا عبد القادر رحمۃ اللہ علیہ قرب الہی کے آثار ظاہر ہونے لگے۔ اور عوام جوق در جوق آپ کے پاس آنے لگے۔ اور میں نے آپ کا اعلان اپنی زندگی میں سنا۔ جب وقت کے سارے ولیوں نے گردنیں جھکا دیں تھیں۔ ابن سقا علوم شرعیہ میں ایسا مستغرق ہوا کہ وقت کے اکثر فقیہ اور علماء اس کی قابلیت کا لوہا ماننے لگے وہ علم مناظرہ میں اس قدر حادی تھا کہ اپنے مد مقابل کو ساکت کر دیتا۔ ساتھ ہی ساتھ وہ فصاحت اور وقار میں مشہور زمانہ ہو گیا عباہی خلیفہ نے اسے اپنے خاص معاصروں میں داخل کر لیا۔ اور شہنشاہ روم کی طرف اسے سفیر بنا کر روم بھیج دیا۔ جہاں اس نے شامی دربار میں نصاریٰ علماء کو ایک منظرے میں ساکت کر دیا۔ بادشاہ کے دل میں اس کی قدر اور بڑھ گئی ایک دن وہ بادشاہ روم کی جوان حسین لڑکی کو دیکھ کر دل سے بیٹھا اور بادشاہ کو نکاح کی درخواست کی بادشاہ نے اسے کہا اگر تم عیسائیت قبول کر لو تو مجھے کوئی عذر نہیں وہ اسلام سے دستبردار ہو کر عیسائی بن گیا۔ اب اسے غوث پاک کا کلام یاد آیا یہ سارا قصہ ان کی بددعا کا نتیجہ ہے۔

راوی کہتا ہے میں دمشق میں آیا سلطان نور الدین رحمۃ اللہ علیہ شہید

۱۔ سلطان نور الدین شہید تاہک خاندان کا وہ بہادر جرنیل تھا۔ (اگلے صفحہ پر)

مجھے محکمہ اوقاف کا سربراہ مقرر کر دیا۔ اور دنیا میری طرف متوجہ ہوئی۔ یہ تھے غوث
پاک کے مشائخ!

نعمت خداوندی پر آپ کے خیالات | شیوخ کی ایک جماعت

نے یوں روایت کی ہے کہ شیخ ابو محمد عبدالرحمن طفسوی نے حضرت امام علیہ نے ایک دفعہ
منبر پر بیٹھے۔ دوران وعظ فرمایا میں انسانوں میں اسی طرح بلند گردن ہوں جس طرح
پرندوں میں کلنگ ہوتا ہے۔ لہذا مرے جس مرید کا بوجھ زیادہ ہو اسے میں اپنی
گردن پر رکھوں گا۔ اس مجلس میں ایک صاحب حال بزرگ بھی موجود تھے ان کا
نام شیخ ابوالحسن علی بن احمد حسینی تھا۔ اپنی ٹٹ سے ایک طرف رکھتے ہوتے کتے
لگے میں آپ سے کشتی کرنا چاہتا ہوں۔ شیخ عبدالرحمن اس کی یہ بات سن کر
چپ ہو گئے اور اپنے مریدوں سے فرمانے لگے میں نے اس شخص کا ایک بال
بھی عنایت الہی سے خالی نہیں پایا پھر آپ نے جو خود ایک دفعہ تار حسین سے
دو بارہ زرب تن نہیں کروں گا بھر اپنی بیوی کو پکار کر کہا۔ وہ طہ اکون پتہ راؤ۔ وہ اس

بقیہ حاشیہ ۸۱ جس نے صلیبی جٹوں کے لئے عیسائی دنیا کے دروازے کو کھولا
دی اور آگے چل کر کسی خاندان کے سلطان صلاح الدین ایوبی نے اسے نئے نور و شہادت
کو خاک میں مل کر رکھ دیا۔ نور الدین زنگی جو متقی اور باور بدشاہ تھا۔ شہادت
میں نور الدین نے سلطنت کی بنیاد رکھی اور مصر و شام کو فتح کر کے عرب و روم سے
مورن تک سلطنت سر بہ بھاری کی۔ اس کا ایک جزیہ مشیر کو فتح منہ بنا۔
اتالیخ مسلم

نصفین کے لئے ایچ کو داغہ پین لین اس صا عبد حال نہ بنا

مقام سے بہت دور تھیں وہ کپڑے آئیں۔

شیخ عبدالرحمن نے آپ سے دریافت کیا تمہارا شیخ طریقت کون ہے انہوں نے جواب دیا جناب غوث الاعظم سید عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ انہوں نے فرمایا جناب غوث کے نام کو اس زمین پر تو بڑی شہرت حاصل ہے مگر میں اللہ کے دروازے پر ہمیشہ رہتا ہوں انہیں وہاں آتے جاتے نہیں دیکھا۔ حالانکہ مجھے وہاں چالیس سال کا عرصہ گزر گیا ہے۔ حضرت شیخ سیدنا عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ نے اسی وقت بغداد میں بیٹھے بیٹھے یہ بات سنی اور اپنے احباب میں سے عباد بواب مظفر جمال عبدالحق اور عثمان صریضنی کو کہا طفسوخ کو جناب اور راہ میں تمہیں شیخ کے مریدوں کی ایک جماعت آتے ملے گی اور انہیں ساتھ واپس لیجانا۔ شیخ عبدالرحمن کی خدمت میں میرا سلام کہنا اور بتانا کہ آپ ابھی درکات میں ہیں وہاں رہنے والا شخص اس شخص کو کس طرح دیکھ سکتا ہے۔ جو خاص حضوری میں ہو حضوری والا مخدوع والے کو نہیں دیکھ سکتا میں مخدوع میں ہوں اور باب السمر سے داخل ہوتا ہوں۔ اور اسی سے نکلتا ہوں۔ اگلے آپ مجھے آتے جاتے کیسے دیکھ سکتے ہیں۔ میری اس بیان کی سچائی کی دلیل وہ خلعت ہے جو آپ کو فلاں دن بارگاہ الہی سے ملی تھی وہ میرے ہاتھ سے ہی بھیجی گئی تھی وہ خلعت رضاعتھی دوسری بات یہ ہے کہ فلاں بزرگی فلاں رات جو آپ کو عنایت ہوئی تھی۔ وہ میرے ہاتھ سے ہی تھی وہ مقام فتح آپ کو نصیب ہوا تھا۔ درکات کے مقامات پر آپ کو بارہ ہزار اولیاء کی موجودگی میں خلعت پہنائی گئی تھی اور سبز رنگ کی قبا پر سورہ اخلاص کے میل بوٹے تھے اور وہ بوٹے میرے ہاتھ کے بنے ہوئے تھے۔

یہ قافلہ راہ میں ملا تو واپس شیخ عبدالرحمن کے پاس پہنچا اور حضرت شیخ سید عبدالقادر کا پیغام پہنچا یا۔ انہوں نے فرمایا شیخ سچے ہیں وہ صاحب سلطان الوقت

اور صاحب تعریف ہیں۔

شیخ علی بن مہدی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ ایک دفعہ میں سید عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت کیلئے بغداد گیا تو دیکھا کہ آپ صبح کی نماز مدرسہ کی چھت پر ادا کر رہے ہیں۔ میری نگاہ جنگل کی طرف اٹھی تو وہاں رجال الغیب کی چالیس صفیں کھڑی ہیں ہر صف میں چالیس آدمی ہیں میں نے انہیں کہا تم لوگ بیٹھے کیوں نہیں وہ کہنے لگے جب تک جناب غوث پاک نماز ختم کر کے ہمیں بیٹھنے کی اجازت نہ فرمائیں گے ہم نہیں بیٹھ سکتے۔ کیونکہ آپ کا قدم ہماری گردنوں پر ہے جب آپ نماز سے فارغ ہوئے تو تمام رجال الغیب آگے بڑھے اور دست بوسی کر کے سلام کہتے جاتے تھے۔

ایک دن شیخ صدقہ بغدادی رحمۃ اللہ علیہ سیدنا شیخ محی الدین رحمۃ اللہ علیہ کے مسافر خانہ میں قیام پذیر ہوئے۔ تو دیکھا کہ سینکڑوں مشائخ اور علماء آپ کے منتظر کھڑے ہیں تاکہ آپ دعوت فرمائیں جب سیدنا عبدالقادر منبر پر آ کر بیٹھے تو آپ خاموش رہے اور قاری کو قرآن پڑھنے کا حکم بھی نہ دیا۔ لوگوں میں اس خاموشی سے وحید آگیا۔ شیخ صدقہ رحمۃ اللہ علیہ نے دل میں خیال کیا کہ نہ اپنے ارشاد فرمایا اور نہ ہی قاری نے کچھ پڑھا تو یہ وجدان کیسا ہے؛ آپ نے میری دلی کیفیت معلوم کر لی اور فرمایا: بھائی میرا ایک بھائی بیت المقدس سے ایک قدم میں یہاں پہنچا ہے۔ اور یہ ہے ہاتھ پر تائب ہوا ہے اور حاضرین ابھی اسکی زیارت کر رہے ہیں۔ صدقہ کے دل میں پھر خیال آیا کہ جو شخص ایک قدم میں بیت المقدس سے بغداد پہنچ سکتا ہے اسے تائب ہونے کی ضرورت کیا ہے۔ آپ نے فرمایا تو یہ اس بات کی ہے کہ آئندہ بھی ہوا میں ہلکے سے گا۔ اس نے ابھی اللہ کی محبت کا راستہ سیکھنا

۱۔ ابو الفرج کبیت والد کا نام شریف حسین تھا۔ بغداد میں مستقل رہائش پذیر ہے جناب غوث پاک کی مجلس سے استفادہ کرتے تھے حضرت شیخ صدقہ بغدادی کا سن وفات ۷۸۷ھ ہے

ہے پھر آپ نے فرمایا "میرری تلوار مشہور ہے اور میری کمان پر ہر وقت چلے چڑھے ہاں ہاں ہے
میرے تیروں کا نشانہ خطا نہیں جاتا۔ میرا نیزہ تیز اور سیدھا ہے میرا گھوڑا چاک
وچو بند ہے میں اللہ کی روشن کی ہوئی آگ ہوں میں احوال کو سلب کر سکتا
ہوں ایک بحر بے کنار ہوں۔ محفوظ ہوں۔ محفوظ ہوں۔"

اے صائم الدھر انسانو! اے شب زندہ دار زاہدو! اور اے اہل الجبل
یا در کھو تمہارے پہاڑ ریزہ ریزہ کر دیئے جائیں گے اور گرجا والو! تمہارے گرجے
منہدم کر دیئے جائیں گے خدا کے حکم پر تسلیم خم کر دو۔ میں اللہ کا ایک امر ہوں!
اے راستہ چلنے والو! اے بہادر و! اے ایدالو! اے رکو! اے اور ایسے سمندر
سے فیض حاصل کرو جو بے کنار ہے۔

مجھے اللہ تعالیٰ بشارت دیتا ہے۔ اے عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ! میں تمہاری
بات سنتا ہوں تمہیں میری قسم ہے کھا۔ میری حق کی قسم ہے پی! اور میری عظمت
کی قسم ہے بات کر۔ تجھے میں نے ہر خطہ سے محفوظ رکھا ہے۔
جب آفتاب طلوع ہوتا ہے تو مجھے جھک کر سلام کرتا ہے، سارے دن کے
واقعات عالم کی مجھے خبر دیتا ہے کوئی مہینہ شروع ہوتا ہے تو مجھے سلام کرتا ہے۔
اپنے حادثات کی اطلاع دیتا ہے۔ صبح مجھے سلام کرتی ہے اور اپنے حوادث کی خبر
دیتی ہے مجھے اپنے رب کی عزت کی قسم ہے کہ نیک بخت اور بد بخت میرے
سامنے پیش کئے جاتے ہیں۔ اور میری نگاہ لوح محفوظ پر ہوتی ہے میں اللہ کے
علوم و مشاہدات کے سمندر میں کاتیرا ہوں۔ تمہارے لئے اللہ کی محبت ہوں
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نائب ہوں زمین میں ان کا وارث ہوں۔ انسان
اور جن سب کے مشائخ ہوتے ہیں مگر میں شیخ الکمل ہوں۔
شیخ علی بن ابی قیس مسرؤ فرماتے ہیں۔ میں ایک دفعہ سیدنا شیخ

عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ معروف کرخی رحمۃ اللہ علیہ کی قبر کی زیارت کی تو آپ نے فرمایا۔ السلام علیک اے شیخ معروف! آپ ہم سے ایک درجہ بلند ہیں کچھ عرصہ کے بعد ہم پھر زیارت کو گئے۔ تو آپ نے فرمایا۔ السلام علیک اے شیخ معروف! ہم آپ سے دو درجے بلند ہیں۔ شیخ معروف کرخی کی قبر سے آواز آئی
وعلیک السلام اے یاسید اہل الزماں!

اس کتاب میں ہم چالیس حکایات مبارکہ جو آپ کے کمال اور خوارق عادت پر دلیل تھیں۔ ضبط تحریر میں لائے ہیں اللہ تعالیٰ ہمیں آپ کے علوم و برکات سے بہرہ ور فرمائے بہت سے شیوخ نے متصل اسناد سے بیان کیا ہے کہ ہر صاحب حال کسی زمانے میں بھی جناب غوث الاعظم رضی اللہ عنہ کی کرامت دیکھنے کا ارادہ کرتا تھا دیکھ لیتا تھا۔ آپ کی کرامت کا فیض قیام قیامت اہل دل کے لئے

۱۔ کنیت ابو محفوظ اسم گرامی معروف والد ماجد کا نام بیروز یا فرورزاں تھا۔ شروع میں اپنے آبائی دین آتش پرستی پر قائم تھے امام علی بن موسیٰ رضا رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر مشرف بہ سلام ہوئے حنفی المشرک تھے۔ آپ نے جو کچھ حاصل کیا امام علی رضا رضی اللہ عنہ سے تعلق خاطر کی بنا پر حاصل کیا آپ کی درباری کا شرف بھی آپ کو ہی تھا۔ ظاہری علوم میں حضرت امام اعظم کے شاگرد حضرت داؤد طائی رحمۃ اللہ علیہ سے فیض حاصل کیا۔ اور حبیب راعی رحمۃ اللہ علیہ جو حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کے مرید تھے۔ بڑی ارادت رکھتے تھے حضرت داتا گنج بخش علی ہجویری کشف المحجوب میں فرماتے ہیں "حضرت معروف کرخی رضی اللہ عنہ کے مناقب و فضائل کا کوئی حد و حساب نہیں علوم میں آپ قوم کے مقتدا و اور سردار ہیں آپ ۲۰ مجرم الحرام ۲۲۰ سالہ میں اصل حق ہوئے مزار عالیہ بغداد میں مرجع خاص عالم ہے

کھلا ہوا ہے۔

واقعات و کوائف متفرقہ

ایکے دونوں صاحبزادگان سید عبدالرزاق رحمۃ اللہ علیہ اور سید عبدالوہاب رحمۃ اللہ علیہ اس روایت میں متفق ہیں کہ شیخ بقلا ایک جمعہ کے دن علی الصبح ہمارے والد مکرم کے مدرسہ میں آئے اور پوچھا کیا آپ جانتے ہیں کہ میں صبح کیوں آیا۔ پھر خود ہی فرمانے لگے کہ گزشتہ رات مجھے ایک ایسا نور کا سرچشمہ اور منیج کہاں سے تو مجھے سیدنا عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی شخصیت دکھائی دی۔ نیز یہ ارادہ لیکر آیا ہوں کہ اس حقیقت کو معلوم کر سکوں اب میں اس نتیجہ پر پہنچا ہوں کہ یہ نور آپ کے شہود کا نور تھا۔ جو آپ کے نور قلب سے ملکر کائنات کی روشنی کا سبب بن گیا۔ میری نگاہ نے دیکھا کہ کوئی فرشتہ ایسا نہ ہو گا جو کائنات ارضی پر نہ اترتا ہو اور اس نے آپ سے مصافحہ نہ کیا ہو۔ فرشتوں کی اصطلاح میں اس کیفیت کا نام شاہد و شہود ہے۔

اشعار و آیات

ایک دن صاحبزادگان نے حضرت شیخ سید عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے دریافت کیا کہ آپ نے صلوة الرغائب والکرلی ہے۔ تو آپ نے یہ اشعار پڑھے۔

اِذَا نَظَرْتُ عَلَيَّ وَجُوهُ جَنَائِي
وَجُوهُ اِذَا مَا سَفَرْتُ عَنْ جَنَائِيهَا
فَقَلْبِكَ صَلَاتِي فِي لَيْلِي الرِّغَائِبِ
اَنْصَاءُ تَلَمَّهَا لَكَ اِنْ مِنْ كُلِّ جَانِبِ

جب میری نگاہیں احیاب کے درخشندہ چہروں کو دیکھ لیتی ہیں تو یہ صلوة

(باقی اگلے صفحے پر)

حُرِمَتْ الرِّضَا نَ لَمَّا كُنَّ بِأَذِلَّةٍ
أَشَقُّ صَفُوفِ الْعَارِفِينَ بِعِزَّتِهِ
وَ مَنْ لَمَّا يُونَ الْحُبِّ مَا يَسْتَحِقُّهُ
إِذَا حَمَّ شَجَعَانُ الْوَعْيَى بِالْمَفَاكِبِ
تَتَعَلَّقُوا بِالْحَبِيبِ فَوْقَ تِلْكَ الْمَرَاتِبِ
نَدَاكَ الَّذِي لَمْ يَأْتِ قَطًّا بِوَجِبِ

تشریف ابو عبداللہ حسین بغدادی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ایک دن شیخ
عبدالقادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مجلس میں حاضر ہوا تو آپ کی مجلس میں اس دن دس
ہزار آدمی پہلے سے ہی موجود تھے۔ شیخ علی بن ہبیبی رحمۃ اللہ علیہ آپ کے سامنے
تشریف فرما تھے۔ تو انہیں اونگھ سی آگئی شیخ نے دیکھ کر لوگوں کو حکم دیا کہ
غاموش ہو جاؤ لوگ اس طرح خاموش اور ساقط ہو گئے کہ ان کی سانس کی حرکت
کی آواز کے بغیر کچھ سنائی نہ دیتا تھا پھر آپ منبر سے اتر کر شیخ علی ہبیبی کے سامنے
ادب سے کھڑے ہو گئے اور بڑے غور سے انہیں دیکھنے لگے۔ جب شیخ علی ہبیبی
جاگے تو آپ نے پوچھا کہ کیا آپ نے میرے آقا و مولا بناب رسالت تاملت حضرت
محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا ہے انہوں نے کہا۔ ہاں! آپ
نے فرمایا۔ میں اسی لئے اور باکھڑا رہا پھر آپ نے دریافت کیا آپ نے

(بقیہ حاشیہ ص ۸۷) الرغاب سے ان چہروں کے جمال جہاں تاب سے کائنات
کا ذرہ ذرہ روشن ہو جاتا ہے مقام رضا میرے لئے حرام ہے اگر میں ان بہادران
صف نمکن جو میدان جہاد میں اپنے جوہر دکھاتے ہیں کی سنت، اقل میں نہ نکلوں
میں ذیلے طریقت میں اپنے عزم و استقلال سے عارفان خدا کی صفیں چیر کر
آگے نکل جاتے اور میری زندگی کی عظمت کی بلند یوں کو پالیتی ہے جو شخص محبت
کے حقوق پورے کرنے سے قاصر رہتا ہے وہ اجبات زندگی بھی پورے نہیں
کر سکتا۔

کیا فرمایا تھا۔ بتایا کہ مجھے آپ کی خدمت میں رہنے کی ہدایت دی گئی۔
 شیخ علی ہسینی رحمۃ اللہ علیہ سے لوگوں نے من اجلہ تگادیت کے معنی
 دریافت کئے تو آپ نے فرمایا۔ میں نے آپ کو بحالت خواب دیکھا تھا۔
 آپ نے بحالت بیداری۔

ایک دفعہ شیخ سید عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ سے سوال کیا گیا کہ ولایت کے
 آغاز و اختتام کے متعلق آپ کا کیا خیال ہے آپ نے یہ اشعار بیان فرمائے۔
 انما اغیب فی من یقرب نفسه
 ومفاریض العشاق فی اسرارہم
 قد کان یسکر فی مزاج شرابہ
 واغیب عن شدی یا دل نظریۃ
 ومناسبت نفسی تلاطف لطفہ
 من کل معنی لم یسعی لشفہ
 والیوم یضیی لہ یہ صرفہ
 والیوم امحلیہ ثم انراکہ

تاج العارفین ابو الوفا سے ملاقات
 شیخ علی بن ہسینی رحمۃ اللہ علیہ

مہ مجھے اس شخص کا بڑا احترام ہے جو اپنے آپ کو پہنچاتا ہے۔ اور اس
 نوجوان کو جو الطاف و اکرم کو اپنے مناسب حال بنائے میرے پاس عشاق
 کے ایسے راز و نیاز ہیں جنہیں میں افشاء نہیں کر سکتا ایک وقت تھا شراب
 معرفت کی خوشبو ہی مجھے مدہوش کر دیا کرتی تھی۔ مگر اب وہ مقام آ گیا ہے۔ کہ خالص
 شراب بھی اثر انداز نہیں ہوتی۔ ایک وقت تھا کہ دوست کی ایک نگاہ ہی مجھے
 مسحور کر دیا کرتی تھی۔ مگر اب میں اسے دیکھتا ہوں اور ہمیشہ اس کے
 ساتھ رہتا ہوں۔

فرماتے ہیں کہ ایک دن تاج العارفین ابو الوفاء بغدادی میں منبر پر بیٹھے وعظ فرما رہے تھے کہ سیدنا عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ آپ کی مجلس میں تشریف لائے یہ آپ کی جوانی کا زمانہ تھا۔ اور بغداد میں ابھی نواز دہی تھے۔ تاج العارفین نے سلسلہ تقریر روکتے ہوئے سامعین کو حکم دیا کہ انہیں باہر نکال دیا جائے لوگوں نے جب آپ کو باہر نکال دیا تو آپ پھر وعظ کرنے لگے۔ شیخ سید عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ دوسری بار پھر مجلس میں داخل ہوئے تو تاج العارفین نے منبر سے اتر کر آپ کو گلے لگالیا۔ اور پیشانی کو چوم کر فرمایا اے بغدادی والو! اس ولی اللہ کی تعظیم کے لئے کھڑے ہو جاؤ۔ میں نے انہیں باہر نکالنے کا حکم ان کی اہانت کے لئے نہیں دیا تھا۔ بلکہ ان کی اہمیت آپ لوگوں پر واضح کرنے کے لئے کہا تھا۔ مجھے اپنے اللہ کی عزت کی قسم ہے کہ میں ان کے سینے سے نور کی ایسی کرنی بھڑکتی دیکھ رہا ہوں جس سے مشرق و مغرب روشن ہو رہے ہیں۔

آپ نے مزید کہا کہ عبدالقادر ایہ وقت ہمارے مگر عنقریب ہی میں تمہارا وقت آنے والا ہے۔ اے عبدالقادر باہر چھپانے والا پرندہ کچھ عرصہ کے بعد خاموش ہو جاتا ہے مگر تمہارا پرندہ قیامت تک توحید و معرفت کے نغمے گاتا رہے گا۔ پھر تاج العارفین نے اپنا مصلیٰ تسبیح پیالہ اور عصا دیا لوگوں نے کہا آپ ان سے بیعت بھی لیجئے۔ آپ نے فرمایا ان کی پیشانی میں دلغ محزومی ہے (یعنی شیخ ابوسعید محزومی آپ کو خرقہ خلافت دیں گے)

راوی کہتا ہے کہ جب مجلس برخواست ہوئی تو تاج العارفین منبر کی بالائی بیڑھی سے اتر کر بیٹھے اور حضرت سیدنا عبدالقادر کو فرمانے لگے

علاء: حضرت شیخ ابوسعید مبارک بن علی بن حسین المحزومی رحمۃ اللہ علیہ (اگلے صفحہ پر)

عبدالقادر بہار ایک زمانہ ہوگا۔ اس زمانہ میں میرے بڑھاپے کو یاد کرنا آپ نے اس وقت اپنی سفید داڑھی کی طرف اشارہ کیا۔

شیخ عمر بزاز رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ میں نے دیکھا ہے جو تبیح تاج العارفین نے آپ کو عطا کی تھی۔ جب آپ زمین پر رکھتے تو وہ پھرنے لگتی تھی تب آپ فوت ہوئے۔ یہ تبیح آپ کے شلوار کے نیچے سے برآمد ہوئی (یعنی ساری زندگی آپ کے پاس رہی) اس کے بعد ابے شیخ علی میتی نے لے لیا اس کے بعد شیخ محمد بن قاید نے حاصل کی

بعض اقوال میں یوں آیا ہے کہ ابوالوفا کے چالیس خادم تھے۔ جو سب کے سب صاحبِ حال بزرگ تھے۔

(بقیہ ناشیہ منہ) سلطان العارفین امام صوفیہ قبیلہ ساکین شیخ طریقت محرم اسرار جلی و خفی جامع العلوم ظاہری و باطنی اعلیٰ کمالات کے حامل تھے۔ حضرت خضر علیہ السلام کے رفیق و ندیم تھے منہب المذہب تھے۔ حضرت شیخ ابوالحسن منکاری کے مرید تھے۔ حضرت غوث الاعظم کے پیرو مرشد تھے۔ آپ کی تربیت نے جناب شیخ کو مقام ولایت پر پہنچایا۔ مدرسہ باب الازح کی عمارت جس میں جناب غوث الاعظم و حانی درس دیا کرتے تھے آپ کی تعمیر کر دہے آپ کی وفات ۱۳۱۳ھ میں ہوئی۔

(سنیۃ الاولیاء)

۱۰ حضرت شیخ محمد الاوان المعروف بابن القاید غوث الثقلین کے ہا کمال مریدین میں سے تھے صاحب کشف و شہود تھے صاحب فتوحات نے آپ کا لقب "مرید الحضرت" بتایا ہے۔ جسے جناب غوث پاک نے تجویز فرمایا تھا۔ آپ نے ساری زندگی حضرت غوث کی خدمت میں وقف کر دی تھی۔ (سنیۃ الاولیاء)

شیخ عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ ذرا کیا کرتے تھے جو ذہنیت شیخ ابوالوفا کو حاصل ہے
 کرد بیان فرشتوں کو بھی میسر نہیں۔ عراق میں سب سے پہلے آپ کا نام ہی ابوالوفا
 ہوا ہے آپ کے کلام کے چند ٹکڑے ذیل میں درج کئے جاتے ہیں۔
 جسے نگاہ کیا اثر گشتہ بنا دے اور سماع جزا دے سے بفقیر
 کر دے وہ شوق کے بیابانوں کی وادیاں طے کر جائے گا
 اور زمانہ کے مصائب اس کے سامنے ہر گاہ کی حیثیت
 نہیں رکھتے۔

سرسختگی عشق کے وقت آپ کہا کرتے تھے۔

”ایسے وقت وصل کا لونسار سنا ہے جس سے میں ہمیشہ زندہ رہوں“
 ”ذکر وہ ہے جو تجھے تیرے وجود سے بے نیاز کر دے اور مقام شہود
 پر لا کھڑا کرے“

”ذکر حقیقت کے شہود اور خلقیت کے خود کا دوسرا نام ہے“

”اجسام قسیدیں ہیں ارواح تختیاں اور نفوس پیالے ہیں اور وجد
 ایک انگارہ ہے جو بھڑک کر ٹھنڈا پڑ جاتا ہے۔“

شیخ کبیر یوسف بن ایوب ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ بغداد میں آئے آپ

۱۰۰ حضرت خواجہ یوسف بن ایوب ہمدانی صفت اول کے صوفیادین شمار ہوتے
 ہیں آپ کے آباؤ اجداد ہمدان کے رہنے والے تھے۔ شیخ ابوالوفا فارسی، رحمۃ اللہ علیہ
 کے مرید تھے۔ شیخ ابوالوفا ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ سے بھی روحانی استفادہ کیا
 شیخ عبداللہ سونی اندلسی شرح حسن ہمدانی کے ہم مجلس تھے۔ حنفی المذہب تھے جناب
 غوث الاعظم رضی اللہ عنہ کے محب اور عقیدت من تھے بسلسلہ خواجگان (باقی اگلے صفحہ پر)

زمانہ میں قطب کے نام سے مشہور تھے۔ آپ ایک مسافر خانہ میں قیام پذیر ہوئے۔ تو حضرت شیخ سیدنا عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ آپ کی ملاقات کو مسافر خانہ میں ہی پہنچے آپ حضرت کو آتے دیکھ کر احتراماً کھڑے ہو گئے اور اپنے پاس ہی بیٹھا لیا۔ اور خود ہی آپ کے حالات بیان کر کے آپ کی مشکلات کا حل تجویز فرماتے جاتے شیخ عبدالقادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان دنوں ابھی نو عمر ہی تھے حضرت شیخ کبیر نے آپ کو وعظ کہنے کا کہا۔ آپ نے کہا حضرت میں ایک عجمی آدمی ہوں فصحاء بغداد کے سامنے میرا گفتگو کرنا کیا معنی رکھتا ہے آپ نے فرمایا کہ آپ فقرا اصول نحو تفسیر اور حدیث اچھی طرح پڑھ چکے ہیں آپ ایسے ضرور کریں گے۔ منبر پر بیٹھے اور وعظ فرمائیے۔ کیونکہ مجھے آپ کے جسم سے ایک ایسی خوشبو آ رہی ہے جو عنقریب ایک تناور درخت بننے والا ہے۔ شیخ یوسف رحمۃ اللہ علیہ اہل حقیقت کے انداز میں بڑی حکمت آمیز گفتگو فرمایا کرتے تھے۔ آپ نے فرمایا "سماع حق تعالیٰ کا رسول ہے۔ اور اس کی طرف سفر ہے۔ اور غیب کے زواہر و فوائد میں سے ہے فتح کے مبادی اور فوائد اسی سے حاصل ہوتے ہیں روح کے لئے غذا ہے اور جسم کے لئے دوا۔ ایک گروہ نے اسے نعمت رحمت سے سنایا اور ایک نے اسے وصف قدرت سے آویزہ گوش بنایا سماع سننے سنانے والوں کے لئے حق ہے یہ حجابات کو دور کرتا ہے اسرار و رموز کو افشا کرتا ہے یہ ایک ایسی بجلی ہے جس میں جہک ہے ایک ایسا آفتاب

(بقیہ حاشیہ ص ۹۲) کے امام مانے جاتے ہیں پیدائش ۷۴۵ھ اور سن وفات ۸۳۵ھ ہے آپ کا زادروم میں ہے خواجہ عبداللہ برقی رحمۃ اللہ علیہ۔ خواجہ حسن اندالی رحمۃ اللہ علیہ۔ خواجہ احمد سیولی رحمۃ اللہ علیہ اور خواجہ عبدالخالق بغدادی رحمۃ اللہ علیہ آپ کے خلفاء میں سے ہیں۔

ہے جس میں طلوع کا سارا حسن موجود ہے روح و قلب سماع سے محفوظ ہوتے ہیں اور حجب نفس اور بدن حاضر نہ ہو۔ فکر و تدبیر کی شکل اختیار کرتا ہے۔ اہل دل تو ہوا کی سرسراہٹ۔ قطبے کی حرکت۔ درخت کے سناٹے اور ہر ناطق کے نطق سے بھی لذت سماع حاصل کر لیتے ہیں۔“

شیخ یوسف ہمدانی ایک دن وعظ فرما رہے تھے تو آپ کی مجلس میں ایک فقیہ بھی تھے وہ آپ کے وعظ کے دوران کہنے لگے چپ رہو تم بد عقل ہو! آپ نے فرمایا خاموش! خدا کرے تم زندہ نہ رہو۔ یہ کہنا ہی تھا کہ وہ ہمیشہ مجلس میں ہی تڑپ کر مر گیا۔

سید کبیر احمد رفاعی رحمۃ اللہ علیہ کہا کرتے تھے شیخ سید عبدالقادر رضی اللہ عنہ کا دست راست شریعت مطاہرہ ہے اور بایں ہاتھ حقیقت الہیہ ہے۔ جس سے چاہئے چلو بھرنے۔ سیدنا عبدالقادر رضی اللہ عنہ کا ہمارے زمانے میں کوئی ثانی نہیں۔“

۱۵ حضرت سید کبیر شیخ سیدی احمد بن ابوالحسن الرفاعی رحمۃ اللہ علیہ امام موسیٰ کاظم کی اولاد میں سے تھے آپ کا سلسلہ طریقت پلینج واسطوں سے شیخ شبلی تک پہنچتا ہے آپ نے غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت کی آپ کے مدح تھے اور عقیدت مند بھی حضرت عبیدہ رحمۃ اللہ علیہ کے زمانہ میں بطاع میں قیام پذیر ہوئے مذہباً شافعی تھے آپ کی مجلس میں رجال الغیب حاضری دیا کرتے تھے بڑے بلند مرتبہ اور صاحب کمال بزرگ تھے پنج شنبہ ۱۷۵۸ھ ماہ جمادی الاول واصل بحق ہوئے واصل کے وقت آپ حالت سماع میں تھے قریب ام عبدہ بمقام بطائح آپ کا مزار ہے۔ (سفینۃ الاولیاء دار الشکوہ)

قطب کون ہوتا ہے؟

ابورضا محمد بن احمد بغدادی المعروف بانصیہ کہتے ہیں کہ ایک مدت سے میری خواہش تھی کہ مجھے ایسا کامل شخص ملے جس سے قطب کے صفات و علامات دریافت کر سکوں۔ ایک دن شیخ ابو الجلیل احمد بن سعید بن وہب المقری بغدادی جامع اصناف میں آئے اس وقت وہاں شیخ ابوسعید قیلوی رحمۃ اللہ علیہ اور شیخ علی بن ابی حمزہ اللہ علیہ تشریف فرما تھے میں نے شیخ ابوسعید سے قطب کی بابت دریافت کیا تو انہوں نے فرمایا۔

”قطب وہ شخص ہے جس پر زمانہ کی ولایت ختم ہو۔ ولایت کے تمام بوجھ اس کی پیٹ پر ہوتے ہیں اور تمام کائنات کے انتظام و انصرام روحانی آپ کے ذمہ ہوتا ہے۔“

میں نے پوچھا کہ زمانہ حاضرہ کا قطب کون ہے؟ آپ نے فرمایا شیخ سید عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ! یہ بات سنتے ہی میں اٹھا اور شیخ سید عبدالقادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں سب سے پہلے پہنچا۔ میں چاہتا تھا کہ اب آپ کی زبان سے اس مسئلہ پر کچھ سنوں۔ جب ہم وہاں پہنچے تو آپ وعظ فرما رہے تھے۔ ہم بیٹھ گئے تو آپ نے سلسلہ گفتگو ختم کرتے ہوئے فرمایا۔ قطب کی تفسیر یہ اندازہ بیان سے باہر ہے وہ شخص ہے جس کے لئے حقیقت کے ہر مسلک میں

۱۔ حضرت شیخ ابوسعید قیلوی رحمۃ اللہ علیہ حسن النسب سید اور عراق کے بلند پایہ شیوخ میں سے تھے۔ صاحب کرامات اور بلند رتبہ بزرگ تھے غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دست اقدس سے خرقہ خلافت و ارادت حاصل کیا۔ آپ کا وصال ۵۵۶ھ میں ہوا۔ مزار مبارک قیلویہ میں ہے۔

(سفینۃ الاولیاء والاشکواہ)

ماخذ ملین ہو۔ اور ولایت کے ہر درجہ پر متوطن ہو۔ اور عنایت کے ہر مقام پر قدم
 لاسخ رکھے اور مشاہدہ کی ہر منزل پر مشرب خوشگوار ہو۔ اور حضوری کے ہر مقام پر سیر
 کرے اور کائنات ملک و ملکوت کے ہر امر پر نگاہ کشف رکھے اور عالم غیب و
 شہادت کے ہر لہر پر اس کی نگاہ ہو اور وجود کے ہر منظر پر مشارکت ہو۔ اور اللہ
 کے ہر کام میں باطنی تعلق سے قائم ہو۔ ہر نور میں قلبس ہو اور ہر معرفت میں واقع
 ہو۔ شائقین کی ہر خواہش کی عنایت تک پہنچے۔ اور واصلین کی انتہائی منازل کے
 انجام کا مالک ہو۔ ہر بزرگی کو اس نے طے کیا ہو اور ہر مرتبہ اس کے زیر پاہ ہو وہ
 لوٹے غرت کا حامل ہو اور سیف قدرت کا مشاق ہو شکر وصل کا بادشاہ ہو
 اور کائنات کے والی بنانے اور معزول کرنے کا اختیار رکھتا ہو۔ اس کا معنی
 بد بخت نہیں ہو سکتا۔ اس کا محتب اس کی نگاہ سے اوجھل نہیں رہ سکتا۔ اس
 کے مرتبہ پر بڑھ کر کسی کا مرتبہ نہیں ہو سکتا۔ اس کے مقصد سے کوئی بلند تر مقصد
 نہیں ہو سکتا۔ کسی کا وجود اس کے وجود سے اتم نہیں ہوتا۔ اور کسی کا شہود اس
 کے شہود سے روشن نہیں ہوتا۔ نہ اس سے بڑھ کر کوئی شریعت کی پیروی
 کر سکتا ہے وہ کائن بھی ہوتا ہے اور بائن بھی متصل بھی منفصل ارضی و سماوی
 بھی۔ قدیس بھی غیبی بھی واسطہ بھی خالصہ بھی وہ نافع ہے جہاں تمام انسانوں کی
 حد ہوتی ہے اس کی و اں نگاہ ہوتی ہے۔ اس کا ایک وصف ہوتا ہے۔ وہ
 اس میں منحصر ہوتا ہے وہ مکلف بھی ہوتا ہے آپ نے آخر میں یہ اشعار بڑے
 سوز و گداز سے پڑھے۔

الْأَوْحَى فِيهِ الْكَذَّالُ الطَّيِّبُ
 الْآوْمُنِي لَيْتِي أَعْرُوْ أَوْ قُرْبُ
 فَعَلَّتْ مَنَاهِلَهَا وَطَابَ الْمَشْرَبُ

مَا فِي الْمَنَابِتِ مِنْهُلٌ مُسْتَعِيدٌ
 أَوْ فِي الْوَصَالِ مَكَانَةٌ خُصُوصَةٌ
 وَهَيْتَ لِي الْآيَامُ سَادَتِي صَفْوَهَا

وَعَدَوْتُ فَنَحْوُ بَابِ كُلِّ كَرِيمَةٍ
 أَنَامِنُ رَأَجَالٍ لَا يَخَافُ جَلِيْسُهُمْ
 قَوْمٌ لَمْ يَهْرَفِي كُلِّ مَجْدٍ تَبَةً
 أَنَا بِلَيْلٍ الْأَفْرَاحِ أُمْلِي دُرُوحَهَا
 أَصْبَحْتُ جِيُوشِ الْحُبِّ مَحْتِ مَشِيَّتِي
 أَصْبَحْتُ لَا أَمْلَأُ وَلَا أَمْنِيَّةً
 مَا ذُلْتُ أُرْتَعِفُ فِي مِيَادِينِ الرِّمَاءِ
 أَضْحَى الزَّمَانَ كَحَلِيَّةٍ مَرْفُومَةٍ
 أَقَلْتُ شَمُوسَ الْأَدْلِينَ وَشَمْسَنَا

لَا يَهْتَدِي فِيهَا اللَّيْلُ وَيَخْطُبُ
 رَأِيْبَ الزَّمَانِ وَالْأَيُّرَى مَا يَرْتَبُ
 عَلَوِيَّةٌ وَبِجْلِ جَيْشٍ مَرْكَبُ
 طَرَبًا وَفِي الْعُلْيَاءِ يَا شَرَّ شَهْبِ
 طَوْعًا وَمَهْدًا أَمَلًا يَعْتَرِبُ
 أَرْجُو وَكَأَمْ عَوَسَاءَ أَرْقَبُ
 حَتَّى رَهَيْتُ مَكَانَةً لَا تَرْهَبُ
 تَرْهَوِي نَحْنُ لَهَا الطَّوَارِ الْمَذَابُ
 أَيْدَاغِي فَلِكِ الْعُلَى لَا تَعْرِبُ

ان اشعار کے بعد آپ نے فرمایا۔ تمام جانور زبانوں سے دعویٰ کرتے ہیں
 مگر اس پر عمل نہیں کر سکتے۔ مگر با زبان سے کچھ نہیں کہتا۔ مگر کرتا ہے یہاں ہے
 کہ ایک طرف اس کا مقام بادشاہ ہوں کے ہاتھ میں اور دوسری طرف فصاحتیں
 اس مقام پر حضرت شیخ ابوالمظفر منصور بن مبارک المعروف بجرادہ رحمۃ اللہ علیہ
 نے کھڑے ہو کر یہ اشعار پڑھے۔

بِكَ الشُّهُورِ لَتَهْنِي وَالْمُرَاقِبَةُ
 الْبَارِأَنْتَ فَإِنْ تَفْرُؤْ فَلَا عَجَبُ
 أَشْرَمُ مِنْ قَدَمِكَ الصِّدْقِ مُجْتَهِدًا
 شَيْخُ ابْنِ مَنظَرٍ سَيِّدُ نَاعِمِ الْقَادِرِ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ كَيْ مَشْهُورِ قَوْلٍ - قَدَّحِي
 هَذِهِ عَلَى رَقَبَةِ كُلِّ وَدِيَةِ اللَّهِ - كِي لَرَفِ اِشَارَةِ كَيْ - آفِ اِپْنِي اِسْ دَعْوِي
 مِي سَجِي تَخِي - حَكْمِ خَدَاوَنْدِي سِي اِنْكَا يِهْ دَعْوِي بَلَنْدِ هُو اِسِي لِي تَمَامِ اِكَابِرِنِي
 اِسْ وَدَقْتِ آفِ كِي مَقَامِ كَمَالِ كِي اِعْتِرَافِ كِي طَوْرِ پَر اِنْبِي اُرْدِي نِي جِبْكَالِي

بعض بزرگان دین نے تو آپ کی پیدائش سے ایک سو سال پہلے ہی اس واقعہ کی پیشگوئی کر دی تھی۔

شیخ ابوسلیمان داؤد بن یوسف قینچی نے روایت کی ہے کہ ایک دن میں شیخ عقیل کے پاس بیٹھا تھا تو کسی نے بتایا کہ بغداد میں ایک نوجوان عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ نامی ذبیحے ولایت میں مشہور ہوا ہے۔ آپ نے فرمایا۔ وہ نوجوان زمین و آسمان میں شہرت حاصل کرے گا۔ اس رفیع القدر نوجوان کو عام ملکوت میں بازائش کہا جاتا ہے۔ وہ اپنے وقت میں یگانہ ہوگا۔ اور اس زمانہ میں اس کا ورد و صدور اسی کے اشارہ ابرو سے ہوگا۔

۱۰ آپ سے ماہ و زمان خوشگوار رہتے ہیں آپ کے الفاظ یا قوت گراںمایہ ہیں آپ وہ شہباز ہیں۔ اگر آپ فخر کریں تو بجا ہے میری نظر میں کائنات کے دو سکر لوگ چڑیاں ہیں مجھے آپ کے قدموں سے صدق کی بو آتی ہے۔ کیوں کہ یہ قدم وہ ہیں جن کے جوتے میں آوازہ شہرت ہے۔

۱۱ شہزادہ داراشکوہ نے اپنی مشہور کتاب سفینۃ الاولیاء میں ان اولیاء اللہ میں سے بعض کے اسمائے گرامی لکھے ہیں جب شیخ سیدنا عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ کے اس اعلان کے وقت مسجد بغداد میں موجود تھے اور انہوں نے عملی طور پر اپنی گردنیں آپ کے قدموں کی چھکانے کی سعادت حاصل کی۔ ہم ان کے اسمائے گرامی یہاں بھی نقل کرتے ہیں۔

شیخ علی مہدی رحمۃ اللہ علیہ شیخ بقابن بطور رحمۃ اللہ علیہ شیخ ابوسعود رحمۃ اللہ علیہ شیخ ابوسعید قلیوی رحمۃ اللہ علیہ شیخ ابوالنجیب سہروردی رحمۃ اللہ علیہ (جو شیخ شہاب الدین سہروردی رحمۃ اللہ علیہ کے چچا تھے) شیخ جاگیر رحمۃ اللہ علیہ (باقی اگلے صفحہ پر)

کلام الغوث الاعظم علیہ السلام

لوگوں کی منزلوں تک پہنچتی ہے۔ جو رنگ تانوں میں پڑے ہوتے ہیں شب و صبح
لا خیال جب ان لوگوں کی خوابگاہوں میں آتا ہے جو ہجر و فراق کے خوگر ہو گئے ہیں
جب روح خبر وصال دریافت کرنے کے لئے پابریکات ہوئی ہے اور آنکھیں جمال
محبوب کی زیارت کی بجائے آنسو سے سرشار ہو جاتی ہیں۔ احوال کا آدم گناہوں
کے اصراف پر آمادہ ہو جاتا ہے اور مہمتوں کا ابراہیم "أَطْمَعُ أَنْ يَغْفِرَ لِي خَطِيئَتِي
کے دروازہ پر قدم رکھتا ہے اور ارادوں کا موسیٰ قیدت را لیک کے پہاڑ پر

(بقیہ حاشیہ ص ۹۸) شیخ قصب البیان موصی رحمۃ اللہ علیہ شیخ اعزاز بطائی رحمۃ
اللہ علیہ شیخ منصور بطائی رحمۃ اللہ علیہ شیخ حامد بن مسلم دیاس رحمۃ اللہ علیہ
خواجہ یوسف بن ایوب ہمدانی (جو خواجگان نقشبند کے سردار ہیں) شیخ عقیل بن
سخی رضی اللہ تعالیٰ عنہ شیخ ابوالتجرا مغربی رحمۃ اللہ علیہ شیخ عدی بن مسافر
رحمۃ اللہ علیہ شیخ علی بن وہب بخاری رحمۃ اللہ علیہ شیخ موسیٰ بن یامین زوی
رحمۃ اللہ علیہ شیخ احمد بن ابوالحسن رفاعی رحمۃ اللہ علیہ شیخ عبدالرحمن طفسوخی
رحمۃ اللہ علیہ شیخ علی تہریر رحمۃ اللہ علیہ شیخ ماجد کردی رحمۃ اللہ علیہ شیخ
ابومحمد قاسم بن عبدمنصور نعیمی رحمۃ اللہ علیہ شیخ ابو عمرو عثمان بن مرزوق شیخ سوید
قاری رحمۃ اللہ علیہ شیخ حیات بن قیس حرانی شیخ مرسلان دمشقی رحمۃ اللہ علیہ شیخ عبدالکریم
الاکبر رحمۃ اللہ علیہ شیخ ابوالعباس الجوسقی المصری شیخ ابوالحکیم ابراہیم بن دینار رحمۃ اللہ علیہ
شیخ مکارم اکبری رحمۃ اللہ علیہ شیخ صدق بغدادی رحمۃ اللہ علیہ شیخ یحییٰ دوری رقعش
رحمۃ اللہ علیہ شیخ ضیاء الدین رحمۃ اللہ علیہ ابراہیم بن ابی عبداللہ بن علی جوینی رحمۃ اللہ علیہ
(باقی اگلے صفحہ پر)

کے پہاڑ پر ہوش سے عاری ہو جاتا ہے اور عقل و خود کا ایوب "مَسْنِي الْقَمَر" کے ہاتھ سے اشارہ کرتا ہے۔ حیرت کا سلیمان اپنی دولت کے پر مسرت بساط سے اِن
لِرَبِّكَ خَرَفِي يَأْمُرُ دَهْرِكُمْ نَفْعَاتٌ" کی ہول پر سوار ہو کر گزر جاتا ہے۔ اور دل
کی جیونٹی سلطان جلال کے شکر کو دیکھ کر "يَا أَيُّهَا الْقَلُّ اذْخُلُوا مَسَارِينِ كُمْ"

(بقیہ حاشیہ ص ۹۹) شیخ ابو عبد اللہ رحمۃ اللہ علیہ - شیخ ابو بکر الحامی رحمۃ اللہ علیہ المزین
رحمۃ اللہ علیہ - شیخ جمیل رحمۃ اللہ علیہ - شیخ ابو محمد عبد الحق حریمی رحمۃ اللہ علیہ - شیخ ابو عمر
الکھامی رحمۃ اللہ علیہ - شیخ ابو حفص رحمۃ اللہ علیہ - عمر بن ابی نضر الغزالی - شیخ منظر
الحمال محمد بن درمانی رحمۃ اللہ علیہ - العزونی رحمۃ اللہ علیہ - شیخ ابو العباس احمد یانی
رحمۃ اللہ علیہ - شیخ ابو العباس احمد بن العربی رحمۃ اللہ علیہ - شیخ ابو عبد اللہ محمد المعروف
الخاص - ابو عمرو عثمان بن احمد شوکی (یہ حضرت رجال الغیب میں شمار کئے جاتے ہیں)
شیخ سلطان بن احمد المزین رحمۃ اللہ علیہ - شیخ ابو بکر بن عبد الحمید شیبانی رحمۃ اللہ علیہ -
شیخ ابو العباس - احمد بن الاستاد - شیخ ابو محمد بن عیسیٰ المعروف بہ کونج - شیخ مبارک
بن علی الحلی - شیخ ابو البرکات بن معدوان العراقی رحمۃ اللہ علیہ - شیخ عبد القادر بن
حسن بغدادی رحمۃ اللہ علیہ - شیخ ابو المسعود احمد بن ابو بکر عطار رحمۃ اللہ علیہ - شیخ ابو
عبد اللہ محمد الادنی رحمۃ اللہ علیہ - شیخ عبد القادر بن حسن بغدادی - شیخ شہاب الدین
سہروردی رحمۃ اللہ علیہ - شیخ ابوالقاسم عمر بن محمود رحمۃ اللہ علیہ - شیخ ابوالنضر
محمود بن عثمان البقال رحمۃ اللہ علیہ - شیخ عبد البقوال شیخ عبد البواب رحمۃ اللہ علیہ
شیخ عبد الرحیم رحمۃ اللہ علیہ - قتادہ بن مغربل - شیخ ابو عمر عثمان بن رزقہ - شیخ مکرم
خالص رحمۃ اللہ علیہ - شیخ خلیفہ بن موسیٰ بن ہنرکی رحمۃ اللہ علیہ - ابی ابراہیم

پکارا اٹھتی ہے تو بہت سے دقیق مسالک آتی ہیں جن کی کیفیت جانتے سے ذہن
و فکر حیران ہو جاتے ہیں۔ ایسے حالات میں بہت سے ایسے معانی خود بخود ظاہر
ہوتے ہیں جنکی ماہیت ^{علم} حالات میں نہیں سمجھی جاسکتی۔ کبھی وہ برق پر کوندتے ہیں
کبھی آفتاب کی تابانی لیکر طلوع ہوتے ہیں۔ دل و جدت تیاق سے پارہ پارہ ہو جاتا
ہے اور روح تشنگی اور گرمی سے تڑپ اٹھتی ہے۔

پس اس روحانی قافلہ! ان منازل کی طلب میں چل نکلو اور اسے دلوں
کے شہواروں ان مقامات کو پانے کیلئے تیز رو ہو جاؤ۔ اور اعلان کرتے جاؤ
قُلْ اَعْمَلُوا فِیْ سِرِّ اللّٰهِ عَمَلَكُمْ وَاَسُوْكُمْ اَوِ الْمُؤْمِنُوْنَ
وَسْتَزِدُّنَا اِلٰی عَالَمِ الْغَیْبِ وَالشَّهَادَةِ فِیْ نَبِیِّكُمْ بِمَا كُنْتُمْ
تَعْمَلُوْنَ ط۔

پیلے سمجھو پھر عبادت ہو! جو شخص علم کے بغیر اللہ کی عبادت کرتا ہے
اس کی اصلاح کے امکانات بہت کم ہوتے ہیں اور اسے خراب
کرنے والی چیزیں زیادہ ہونگی۔ اپنے ساتھ اپنے اللہ کے نور کا
چراغ لے کر چلو!

جو شخص علم کی روشنی میں عمل کرتا ہے اللہ تعالیٰ اسے ایسا علم دے گا۔
جسے وہ پہلے نہیں جانتا تھا۔ خدا کے علاوہ ہر چیز سے قطع تعلق اختیار کر لو۔
اغیار اور اسباب دنیوی چھوڑ دو اپنے اللہ کے ساتھ اگر چالیس دن خلوص سے

(بقیہ حاشیہ ص ۱۰۱) شیخ ابوالحسن جو سقی رحمۃ اللہ علیہ شیخ عبداللہ قریشی رحمۃ اللہ علیہ
شیخ ابوالبرکات بن صحر اسوی شیخ ابوالبرکات بن صحر اسوی شیخ ابوالحق ابراہیم
بن علی اغلب رحمۃ اللہ علیہ شیخ غوث رحمۃ اللہ علیہ رحم اللہ علیہم اجمعین۔

رہو تو تمہارے دل سے زبان پر کلمتوں کے چستے پھوٹتے لگیں گے اللہ کی روشنی آگ کو حضرت موسیٰ کی دادی امین کی آگ کی طرح دیکھنے لگو گے۔ اسے انسان کا دل نفس و خواہشات کو لٹکار کر کہے گا۔ کہ میں نے آتش خداوندی کا نظارہ کیا ہے۔ مجھے طمع و اسباب دنیا اپنی طرف راغب نہیں کر سکتے۔ دل کی گہرائیوں سے آواز آئے گی کہ میں تیرا رب ہوں۔ میں تیرا معبود ہوں۔ میری عبادت ماکر۔ میری یاد میں نازا داکر۔ غیروں کے سامنے عاجز نہ بن۔ غیروں سے تعلق استوار نہ کر۔ اور غیروں سے قطع تعلقی اختیار کر کے مجھے اچھی طرح سے پہچان لو۔ میرے علم و قرب و ملک کی طرف متوجہ رہ۔ جب یہ کیفیت پیدا ہو جائے تو بقا پورا ہو جائے گا۔ اور قلب جاری ہو جائے گا۔ اور خداوند تعالیٰ کے الہامات اور انوار آنے شروع ہو جائیں گے یہ الہام اور فرمانا ایسا ہی ہوگا۔ بس طرح یہ ارشاد ہوا تھا کہ جاؤ! فرعون کی طرف جاؤ۔ اس نے سرکشی اختیار کر لی ہے۔ اسے دل۔ نفیس دہوا کے فرعون کو جا کر کہہ دو۔ میری طرف سے ان کی راہنمائی کرو۔ ان کو کہو کہ اگر وہ میری اطاعت پر آمادہ ہو جائیں تو میں انہیں سیدھا راستہ دکھا دوں گا۔

”روحوں کی تبدیلی کبھی جسموں کے ”وجود“ سے ”پہلے کون“ کے چھتوں سے اڑ کر ”توحید“ کے باغوں میں آئی۔ تاکہ محبت کے درختوں کے شگوفوں سے رس چوس لے۔ اور ”معرفت“ کی شانوں سے پھل کھاٹے اور ”مواطن قدس“ میں اپنا گھر بناٹے اور درگاہ ”علو“ میں ”مقام قرب“ میں اللہ کے نزدیکی کے راہوں پر چلے اور ہم عالیہ کے ہاتھیوں ”حنوری“ کے میوے چنے اور ”مقام ربنا عالیہ“ پر چڑھے اسے قضا و قدر کے شکاری نے تکلیف کے حال سے شکار کر کے ”امر“ کی کھٹی کے ہاتھوں سے بدن کے پتھرے میں بند کر دیا تو اللہ تعالیٰ نے روح کی کھٹی کی طرف وحی کی کہ بدن میں نہایت انکساری سے اپنے اللہ کی راہ پر چلے۔ شریعت

کے پھل کھا کر حقیقت کے انوار شگوفوں سے بہرور ہو جائے۔
 ”بلا“ عارفین کے لئے ایمان جان ہے۔ رنج واصلین کے لئے نسیم اسرار
 ہے سب سے بڑی بلا محبوب سے جدائی ہے اور سب سے بڑا رنج مطلوب
 کا نہ ملنا ہے اپنی قوت سے بڑی ہو کر اسے اللہ کے سپرد کر دینا حقیقت توحید
 ہے ہر چیز کو عقل کی آنکھ سے نظر انداز کر دینے کا نام تفرید ہے۔

قَالَ اللَّهُ تَمَّ ذُرُّهُمْ فِي سَخَوٰتِهِمْ يَلْعَبُوْنَ

اسم ”اعظم“ اللہ ہی ہے دعا اس وقت قبول ہوتی ہے۔ جب تم اللہ کہو تو
 تمہارے دل میں کسی غیر کا خیال تک نہ جائے۔ عارفین کامل سے بسم اللہ کا لفظ وہی
 اثر رکھتا ہے جو اللہ کی طرف سے ”کن“ لفظ اثر انداز ہے۔ یہ کلمہ غم کو دور کرتا ہے
 معیبت کو مٹاتا ہے زہر کو بے اثر بنا دیتا ہے۔ نور کو عام کرتا ہے۔ اللہ پر غالب
 پر غالب ہے وہ مظہر العجائب ہے اس کی سلطنت بلند ہے اس کی شان ارفع ہے
 وہ اپنے بندوں کو اچھی طرح جانتا ہے دلوں کا نگہبان ہے جابر وں پر غالب ہے
 بادشاہوں کے غرور کو ختم کرنے والا ہے ظاہر و باطن کو جاننے والا ہے کوئی چیز
 اس سے پوشیدہ نہیں۔ جو اس کا ہو جائے وہ اس کی پناہ میں آجاتا ہے جو اللہ
 کو دوست رکھتا ہے اس کے سوا پھر کسی کو نہیں دیکھتا۔ جو اس کے راستہ پر چلتا
 ہے اس تک پہنچ جاتا ہے جو واصل باللہ ہو جاتا ہے اس کے ساتھ زندگی بسر
 کرتا ہے جو اس کا مشتاق ہوتا ہے وہ اس سے مانوس ہو جاتا ہے جو انبیاء سے
 کنارہ کش ہو جاتا ہے اس کا وقت صاف ہو جاتا ہے اس لئے اللہ کے دروازے
 پر دستک دو اس کی پناہ حاصل کرو۔

اے اللہ سے روگردانی کرنے والو! اس کی طرف آ جاؤ! جب میرے نام کا
 سنا ہی دارالستغاثہ ہے توحق کا کیا مقام ہوگا۔ جب دارالمنحت کی یہ حالت

ہے تو دارالنعمت کیسے ہوگا۔ تیرے دروازے پر پہنچنے پر جو میرا یہ تہہ ہے تو جب یہ پردے اٹھ جائیں گے تو پھر کیا حالت ہوگی۔ یہ حالت اس وقت ہے جب میں نے تجھے پکارا ہے اور جب میں اپنے راز تجھ سے بیان کروں گا۔ وہ حالت کیا ہوگی۔

قوم مشاہدہ میں ہے اور بزرگی کے سمندر شعاٹھیں مار رہے ہیں میں عاشق صادق پرندے کی طرح ہوں جو درخت پر بیٹھا نہیں ہوتا بلکہ صبح کے پرسکون وقت میں اپنے دوست کو پکارتا ہے جب عشاق کے دل میں قرب کی خوشبو پہنچتی ہے تو وہ اپنے اللہ کے ذکر میں محو ہو جاتے ہیں تم پافسوس ہے تمہیں موت کس طرح آئے گی حالانکہ تم نے اپنے اللہ کو نہیں پہچانا۔

شجاعت ایک ساعت کا صبر ہے اللہ تعالیٰ نے بعض عارفین کو اس شہرت سے ایک قطرہ پلایا۔ اور ساقی قدر سے دیکھنے کیلئے اسے جلدی سے خالی کر دیا۔ تو اس کی روح اپنے منشیوں کے درمیان خوشی سے جمونے لگی برق تجلی کے چمکنے سے جبل موسیٰ انتہائے شوق میں حرکت میں آگیا۔ اس سے محبوب کے راز کو پایا اور غلبہ عشق سے "انا الحق" پکارا اٹھا۔ اس کا دوسرا منشی بھی مست ہوا اور اس نے "سجانی" اعظم شانی کہہ دیا۔

روحوں کے ہر بندوں کی ایک جماعت نے اپنے بدنوں کے پنجروں کو چھوڑ دیا۔ اور شوق کے بازوں سے فضا و عشق میں پرواز شروع کر دی اور وجد کی دادی نجد سے نکل کر منادی ازل کی طرف پرواز کرنے لگے اور کوشش کرنے لگے کہ طور قدم قدیم سے مشاہدہ کا دانہ حاصل کر لیں۔ لیکن ان کے طلب کے کبوتروں پر عظمت الہی کے باز چھپٹ پڑے۔ زمین و آسمان کے

تمام متنفس بے ہوش ہو گئے۔ مگر جسے اللہ نے بچا یا وہ باموش رہا۔ عالمین کے لئے ہمیشگی کے جلال کی روشنیاں چمک اٹھیں اور عارفین کی نگاہوں کے سامنے کمال حدیث کی نور کی صیاد پاشیاں ابھریں۔ اقدام صدیق کی دادی میں خاکستر ہو گئے اور عاصی تہیہ نواہ اللہ میں منقطع ہو گئے۔ اسے میرے مریدو! انسانی شکل میں غیب سے ایک راز و بعیت رکھا گیا ہے اس کی خاکی شکل میں بلندی کا خزانہ مضمحل ہے۔ جب طیب نے اس کی معرفت کا ارادہ کیا۔ اور اس خزانہ کی اطلاع پانے کی کوشش کی تو نفوس کے پردوں نے اسے منع کر دیا اور اس نے اس چشمے پر جانے کا کوئی راستہ نہ پایا۔

منصور حلاج رحمۃ اللہ علیہ جناب شیخ اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی نظر میں

عارفین سے ایک عارف دعویٰ کے آفاق تک "انا الحق" کے پردوں سے اڑا تو ابدیت کے گلستان کو امیر و آشنا سے خالی پایا۔ وہ اپنی بولی چھوڑ کر دوسرے کی زبان میں نغمہ سنجنی کرنے لگا۔ یہ نغمہ سنجنی اس کی موت و ہلاکت کا پیش خمیہ تھی۔ چنانچہ اس پر خدا کا عتاب "اِنَّ اللّٰہَ لَغَفِیْرٌ بِرِجَالِ الْعٰلَمِیْنَ" کے پردے سے جھپٹا۔ اور کل نفس ذائقۃ الموت کے نیچے اس پر گاڑ دیئے سلیمان شرع نے جب اس سے دریافت کیا کہ تم اپنی بولی چھوڑ کر دوسرے کی زبان میں کیوں گفتگو کرنے لگے اور ایک ایسا نغمہ کیوں الاپنے لگے۔ جو تمہارے لئے موزوں نہ تھا۔ اب تم اپنے وجود کے پنجرے میں داخل ہو کر عزت و شان کی رائیں چھوڑ دو۔ اور حدوتِ ذلت کی تنگ دادیوں میں مقید ہو جاؤ اور اعتراف کرو۔ تاکہ اب باب دعویٰ سن لیں کہ واجد کو چاہیئے کہ وہ واحد کو اکیدا جانے اور حفظ طریق کا دار و مدار احترام قانون شرع پر قائم ہو سکے۔

طلب علم فرض ہے اور مریض نفسوں کو اس سے شفا ملتی ہے کیونکہ تقویٰ کے تمام راستے صرف علم سے روشن ہوتے ہیں۔ اور دلیل و حجت کی رو سے نہایت بلیغ ہے اور یقین کے تمام معارج سے بلند تر ہے متقین کے تمام مدارج سے اعلیٰ ہے اور زین کے تمام مناصب سے بڑا ہے مہدیین کے تمام مراتب سے افضل ہے اور مجتہدین کے تمام مناصب سے بلند و بالا ہے۔ علم سے ہی قرب و معرفت کے مقامات کی سیر میں آسانیاں پیدا ہوتی ہیں اور حضرت مشرفہ میں کھڑے ہونے کا ذریعہ ہے۔

الہام۔ وسواس اور ہوا

جو خیالات ہمارے دلوں میں پیدا ہوتے ہیں۔ اگر وہ خدا کی طرف سے ہوں تو الہام ہے۔ شیطان کی طرف سے ہوں تو وسواس اور نفس کی طرف سے ہوں تو ہوا اور ہوس کہلاتے ہیں اللہ کی طرف سے خیال سچا ہوتا ہے اور الہام کی علامت یہ ہے کہ وہ علم کے عین موافق ہوتا ہے جو علمی میزان پر پورا نہ اترے وہ الہام باطل ہے ہوا اور ہوس ان جھگڑوں سے پیدا ہوتے ہیں۔ جو نفس کی خواہشات کیلئے کئے جائیں۔ بعض اوقات نفس کے بار بار تقاضا سے انسان کو دھوکا ہو جاتا ہے اور اس کی خواہش کو اچھا سمجھنے لگتا ہے۔

وسواس کی علامت یہ ہے کہ جب وہ کسی ذلت کی طرف آمادہ کرے اور اس کی مخالفت کی جائے تو وہ دوسری ذلت کی آرزو پیدا کر دیتے ہیں۔ کیونکہ ان کے نزدیک تمام مخالف قوتیں برابر ہیں اس موضوع کو قرآن پاک نے یوں بیان فرمایا ہے۔

رَأْيَايِدُّعُوَاهِزِبَهُ لِيَكُونُوا مِنْ أَصْحَابِ السَّعِيرِ

الہامی تصور کی یہ کیفیت ہوتی ہے کہ اس سے حیرت و برائی پیدا نہیں ہوتی بلکہ اس کام سے علم میں اضافہ ہوتا ہے۔ اس کے بیان کی چاشنی اس وقت کا حقد سمجھی جاسکتی ہے جب انسان کے دل پر عملی طور پر وارد ہو۔ دل پر اللہ تعالیٰ کی سچائیاں پے در پے وارد ہوتی چلی جاتی ہیں۔

حضرت جنید قدس سرہ العزیز نے فرمایا ہے کہ اقل الذکر (الہام) تمام قوتوں سے قوی ہے۔ کیونکہ اگر وہ باقی رہے تو صاحب خاطر تامل کی طرف رجوع کرتا ہے اور یہ مکان علم ہے۔

ابن عطاء کہتے ہیں کہ علم بذات خود ایک بڑی قوت ہے وہ الہام کی قوت سے جلا پا کر بڑھ جاتا ہے۔

۱۔ ابوالقاسم سید الطائفہ حضرت شیخ جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ بڑے صاحب القابات بزرگ تھے۔ سید الطائفہ۔ طاؤس العلماء۔ حواری پیری۔ زجاج اور خزار آپ کے القاب و خطابات ہیں آپ کے والد محمد بن جنید آبلینہ فریق تھے نہادند وطن تھا مگر حضرت جنید رحمۃ اللہ علیہ کی پیدائش بغداد میں ہوئی آپ سفیان ثوری کے متبع طریقت تھے حضرت ہر سقسطی کے بھانجے تھے اور مرید بھی اکابر مشائخ نے آپ کے کمالات کا اعتراف کیا ہے۔ آپ امام اہل صفائے اپنے دور کے مقتد اور راہنما تھے حارث محاسبی۔ محمد قصاب آپ کی محبت میں شب روز گزارتے۔ رویم۔ ابوالحسن ثوری شبلی خزانہ وغیرہ ہم کے سلسلہ کے طریقت آپ کی ذات سے جاری ہوئے۔ طریقت میں آپ کا ہر قول مند سمجھا جاتا ہے اور معتقدین اور متاخرین نے آپ کو خراج عقیدت پیش کیا ہے۔

صاحب "کشف المحجوب" خواجہ علی البجوری رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کے مشرب

(باقی اگلے صفحہ پر)

ابن حنیف فرماتے ہیں کہ الہام و علم دونوں ایک جیسے ہیں اور خداوند تعالیٰ کی طرف سے وارد ہوتے ہیں اگر مختلف خطرات دل پر وارد ہوں تو سالک کو یہ پڑھنا چاہیے۔

مُبَحَّانَ الْمَلِكِ الْخَلَّاقِ اِنْ يَشَاءُ يُدْهِبُكُمْ وَيَاْتِي بِمُجَلِّقٍ
جَدِيدٍ وَمَا ذَاكَ عَلَيَّ اللهُ بِعَزِيزٍ

اہل تصوف کا اس بات پر متفقہ فیصلہ ہے کہ جو شخص حرام کھاتا ہے وہ نماز میں بھی فرق نہیں کر سکتا۔ جب تک تم نفس سے اتفاق کر کے حرام سے دستبردار نہیں ہو سکتے۔ جب تک تم اس ناپول سے موافقت کرتے رہو گے جو ادھر ادھر پھرتا ہے تو تمہارا ہی غذا مشکوک رہے گی۔ جب تمہارا اندر صاف ہو جائے گا۔ غذا اے حلال میسر آئے گی۔

حیات سرمدیہ باقیہ کے قوانین نگاہ میں رکھنے کی بجائے حیات مکدر فسانہ کے قوانین پیش نظر رکھنے زیادہ بہتر ہیں۔ اسے لڑکے تمہیں صدق و صفا لازم پکڑنے چاہیے۔ کیونکہ اگر یہ دونوں نہ ہونگے تو اللہ تعالیٰ کی قربت حاصل نہیں کر سکے گا۔

(بقیہ حاشیہ حکام کی اس صوبہ بڑی تفصیل سے روشنی ڈالی ہے۔ آپ بروز ہفتہ ۲۷ رجب ۱۳۹۶ھ کو واصل بحق ہوئے مزار اقدس بغداد میں ہے۔
۱۵ حضرت شیخ ابو عبداللہ بن حنیف شیراز کے شاہی خاندان سے تعلق رکھتے اپنے زمانہ کے قطب تھے۔ ارباب طریقت کے مخدوم تھے حضرت رویم رحمۃ اللہ علیہ کے مرید تھے۔ حسین بن منصور حلاج کے جلس تھے مذہب اشاعی تھے بہت سی کتابوں کے مصنف تھے۔ سلسلہ حنیفیہ آپ سے منسوب آپ نے ۱۳۹۶ھ میں رحلت فرمائی آپ کا مزار آذر شہر میں ہے۔ (از سفینۃ الاولیاء دار اشکوہ)

• عقیبی میں شراب لقاط سے انظار اس وقت تک نہیں ہو سکتا جب تک دنیا میں روزہ نہ رکھا جائے۔

• اولیاء اللہ بادشاہ ہوتے ہیں عارفین ان کے وزراء ہوتے ہیں۔

• اللہ تعالیٰ کے یوم حساب سے پہلے ہی اپنے نفس کا محاسبہ کرو۔ اور آخرت کی طرف سبقت کرنے کے لئے تیار رہو۔ کیوں کہ دنیا ایک ایسا میدان یقین ہے جہاں سے قیامت کے پل پر سے گذرنا ہوگا۔ اور یہ گھڑی بڑی سخت اور دشوار ہوگی۔

• زہد ایک ساعت کا عمل ہے ورنہ دو ساعتوں کا اور معرفت ہمیشہ کا عمل ہے پس ان بندوں کی خوبیاں محض اللہ کے لئے ہیں۔ جنہیں اس نے اپنے کرم و شفقت سے بلا یا۔

• جب فضل کی ندانے مجلس وصل کی دعوت دی تو کوئی حدی خواں نہیں قرب الہی میں لے گیا۔ انہوں نے وہاں مطالعہ ازل سے فعل جمال کا مشاہدہ کیا اور حلق کے تاروں میں جلال خداوندی کا نظارہ کیا۔

حدیث پاک میں آیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انبیاء نبی اسرائیل میں سے ایک نبی کو وحی کی کہ میرے بعض بندے ایسے ہیں جو مجھے دوست رکھتے ہیں اور میں انہیں دوست رکھتا ہوں وہ میرے مشتاق ہیں میں ان کا مشتاق ہوں وہ مجھے یاد کرتے ہیں میں انہیں یاد کرتا ہوں۔ وہ میری طرف دیکھتے ہیں میں ان کی طرف دیکھتا ہوں۔ اس نبی نے دریافت کیا کہ اللہ ان لوگوں کی نشانیاں کیا ہیں ارشاد ہوا کہ وہ غروب آفتاب کے ایسے مشتاق ہوتے ہیں جیسے دن کے تھکے ماندے پرندے اپنے گھونسلوں کے خواہشمند ہوتے ہیں۔ جب رات آ جاتی ہے اور اندھیر چھا جاتا ہے۔ فرش فروش بچھ جاتے ہیں دوست اپنے

دوست سے وصل کی چاشنی حاصل کرنے میں مصروف ہوتے ہیں تو یہ لوگ ان ساری آسائشوں اور خواہشات سے کنارہ کش ہو کر میرے لئے سر و قدر کھڑے ہو جاتے ہیں۔ اپنے سر جھکا دیتے ہیں اور اپنے چہرے پھیلا دیتے ہیں اور مجھے ایسے درد مندانہ الفاظ میں بیکارتے ہیں کہ میں ان کی آہ و زاری سن لیتا ہوں ان میں سے بعض دردناک حالت میں آہ و فغاں کرتے ہیں بعض روتے ہیں۔ بعض مشاہدہ کرتے ہیں۔ بعض شکایت کرتے ہیں بعض کھڑے رہتے ہیں۔ بعض بیٹھے رہتے ہیں بعض رکوع میں اور بعض سجود میں مجھے یاد کرتے ہیں جس قدر تکلیف وہ میری خاطر اٹھاتے ہیں میں وہ سب کچھ دیکھتا ہوں میری محبت سے جس چیز کی شکایت کرتے ہیں میں سنتا ہوں۔ پہلے میں ان کے دل نور تجلی سے بھر دیتا ہوں۔ پھر وہ میری خبر دیتے ہیں جس طرح میں ان کی تبردی پھر میں انہی رحمت سے اگر ان کے دامن میں سات آسمانوں کا بوجھ بھی ہو تو اسے کم کر دیتا ہوں۔ پھر میں انہیں ایسا علم عطا کرتا ہوں جس کے لئے ان کا دہم و گمان بھی نہ تھا۔ اے بھائی! تمہارا لئے ضروری ہے کہ ایسے لوگوں کی دل جوئی کر لے شاید تو بھی ان کے متوسلین سے بن جاؤ اور اپنی بیانی و شنوائی کو ان کے تابع کر دے تاکہ تو سعادت کی بلند منزل تک پہنچ جاؤ

”میں اللہ سے اتجا کرتا ہوں وہ ہماری آنکھوں کو نور ہدایت سے روشن کر دے ہمارے عقاب کی بنیادیں کو مضبوط کر دے۔“

دُعَاكَ وَعَظْمِي | آپ وعظ سے پہلے یہ دعا فرمایا کرتے تھے۔ کہ

اللَّهُمَّ إِنَّا نَسُوكَ إِنَّمَا نَأْتِيكَ بِاللَّعْزِضِ عَلَيْكَ إِنِّقَانًا
تَقِفْ بَيْنِي الْقِيَامَتِ بَيْنَ يَدَيْكَ + وَعُصْمَةً تُنْقِذُنَا

بِهَامِنُ وَرَطَّاتِ الذُّنُوبِ - وَمَا حَمَتُ تَطَهَّرْنَا بِهَا مِنْ رِ
 تْسِ الْعُيُوبِ عَلِمْنَا نَفْسَهُمْ بِرِ أَوَامِكِ وَنَوَاهِيكَ وَنَهْمًا
 نَقَلْنَا بِكَ كَيْفَ تَنَاجِيكَ - وَاجْعَلْنَا فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ
 مِنْ أَوْلِيَاءِكَ وَامْلَأْ قُلُوبَنَا بِنُورِ مَعْرِفَتِكَ وَالْحُلُمِ عِيُونَ
 عَقُولَنَا بِأَمْدٍ هِدَايَتِكَ وَالْحُرْمِ أَقْدَامِ أَفْكَارِنَا
 مِنْ مَزَاتِي - مَوَاطِنِ الْمُرَاتِ الشُّهْبَاتِ وَالسُّعْ طِيُورِ
 نَفُوسِنَا مِنَ الرُّقُوعِ فِي شَبَاكِ مَوْبِقَاتِ الشُّهْبَاتِ
 وَأَمْتَانِي أَقْيَامِ السَّلُوتِ عَلَى تَرْكِ الشُّهْوَاتِ - وَاطْمِ
 سَطُورِ سَيِّئَاتِنَا عَنْ جَوَائِدِ أَعْمَالِنَا بِأَيْدِي الْحَسَنَاتِ
 كُنْ لَنَا حَيْثُ تَقْطَعُ الرَّجَاءُ مِثْرًا إِذَا أَعْرَضَ أَهْلُ الرَّجْوَةِ
 بِوَجْهِهِمْ عَنَّا حَتَّى تَحْمِلَ فِي ظِلْمِ الْعُودِهَا

أَفْعَالِنَا إِلَى يَوْمِ الْمَشْهُودِ أَجْرُ عَيْدِكَ الْفَضِيحَةِ عَلَى مَا
 آتَتْ مِنَ الْعُسْمَةِ عَنِ التَّرَلُّلِ وَنَقَّةِ وَالْحَاضِرِينَ لِنَا فِي
 الْقَوْلِ وَالْعَمَلِ - وَاجْرِ عَلَى لِسَانِنَا مَا يَنْتَفِعُ بِهَا سَامِعُ
 وَقَدْ رَفَتْ لَنَا الْمَوَاطِنُ - وَكَيْتُ لَنَا الْقَلْبُ الْخَاشِعُ -
 وَاعْفِرْ لَنَا ذَلِّ الْحَاضِرِينَ وَالْجَمِيعِ الْمُسْلِمِينَ - آمِينَ -
 كَبِي كَبِي آبِ يَدْعَا بِهِي بَاغَا زِدْ عَطْرُهَا كَرْتِي تَحِي -

اللَّهُمَّ أَهْلِ الْإِمَامَةِ وَالْأُمَّةِ - وَالرَّاعِي وَالرَّعِيَّةِ وَالْفِ
 بَيْنَ قُلُوبِهِمْ فِي الْخَيْرَاتِ - وَادْفَعْ شَرَّ بَعْضِهِمْ عَنْ بَعْضِ
 فِي جَمِيعِ الْأَوْقَاتِ - اللَّهُمَّ أَنْتَ الْعَالِمُ بِسِرِّ آيَاتِنَا فَاصْلِحْنَا
 صَلِحْنَا وَأَنْتَ الْعَالِمُ بِذُنُوبِنَا فَاعْفِرْنَا - لَا تَرَانِ لِحَيْثُ

نَهْنَأُ وَلَا تَقْتَدُ نَا حَيْتُ أَمْرُنَا - وَأَخْرَفْنَا بِالطَّاعَةِ وَلَا
 تَدْرِكُنَا بِالْمَعْصِيَةِ وَأَشْغَلْنَا بِكَ مِمَّنْ سِوَاكَ - وَأَقْطَعُ
 مَنَا كُلَّ قَاطِعٍ لَقَطْعِكَ سُنْدِكَ، وَعَنْ هَوَاكَ الْهَيْمُنَا ذِكْرِكَ
 وَشُكْرِكَ وَحُسْنِ عِبَادَتِكَ - لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَمَا شَاءَ اللَّهُ
 كَانَ لَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيمِ -

لَا حِينَانِي غَفْلَتِي وَلَا تَمْتَنَانِي دَمِيرَتِي - رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذْنَا
 إِنْ نَسِينَا أَوْ إِخْطَاؤُنَا - رَبَّنَا وَلَا تَحْمِلْ عَلَيْنَا سِرًّا مَكًّا
 حَمَلْتَهُ عَلَى الَّذِينَ مِنْ تَبَلِينَا - رَبَّنَا وَلَا تَحْمِلْنَا سَاءَ لَا
 طَاقَتَنَا بِهِ - وَاعْفُ عَنَّا - وَاعْفِرْ لَنَا وَارْحَمْنَا
 أَنْتَ مَوْلَانَا فَانظُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكَافِرِينَ سُبْحَانَ
 رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُونَ وَسَلَامٌ عَلَى الْمُرْسَلِينَ
 وَالْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ

تمت بالخير

قصیدہ المبارک غوثیہ خمریہ

یہ قصیدہ شریف خاص حضور غوث پاک قدس سرہ العزیز کا فرمودہ ہے جس کو غیر مذاہب بھی تسلیم کرتے ہیں۔ فقیر نے اس کے بہت سے نسخے دیکھے مگر کوئی بھی اغلاط سے محفوظ نظر نہ آیا۔ متعدد جگہوں میں فتح کسرہ، ضمہ یعنی حرکات کی اغلاط نظر آئیں اور بعض جگہوں میں الفاظ کی اغلاط بھی موجود پائیں جس کی وجہ سے عوام الناس کو صحیح پڑھنا بہت دشوار تھا۔ فقیر اس بات کا احتیاط رکھتے ہوئے اس کا ترجمہ بھی ساتھ نشر میں نقل کر رہا ہے یہ ترجمہ ناصر الاسلام الحاج مولانا سید محمد عبدالسلام قادری کی کتاب رضوان قادری سے مع التصرف نقل کیا ہے۔ اور کچھ اس کے فضائل تذکرہ قادریہ سے نقل کرتا ہوں یہ پیر سید طاہر علاؤ الدین الگیلانی کی تصنیف فرمودہ ہے اور آپ حضور غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اولاد میں سے ہیں۔ قال اور یہ قصیدہ مبارک تمام دینی اور دنیاوی حاجتوں کو پورا کرنے، مشکلات کو آسان کرنے، بزرگوں کی زیارت، بلکہ اللہ تعالیٰ کے حصول دیدار اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت سے مستفید ہونے کیلئے بلکہ تمام امور دینی و دنیوی پلانے میں یکتا ہے۔ مگر شرط یہ ہے کہ صاحب عمل کو کسی کامل بزرگ سے اجازت ہو۔ جلالی و جمالی اشیاء سے باہر میزموں شریعت کا پابند اور راست گو اور

اکل حلال پر عمل پیرا ہو۔ اس کے مرتبے کی کئی ترکیبیں ہیں۔

پہلی ترکیب

پہلی ترکیب سالم کے سالم قصیدہ، تیس کے تیس ابیات مسلسل ورد کرنے کی ہے۔ ۱۰۰ سالہ سالم قصیدہ مبارک ہر ماہ قمری کی پہلی تاریخ بعد از نماز عشاء یا بعد نماز تہجد اول و آخر ورد و شریف گیارہ گیارہ مرتبہ پڑھے اور پڑھنے کے بعد ختم شریف بر ارواح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و حضور غوث پاک و بر ارواح بزرگان سلسلہ قادری پہنچائے۔ اگر ہو سکے تو پہلے بھی شروع کرنے سے ختم شریف ان ارواح مذکورہ پر پہنچا دے۔ تصور مرشد کو ہمراہ رکھے اور کم از کم اکتالیس بار روزانہ ورد کرے۔ یا جو مرشد فرماوے۔ اس پر عمل کرے۔

دوسری ترکیب

دوسری ترکیب شعر شعر کی الگ الگ ہے۔ جو ہر مطلب کیلئے ورد کیا جاتا ہے وہ بھی چاند کی پہلی تاریخ کو شروع کرے اور لکھی ہوئی ترکیب کے مطابق روزانہ ورد کرے۔ سَقَانِي الْجُبِّي ... الخ برائے معرفت الہی ہزار بار گیارہ روز۔ و برائے رجوع محبوب ہر روز پانچ صد بار۔ اول و آخر ورد شریف گیارہ گیارہ بار بعد از نماز عشاء یا تہجد گیارہ روز پڑھیں۔ پرہیز جلالی و جمالی اشیاء سے لازمی ہے۔ منہ قبلہ کی طرف کریں۔

أَطْلَعْنِي ... الخ برائے عطا و انکشاف رموزات و ارادت الہی پندرہ سو بار ہر روز باہرہیز گوشہ تنہائی میں بیٹھ کر پڑھے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ط

۱۱) سَقَانِي الْحَبُّ كَأَسَاتِ الْوَسَالِي
فَقُلْتُ لِخَمْرِي نَحْوِي نَعَانِي

پیلا یا محبت کے مجھے جام وصال کبریا۔ پس کہا میں نے میری شراب میری طرف آدنگتہ :- حضرت منصور کو ایک قطرہ نے بخود کر کے انا الحق کہہوا دیا۔ مگر آپ کے قدم ذرا نہ ڈگمگائے۔

۱۲) سَعَتْ وَشَتَّ لِتَحْوِي بِي كُنُوسِي
فَهَمَّتْ بِسُكْرَتِي بَيْنَ الْمَوَالِي

آیا دور کر دیگر جاموں میں میرا جام میری طرف - بھر میں نے اس کو یا ران طریقت میں تفہیم کیا۔

۱۳) فَعَلَّتْ السَّائِرُ إِلَّا قَطَابِ لُسُورَا
بِحَالِي وَادْخُلُوا أَنْتُمْ رِجَالِي

پس میں نے سب اقطاب سے کہا۔ کہ مدد یا سو میرے حال سے ادراخل ہو جاؤ میرے آدمیوں میں (کیوں نہ ہو۔ آپ کا قدم ہر دلی کی گھون پر ہے۔ آپ کا طریقہ اور مواہب و عطا یا سب سے افضل ہیں۔ جہاں کسی ولی کا نذر نہیں م

۱۴) وَهَمُّوا وَاشْرَبُوا أَنْتُمْ جُنُودِي
فَسَاقِي الْقَوْمِ بِالْوَأْفَى مَسْلَابِي

اور ہمت کرو اور پیو تم میرے شکر ہو۔ میرے ساقی قوم نے اپنے کرم سے بھر بھر کے جام دیئے ہیں۔

۱۵) شَرِبْتُمْ فَضْلَتِي مِنْ بَعْدِ سُكْرِي
وَلَا نِلْتُمْ عَلْوِي وَالتِّصَالِي !

پیام نے میرا پس خوردہ میرے نشہ کے بعد - اودنہ پایا تم نے میری بلندی اور کمال کو

۱۶۹) مَقَامُكُمْ أَعْلَىٰ جَمْعًا وَ لَكِنَّ
مَقَامِي فَوْقَكُمْ مَا سَأَلَ عَالِي

تم سب کا مقام بڑا ہے۔ لیکن میرا مقام تم سے بڑا ہے ازل سے ابد تک۔

۱۷۰) أَتَلَقِي حَضْرَتَهُ التَّقَرُّيبِ وَ مَحْدَتِي
يُصَرِّفُنِي وَ حُسْبِي نُوَ الْجَدَّالِي

میں بارگاہِ تقرب میں تنہا ہوں۔ جو مقام مجھے ملا ہے کسی کو نہیں ملا ہے میرا نواجل

کافی ہے۔

۱۸۱) أَنَا الْبَانِي أَيُّ أَشْهَبُ كُلِّ شَيْخٍ
وَمَنْ ذَا فِي الرِّجَالِ أُعْطِيَ مِثَالِي

میں ہر شیخ کا ذمہ باز ہوں۔ میدانِ معرفت میں کون ہے رجال (مردوں) میں مثل میرے کا میاب

۱۹۱) كَسَانِي خَلْعَةً يَطْرَأُهَا شُرْمٌ
وَتَوَجَّهْتُ بِبَيْتِجَانِ الْكَمَالِ

مجھے خلعتِ خوش نگار اولیٰ العزمیٰ دیا گیا ہے۔ اور میرے سر پر تاجِ دارائی رکھا گیا ہے۔

۱۹۲) وَأَطْلَعَنِي عَلَى سِرِّ قَدِيمٍ
وَقَادَنِي وَأَعْطَانِي سُسُوَانِي

مجھے آگاہی بخش راترہائے قدیم پر۔ اور عہد و جملہ کاموں کا ملا اور جو مانگا خدا نے دیا۔

۱۹۳) دَوْلَاتِي عَلَى الْأَقْطَابِ جَمْعًا
فَعَلِمْتِي نَافِذِي فِي كُلِّ حَالٍ

مجھے خدا نے تمام اقطاب کا منتار بنایا۔ پس حکم میرا جاری ہے ہر حال میں

۱۹۴) وَ كَوْنُ الْقِيَّتِ سِرِّي فِي بَحَارِ
نَصَائِرِ الْكُلِّ شُرُورًا فِي السَّرْدَالِ

اگر ڈالوں میں اپنا بھید دریاؤں میں تو وہ اندر غار میں غائب ہو جائیں۔

وَلَوْ اَلْقَيْتُ سِرِّي فِي جِبَالٍ
لَدُكَّتْ وَاخْتَفَتْ بَيْنَ الرِّمَالِ (۱۳)

اگر ڈالوں میں اپنا راز پہاڑوں پر۔ تو وہ ریزہ ریزہ ہو کر غائب ہوں رمال (پتھروں) میں

وَلَوْ اَلْقَيْتُ سِرِّي فَوْقِ نَابِ
لَخَدَّتْ وَاخْفَتُ مِنْ سِرِّ حَالِي (۱۴)

اگر ڈالوں میں اپنا راز آگ میں تو اس کی ساری گرمی اور تیزی میرے راز سے کافر ہو جائے

وَلَوْ اَلْقَيْتُ سِرِّي فَوْقَ مَيْتٍ
لَقَامَ بَقْدُ سَرَّةِ اَلْمَوْتِ تَعَالِي (۱۵)

اگر میں اپنا راز مرے پر ڈالوں۔ تو وہ قدرت الہی سے جی اٹھے۔

وَمَا مِنْهَا شُهُورٌ اَوْ دَهْوَةٌ
تَسُرُّ وَتُنْفِئُنِي اِلَّا اَتَالِي (۱۶)

اور کوئی حسینہ اور سال ایسا نہیں۔ جو ظہور سے پہلے میرے پاس نہ آئے۔

وَتُخْبِرُنِي بِمَا يَأْتِي بِجُرْحِي
وَتُعَلِّمُنِي فَاَقْصِرْ عَنِّي جِدَائِي (۱۷)

اور سب کہتے ہیں اپنا حال اور صفت اے بے خبر میرے درجے سے انکار نہ کر

مُرِيدِي هِمَّ وَطِبَّ وَاشْطَحْ وَغَنَمِي
وَافْعَلْ مَا تَشَاءُ فَاِلٰدِئِمِ عَالِي (۱۸)

اے میرے مرید! خوش ہو اور بیباک ہا تمہے جکم الہی جو چاہے کرتیے پاس میرا نام بڑا ہے

مُرِيدِي لَا تَخَفِ اَللّٰهُ سَرِيَّتِي
عَضَانِي مِرْنَعَةً نِلْتُ اَلْمَنَالِي (۱۹)

اے میرے مرید مت خوف کر اللہ میرا رب ہے مجھے رفعت ملی ہے میں اپنی امیدوں کو سنبھال رہا

(۲۰) طِبُّوْا لِي فِي السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ دَقَّتْ

وَشَاءَ مَوْسَى السَّعَادَةَ قَدْ بَدَأَ لِي

نوبت میری آسمانوں، زمینوں پر بنتی ہے۔ سعادت و نجات کے ارادے میرے آگے چلتے ہیں

(۲۱) بِلَادِ اللَّهِ مُلْكِي تَحْتَ حُكْمِي

وَدَقَّتْ قَبْلَ قَلْبِي قَدْ صَفَا لِي

خدا کے شہر میری تخت حکومت ہیں۔ دقت میرا صاف ہے میری جان سے پہلے

(۲۲) نَظَرْتُ إِلَى بِلَادِ اللَّهِ جَمْعًا

كُنْزًا دَلَّتْ عَلَيَّ حُكْمَ التَّصَالِ

میری نگاہ میں تمام ملک خدا مثل دانہ ذرہ (رائی) ہیں۔ میرے حکم اتعال میں

(۲۳) دَرَسْتُ الْعِلْمَ حَتَّى بَرْتُ قُطْبًا

وَنِلْتُ السُّعْدَ مِنْ مَوْلَى الْمُؤَالِي

مجال کیا میں نے اتنا علم کہ قطب ہو گیا۔ اور مجھے مولیٰ المؤالی سے سعادت نصیب ہوئی

(۲۴) بِرَجَالِي فِي هَوَا جِرَاهُمْ صِيَامًا

وَفِي تَطْمِينِ اللَّيَالِي كَالنَّوَالِي

میرے آدمی سخت گرمی میں بھی۔ وزہ دار ہیں۔ اور اندھیری راتوں میں مثل گومر نور بار۔ ہیں۔

(۲۵) وَكُلُّ وَدِيٍّ لَهُ قَدَمٌ وَرَائِي

عَلَى قَدَمِ النَّبِيِّ بَدْرُ الْكَمَالِ

ہر دلی کسی کے قدم پر ہے۔ اور میں حضرت نبی بدر الکمال علیہ الصلوٰۃ والسلام کے قدم پر ہوں

(۲۶) نَبِيُّ هَاشِمِيٍّ كَلْبِي حِجَا زِي

وَهُوَ جَدِّي بِدِي نِلْتُ الْمُؤَالِي

و غیب کی مہموں دینے والے ہاشمی کی جہازی ہیں اور وہ میرے نانا جان ہیں ان کے وسیلے سے میں نے دوستوں کو پایا۔

(۲۷) مَرِيَدِي لَا تَخَفْ وَ اِنْ فَايِدُ
عُزُومُكَ قَاتِلْ عِنْدَ الْقِتَالِ

اے میرے مرید مت خوف کر دشمن سے میں سوت عزم دلا ہوں اور قاتل ہوں وقت قتال کا۔

(۲۸) اَنَا الْبَحِيحُ مَيْمِنِ الدِّبْنِ ابْنِ مَيْمِنِ
وَ اَعْلَاهِي عَلِيٌّ سِرِّ الْجِبَالِ

میں جیلانی ہوں۔ مئی الدین میرا نام ہے۔ میرے بھندے پہاڑوں سے بھی زیادہ اونچے ہیں۔

(۲۹) اَنَا الْمُحْسِنُ وَالْمُخْدَعُ مَقَاهِي
وَ اَقْدَاهِي عَلِيُّ عُنُقِ الرَّجَالِ

میں امام حسن رضی اللہ عنہ کی نسل سے ہوں۔ مخدع میرا مقام ہے اور میرا قدم اولیاء کی گردن پر ہے۔

(۳۰) وَ عَبْدُ الْقَادِرِ الْمَشْهُورِ مِمْنِي
وَ جَدِّي صَاحِبُ الْعَيْنِ الْكَمَالِ

اور عبدالقادر مشہور میرا نام ہے۔ جہت معظم میرے صاحب کمال ہیں۔

